طرابلس کی طرف روانہ کئے گئے۔ اور وہاں سے بلند درجے پر ترقی ہوکر جدید لشکر کی مجلسِ جنگ میں شامل ہونے کیلئے سالونیکا کیطرف بھیجے گئے۔ اس کے بعد ۳۰ پیادہ دستے کے سالار مقرر ہوئے۔

سنہ ۱۹۱۰ء میں قسطنطنیہ بلائے گئے۔ اور جیش ثانی کے ارکان حرب کی مجلس میں داخل ہوئے۔ اور بغاوت البانیہ کو فرو کرنے کے لئے محمود شوکت پاشا وزیر جنگ کے ہمراہ ہوئے۔ جب ۱۹۱۱ء میں ایطالیوں نے طرابلس پر حملہ کیا تو آپ بھیس بدل کر مصری علاقے کی طرف سے ہوتے ہوئے بنغازی کی طرف گئے۔ وہاں جاکر فوجوں کی نہائیت عمدہ تنظیم کی۔ ان کو قواعد سکھائی۔ اور جبتک جنگ جاری رہی وہ اس میں لڑتے رہے۔ جب جنگ بلقان شروع ہوئی تو قسطنطنیہ واپس آگئے اور "بولایر" ڈویژن کے صدر ارکانِ جنگ ہوگئے۔ یہ وہ ڈویژن تھا جس کی کمان لفٹنٹ فخری پاشا کر رہے تھے مصطفےٰ کمال اس مشہور و معروف حملے میں شریک تھے۔ جس میں اڈریانوپل واپس لیا گیا تھا۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں آپکو سفارت عثمانیہ مقیم صوفیہ و بلغاریہ کا فوجی اٹاشی مقرر کیا گیا۔ اور آپ اس منصب پر فائز رہے حتّٰی کہ سنہ ۱۹۱۴ء میں جنگِ عظیم کا اعلان ہوا۔

جنگِ عظیم اور مصطفےٰ کمال

جس وقت جنگِ عظیم کا اعلان ہوا۔ اعلیحضرت غازی مصطفےٰ کمال قائم مقامی کے عہدے پر فائز تھے۔ آپنے فورًا وزارتِ حربیہ میں

[illegible]

[illegible] کا کمانڈر مقرر کیا
گیا۔ اِس وقت یہ ڈویژن روڈسٹو میں چھاؤنی ڈالے پڑا تھا۔
تھوڑی ہی مُدّت کے بعد غازی موصوف اپنے ڈویژن کو لیکر سواحلِ درہ دانیال کی طرف چلےگئے۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ اتحادی حملۂ درہ دانیال کا آغاز کرچکے تھے۔ اور ان کے زبردست بیڑے مملکتِ آل عثمان کو نیست و نابود کرنے اور ان کے مایہ ناز پایۂ تخت آستانہ پر قبضہ کرنے کے لئے آبناؤں کو عبور کر رہے تھے۔

۱۸۔ مارچ کی صبح کو انگریزوں اور فرانسیسیوں کا ایک ضخیم و عظیم بیڑا درہ دانیال پر آپہونچا۔ انکی توپوں کے دہانوں سے اِس قدر شدید و ہولناک آگ برس رہی تھی کہ شعلہ ہائے جہنّم بھی اس کے سامنے ماند تھے۔ دردانیال کے قلعوں کو پاش پاش کردینے، اسکی توپوں کو خاموش کرنے اور اُس کے اِستحکامات کو تباہ کردینے کی کوششیں کر رہے تھے۔ اور اس کے بعد وہ "ارچی برونی" اور "انا فارطہ" پر قبضہ کرنے کیلئے اپنی فوجوں کو خشکی پر اُتارنے لگے تھے کہ غازی مصطفےٰ کمال جو قریب ہی کے ایک مقام پر اپنی فوجوں کو قواعد سکھا رہے تھے۔ یک بیک اُن پر ٹوٹ پڑے۔ اور قیادت علیا (ہائی کمانڈ) کے احکام و ہدایات حاصل کئے بغیر خودبخود لڑنے لگے اور انکو روک دیا۔

ماہرین جنگ کا قول ہے کہ اگر غازی مصطفےٰ کمال اچانک جنگ میں نہ کُود پڑتے اور قیادت علیا کے احکام کے انتظار میں خاموش بیٹھے رہتے اور اِس فتح کو ہاتھ سے کھو بیٹھتے۔ تو اتحادیوں کے قدم اس مقام پر مضبوط ہوجاتے۔ اور وہ پیہم حملوں سے قسطنطنیہ کو

... غازی موصوف کے نام

فرمان صادر کیا کہ خطہ "انا فارطہ" (دردانیال) کی کمان لیلو۔ آپ نے کمان ہاتھ میں لی اور اس مقام پر عدیم النظیر شجاعت و مردانگی کیساتھ لڑے۔ اور انگریزوں پر عظیم الشان فتوحات حاصل کیں۔ جب اتحادیوں کی شکست اور ان کے درہ دانیال سے خارج ہوجانے کے بعد ان معرکوں کا اختتام ہُوا۔ اور عثمانی لشکران معارک میں سے فاتح و منصور ہوکر نکلا۔ اعلیٰ حضرت غازی کا درجہ "امیر لواء" تک بلند کردیا گیا۔ اب آپکا نام "مصطفےٰ کمال پاشا" ہوگیا۔ آپنے سولہویں عثمانی فیلق کی کمان اختیار کی۔ جو ایڈریانوپل میں مقیم تھا اور اس فیلق کو لیکر آپ رُوس کیساتھ جنگ کرنے کیلئے دیار بکر کی اطراف میں چلے گئے۔ اور اس جیش ثانی کے ساتھ ملحق ہوگئے جسکی کمان شیر عزت پاشا کررہے تھے۔ اور آپ ان معرکوں میں شریک تھے۔ جو مشرقی اناطولیہ کے علاقہ جات طفلس و موش کی واپسی پر ختم ہوئے اور جنہوں نے روس کے دانت ایسے کھٹے کئے کہ وہ بلاد ترکیہ میں مداخلت کرنے سے تائب و راجع ہوگیا۔

۱۹۱۶ء کے موسم سرما میں آپ حملہ حجاز کی کمان کے لئے دمشق آئے جب آپکی ملاقات جیش رابع کے سپہ سالار جمال پاشا کے ساتھ ہوئی تو ان سے دریافت کیا کہ حجازی دستے کا رجوع کس طرف کو ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ جیش رابع کی کمان (جمال پاشا) کے ہمراہ رہیگا۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے کہا "میں آپکے حکم کے ماتحت کام نہیں کرسکتا"۔ جمال پاشا نے کہا "آپکو ایسا ہی کرنا ہوگا اور کل یا پرسوں انور

مرضی ہو کریں" یہ روائت معتبر ذریعہ سے منقول ہے اور جس شخص نے یہ روائیت کی ہے وہ اُس وقت مصطفےٰ کمال اور جمال پاشا کے پاس کھڑا تھا۔

دو دن کے بعد انور پاشا پہنچ گئے۔ آپ ان دنوں جیش عثمانی کی قیادتِ عامہ کے وکیل تھے۔ مصطفےٰ کمال پاشانے آپ سے کہا کہ مَیں حجاز کیطرف روانہ نہیں ہوسکتا ہوں۔ آپنے اس امر کیطرف بھی اشارہ کیا کہ ان علاقوں سے نکلجانا اور جو لشکر وہاں مقیم ہے اُسے شام کی طرف لیجانا ضروری ہے۔ کیونکہ حجاز ایسے بعید و وسیع ملک سے کسی فائدہ کی امید نہیں ہے لیکن قائد اعلےٰ نے آپکی رائے پر عمل نہ کیا اور آپکو ساتھ لیکر سفر فلسطین اختیار کیا۔ جب دونو قسطنطنیہ واپس آئے تو غازی مصطفےٰ کمال پاشا جیش ثانی کے سپہ سالار مقرر کردئیے گئے۔ آپکا مقام دیار بکر اور کام رُوس کے ساتھ جنگ کرنا قرار پایا۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشانے اس طرف جانے کے لئے چند شرائط پیش کئے جس کی وجہ سے آپکا اس طرف جانا بھی ملتوی ہوگیا ۱۹۱۸ء میں سلطان محمد وحید الدین کی تخت نشینی کی سرکاری اطلاع پہونچانے کے لئے ہز ہائنس امیر عبد المجید آفندی ولیعہد حکومتِ عثمانیہ کے زیر صدارت ایک وفد جرمنی آسٹریا اور بلغاریہ کا دورہ کرنے کے لئے مرتب ہوا۔ مصطفےٰ کمال پاشا اس وفد کے ایڈیکانگ مقرر ہوئے۔ آپنے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور قیادتِ عامہ جرمنی سے ملاقات کی۔ اور فرانس کے میدانِ جنگ

[illegible] کے بعد آپ ایک مرض میں مبتلا ہوگئے اور بغرضِ معالجہ آپکو دوبارہ آسٹریا کی طرف جانا پڑا۔ جہاں سے آپ سیدھے قسطنطنیہ واپس آگئے۔ جب انگریزوں نے بغداد فتح کر لیا اور بالشویکی بغاوت مملکتِ رُوس کے طُول و عرض میں پھیل گئی تو عثمانی قیادتِ علیا نے "جیوش صاعقہ" کے نام سے ایک جدید لشکر تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور اس لشکر کی تیاری کا مقصد صرف بغداد کا واپس لینا تھا۔ اس کی تنظیم کا کام غازی مصطفٰے کمال پاشا کی ذمہ کیا گیا۔ آپنے اس مہم کو اس شرط پر قبول کیا کہ یہہ فوج شہر حلب کے قرب وجوار میں مجتمع رہے تاکہ بوقتِ ضرورت شام و عراق کے لشکر کے لئے بطور احتیاطی فوج فوراً استعمال کیجا سکے لیکن خود قیادتِ علیا نے اپنے ارادہ سے رجوع کر لیا۔ اور یہ سب امُور جرمن جرنیل فاکنہائن کے سپرد کر دیئے۔ اور جیش مذکور شام کی طرف تبدیل کر دیا گیا۔ لیکن کچھہ مُدت کے بعد جرنیل فاکنہائن کی جگہہ مارشل لیمان خان ساندرس پاشا نے لیلی اور اختتامِ جنگِ عظیم تک وہی اس عہدے پر مامور رہے۔

جولائی ۱۹۱۸ء میں غازی مصطفٰے کمال پاشا جو وائس لفٹنٹ کے درجے تک پہونچ چکے تھے۔ جیش سابع کی کمان کے لئے نابلس (فلسطین) میں پہونچے۔ اس وقت یہ لشکر نابلس، القدس، اور نابلس، کے درمیان چھاؤنی ڈالے ہوئے تھا۔ لفٹنٹ مصطفٰے فوزی پاشا جو ابتک اس لشکر کی کمان کر رہے تھے۔ بیمار ہو کر قسطنطنیہ چلے گئے۔ غازی مصطفٰے کمال پاشا نے لشکر کے نظم و

عی اور اصلاح میں اپنی طرف سے پوری کوشش کی لیکن اب کیا ہوسکتا تہا۔ معاملہ حد سے گذر چکا تھا۔ لشکر طویل مدّت تک لڑتے لڑتے عاجز و درماندہ ہوچکا تھا۔ تنگئ معاش و بدانتظامی سے انکی قوت زائل ہوچکی تھی۔ عثمانی قیادتِ علیا کے ایک عہدہ دار کا بیان ہے کہ جب غازی مصطفےٰ کمال پاشا نابلس کے قریب پہونچے تو انہوں نے مارشل لیمان وان سانڈرس پاشا قائدِ عام جیوش صاعقہ" کے نام ناصرہ میں ذیل کا تار ارسال کیا :۔

"مَیں نے لشکر کا نہائیت دقیق طور پر امتحان کیا، معلوم ہُوا کہ اسکے اکثر افسران فوج کی کمان کے ناقابل ہیں۔ کیا مَیں انکو آپکی ہدایات و اشارات سے مستفیض ہونے کیلئے آپکے پاس ناصرہ میں بھیجدوں یا براہِ راست انکو قسطنطنیہ کی وزارتِ جنگ کی طرف بھیجدیا جائے"۔

قیادت کی طرف سے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو یہ تار بطور جواب ملا: "پانچسال کی جنگ نے ترکی لشکر کے بہترین افسر ہضم کرلئے ہیں اور اب موجودہ افسروں سے بہتر افسروں کا ملنا ممکن نہیں ہے"۔

جب انگریزوں نے ۲۰۔ ستمبر ۱۹۱۸ء کو فلسطین کے تمام میدان میں عام حملہ شروع کردیا تو غازی مصطفےٰ کمال نے برابر تین دِن تک حیرت انگیز مردانگی کے ساتھ لڑائی اور مقابلہ جاری رکھا۔ تین مقامات پر انگریزوں نے حملہ کیا اور ان تینوں مقامات سے وہ ناکام واپس ہوئے اور غازی موصوف اپنے خطوط پر قائم رہے۔ لیکن آخرکار جب جیش ثامن کو شکست ہوگئی۔ جو جیش سابع کے میمنہ پر تھا۔ اور

کیطرف چلگئے اور وہاں سے حلب کا راستہ لیا جو ترکی قیادتِ علیا کا مقام تھا۔ اور جس جگہ جنوبی و وسطی شام سے واپس آنیوالی فوجوں کا اجتماع ہوتا تھا۔

اس شکست کے بعد مارشل لیمان پاشا "جیوش صاعقہ" کی کمان سے مستعفی ہوکر جرمنی کی طرف روانہ ہوگئے۔ قسطنطنیہ سے حکم آیا کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو مارشل لیمان کی جگہ "جیوش صاعقہ" کا سپہ سالار مقرر کیا جائے۔ غازی جابجا جنگ کی تیاری کرنے لگا۔ واپس آنیوالے لشکر کی تنظیم اور مجروحین اور بیماروں کو اطنہ اور اناطولیہ کی طرف بھیجنے میں مشغول ہوگیا۔

۲۶ ستمبر کو اطراف حلب میں تھوڑی سی لڑائی کے بعد آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور الکیرمون کے معرکہ میں انگریزوں کو شکست دی اور ۱۱۔ نومبر ۱۹۱۸ء کو ہنگامی صلح کی شرائط طے ہوئیں اور آپنے وزارتِ جنگ سے رخصت حاصل کرکے قسطنطنیہ کیطرف جانیکا ارادہ کیا۔

ہنگامی صُلح اور ترکی رعایا کی بے بسی!

اعلیٰ حضرت غازی مصطفےٰ کمال پاشا قسطنطنیہ پہنچے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ شجاع اور خوددار ترک نفوس گویا جان بلب ہیں۔ اتحادی اپنے تمام سازو سامان کے ساتھ آپہونچے ہیں۔ آستانہ خلافت کے باشندوں کا خون مباح کردیا گیا ہے۔ اور انکی عزّت و شرافت پر دستِ تعدی دراز کیا جاچکا ہے اعلیحضرت اس امر پر غور و خوض کرنے لگے۔ کہ کیونکر قوم کو اس تنگنائی مصائب میں سے باہر نکالا جائے۔ آپنے ارباب فکر و رائے کیساتھ گفت و شنید کی کہ کونسا طرز عمل اختیار کیا جائے کہ قوم کو چاہ ہلاکت سے نجات

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو معلوم ہوا کہ جبتک کوئی ایسی فوجی قوت تیار نہ کیجائے جسپر اعتماد ہو سکے اُس وقت تک کوئی کام جاری نہیں ہو سکتا. اور کام کا بہترین مقام اناطولیہ ہے جہاں لوگوں کیساتھ ملنا جلنا ممکن ہے

غازی مصطفےٰ کمال پاشا اناطولیہ کو جانے کیلئے اسباب وسائل پر غور کر رہے تھے کہ وزارت کیطرف سے بلاوا آیا اور اناطولیہ کے لشکر کے جنرل انسپکٹر کا عہدہ آپکے پیش کیا گیا. آپنے خوشی سے اس منصب کو قبول کیا. کیونکہ یہ امر آپکے مقصد کے عین مطابق تھا. آپ ۱۵ امئی ۱۹۱۹ء کو طرابزون کی طرف روانہ ہو گئے اور ایک روائیت مظہر ہے کہ سمسون کیطرف روانہ ہوئے. بہرحال یہ وہ دن تھا جبکہ یونانی سمرنا میں داخل ہو رہے تھے.

غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے سرزمین اناطولیہ پر قدم رکھتے ہی اپنے مقصد اعلیٰ کے حصول کیلئے جدوجہد شروع کر دی. چند عثمانی افسروں کو جمع کیا اور ارضِ روم کی طرف روانہ ہو گئے. اپنے جدید مقصد یعنی ملک کو بلائے غلامی سے چھڑانے کیلئے لشکر کی تنظیم و قواعد آموزی وغیرہ شروع کر دی. راویوں کا اس امر میں اختلاف ہے کہ اناطولیہ میں کسقدر لشکر جمع تھا بعض کا قول ہے کہ تیس ہزار فوج تھی. بعض کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ تھی اور بعض تیس ہزار سے کم مقدار بتاتے ہیں لیکن اس امر میں کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ عثمانی لشکر جو جنگِ عظیم کے وقت ڈیڑھ ملین مجاہدین پر مشتمل تھا. اس میں سے جتنی فوج بچ رہی تھی ساری کی ساری اناطولیہ میں آ گئی تھی. اس فوج کے علاوہ جو خود اناطولیہ میں موجود تھی. شام، عراق، اور قفقاز کی فوجیں بھی آ گئیں

ہُوا۔ اور انجام کے خطرات سے ہراسان ہوئے۔ غازی مصطفیٰ کمال پاشا
کو قسطنطنیہ کیطرف بُلایا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ لشکر سے مستعفی ہونے اور
احرار کیساتھ ملنے کا اعلان کر دیا اور اسی حیثیت میں ارض روم کی پہلی کانفرنس
میں حاضر ہوئے اور یہی قومی تحریک کا مبداء و آغاز تھا۔ اگست ۱۹۱۹ء کو وزارت
نے فرامین صادر کر دیئے کہ غازی مصطفیٰ کمال پاشا کو گرفتار کر کے قسطنطنیہ
بھیجا جائے۔

۲۳۔ اپریل ۱۹۲۰ء کو مجلس ملی عظمیٰ نے غازی موصوف کو اپنا صدر منتخب
کیا۔ اس انتخاب کے بعد آپنے ایک تقریر کی جس نے ارکان مجلس میں زندگی
و امید کی روح ڈالدی۔ معرکہ سقاریہ کے بعد جب قومی لشکر نے یونانیوں پر
عظیم الشان فتح حاصل کی تو ۹۔ ستمبر ۱۹۲۱ء کو بروز جمعہ ۲ بجے بعد از دوپہر مجلس
ملی نے ایک جلسہ کیا جس میں غازی مصطفیٰ کمال پاشا کا شکریہ ادا کیا گیا
اور آپکو فیلڈ مارشل کا رتبہ اور غازی کا لقب عطا کیا گیا۔ اور عصمت پاشا کی
زبانی لشکر کو مبارکباد دیگئی۔ اور ہر طرف سے تحائف و مبارکباد کی
بارش ہونے لگی۔

۲۰۔ جولائی کو مجلس ملی کا ایک اور جلسہ ہُوا جس میں یہ قرار پایا کہ جبتک
جنگ جاری رہے قیادت علیا کا منصب غازی مصطفیٰ کمال پاشا ہی سے
متعلق رہیگا۔ حالانکہ اس سے قبل تین تین مہینے کے بعد اس منصب
کی تجدید ہُوا کرتی تھی۔ اس کے بعد غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے ایک
طویل الذیل تقریر کی جو اس کتاب کے کسی آئندہ صفحہ پر درج ہے ذیل
میں مجلس ملی کی وہ قرارداد درج کی جاتی ہے جس میں غازی مصطفیٰ کمال

پاشا کو منصبِ قیادت پر بحال رکھا گیا ہے۔

دفعہ ۱۔ مجلسِ ملّی عظمیٰ جو امور قوم و مملکت کی واحد ذمہ دار اور سب سے بڑی قوّتِ متصرّفہ ہے اور جس کے ارکان قانون اساسی قانون تشکیلات کے مطابق ملک کی حفاظت وصیانت اور وضع قوانین کا حق رکھتے ہیں اور جو اپنی معنوی حیثیّت میں قیادت علیا کی نمائندہ ہے۔ اپنے صدر فیلڈ مارشل غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو منصبِ قیادت پر موقتہ طور پر بحال رکھتی ہے۔

دفعہ ۲۔ مجلس کو حق حاصل ہے کہ جب ضرورت پڑے تو وہ اپنے موجودہ صدر کو قیادت علیا کے فرض سے سبکدوش کر دے۔

دفعہ ۳۔ ۷۔ رمضان سنہ ۱۳۴۰ھ مطابق ۶ مئی سنہ ۱۹۲۲ء کو قیادت علیا کی سہ ماہی تجدید کے متعلق جو قانون صادر کیا گیا تھا۔ اس کے احکام منسوخ کئے جاتے ہیں۔

دفعہ ۴۔ اس قرارداد کا نفاذ اس کی اشاعت کی تاریخ سے شروع ہوگا۔

دفعہ ۵۔ مجلسِ ملّی عظمیٰ اس قانون کے احکام نافذ کرے گی

۲۳۔ ذی قعدہ سنہ ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۰۔ جولائی سنہ ۱۹۲۲ء

فصل ثانی

غازی مصطفیٰ کمال پاشا کے اوصاف

آپکے اخلاق و خیالات اور آپکے متعلق اجنبیوں کے اقوال

ہمارے مصری فاضل لنے جو اِس کتاب کے مؤلف ہیں ۱۹۱۴ء کے موسمِ سرما میں غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو پہلی دفعہ دمشق میں دیکھا۔ یہاں غازی موصوف فوجی حکومت کے یہاں مہمان اور مشہور ہوٹل فندق الشرق میں فروکش تھے۔ آپکی پیشانی پر شجاعت و بسالت اور پیشقدمی عقلمندی کی علامات لمعہ افگن تھیں۔ اس کے بعد ۱۹۱۸ء کے موسمِ گرما میں ناصرہ کے مقام پر فاضل موصوف لنے غازی مصطفےٰ کمال پاشا سے ملاقات کی۔ اسوقت غازی ممدوح آستانہ سے تشریف لائے تھے۔ اور نابلس جانیکا ارادہ تھا۔ کیونکہ وہاں انکو جیش سابع کی کمان کرنی تھی۔ ناصرہ میں "جیوش صاعقہ" کی قیادتِ علیا لنے آپکی آمد پر محفل شادمانی منعقد کی اور فوجی ہال میں دعوتِ طعام منعقد ہوئی۔ عشا کا وقت تھا۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا بیٹھے تھے اور افسران اُن کے گرد اِس شانِ جمالی سے محیط تھے جسطرح چاند کے گِرد ہالہ ہوتا ہے۔ یہ سب فوجی افسر اپنے غازی کی باتوں کو توجہ اور دِلچسپی سے سُنتے اور آپکی طرف بنظرِ اعجاب و استحسان دیکھتے تھے۔ اور آپکی حسن و خوبی اور عظمت و تفوق کی فضیلت بیان کر رہے تھے۔ سارے کے سارے آدمی اِس امر کے معترف تھے۔ کہ

غازی مصطفےٰ کمال پاشا ترکی قوم کے بطلِ واحد ہیں۔ جب فلسطین و
شام سے ترکی فوجیں واپس آئیں اور حلب میں غازی مصطفےٰ کمال پاشا
نے قیادت عامہ کا چارج لے لیا تھا۔ تو فاضل موصوف کو "البارون"
کے ہوٹل میں تیسری دفعہ آپکی ملاقات کا موقع ملا۔ آپ احکام صادر
کرنے، فوجوں کو تیار کرنے اور محاذ قائم کرنے میں سرگرمی کیساتھ مشغول
تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس شکست نے آپ پر کچھ اثر نہیں کیا اور
حسن مستقبل اور آخری کامیابی کے متعلق آپکے ارادے میں سرِمو تزلزل
واقع نہیں ہوا۔ حالانکہ فیلڈ مارشل لیمان فان سانڈرس پاشا ایسے
زبردست قائد کی یہ حالت تھی کہ "البارون" کے ہوٹل کے صحن میں
سرفگندہ و حواس باختہ اِدھر اُدھر چلنے پھرنے میں تمام دن بسر کرتا تھا
نہ کسی سے بات چیت ہے۔ نہ کسی سے ملاقات اور نہ کسی رائے کا اظہار
فاضل مصری نے ترک فوجی افسروں سے بھی ملاقات کی، اور معلوم ہوا۔
کہ انکو غازی مصطفےٰ کمال پاشا پر بڑا بھروسہ ہے۔ ایکدن صبحی نوری بک
چیف ایڈیٹر جریدہ "ایلری" نے جو قیادت علیا کے ایک افسر اور مشہور ترک
صاحب قلم جلال نوری بک کے بھائی ہیں۔ یہ الفاظ بطور موثق رائے
و راسخ عقیدے کے ظاہر فرمائے کہ "مصطفےٰ کمال پاشا ترکی لشکر کے
سردار اور روح ہیں اور ترکوں کو آپسے بڑی خیر کی امید ہے"

اوصاف

آپ مربوع القامت لیکن کسی قدر مائل بہ درازی ہیں۔ جسم بھرا
ہوا اور کندھے چوڑے اور وسیع ہیں۔ آنکھیں نیلی اور نگاہ تیز ہے

پوری ... ایک ... کی ہوتی ہے۔ حرارت آفتاب کی گرمی سے چہرہ
کا رنگ گلابی معلوم ہوتا ہے۔ رخسار کی ہڈیاں اُبھری ہوئی ہیں۔ آپکے بال سنہری ہیں۔ چہرے کی قطع اور نقش و نگار سے آپکے رومی النسب البانی ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ آپکی دلکش صورت کو دیکھکر لوگ آپکے گرویدہ و مطیع ہو جاتے ہیں۔ اسوقت تک آپ نے شادی نہیں کی تھی اور آپکی والدہ صاحبہ قسطنطنیہ میں بقیدِ حیات موجود تھیں۔ اس کے بعد اپنے گوشۂ جگر کی ملاقات کیلئے انگورہ تشریف لیگئی تھیں (فتح سمرنا کے بعد یہاں کے ایک نہائت متموّل زمیندار کی حسین و جمیل اور اعلیٰ درجہ کی تعلیمیافتہ لڑکی مسمّات لطیف خانم سے آپکی شادی بھی ہو گئی تھی جس میں آپ کو تیرہ لاکھ ترکی پونڈ بطورِ جہیز ملا تھا۔)

اخلاق

آپ قوی الارادہ، ثابت العزم اور پختہ رائے انسان ہیں۔ آپکے سیلابِ تقدم کو موجِ حوادث مرعوب نہیں کر سکتی۔ اور مصائب و شدائد نے آپکو کبھی مضطرب نہیں کیا۔ ایک شخص جو مدرسے کے بنچ سے لیکر فوج کی صفوں تک غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے ہم نوالہ و ہم پیالہ رہے ہیں کہتے ہیں کہ "مصطفےٰ کمال کو لشکر کی تیاری اور معرکوں میں اسکی ادارت و انتظام کے فن میں اپنے ہمعصروں پر امتیاز حاصل ہے۔ جب اس کے لشکر پر مصیبت نازل ہوتی ہے یا دشمن اس پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے تو وہ مقابلہ کئے جاتا ہے لیکن یاس و اضطراب سے مغلوب نہیں ہوتا۔ جیسا کہ عموماً اکثر سپہ سالاروں کی صورت میں دیکھا جاتا ہے بلکہ وہ ایک چٹان کیطرح

مضبوط ٹھہرا رہتا ہے۔ اور اختتامِ جنگ تک اپنے لشکر کی کمان کرتا رہتا ہے اور حیرت انگیز کارناموں سے اپنے رفقائے کار کو مسحور کر لیتا ہے۔

آپ باتیں کم اور کام زیادہ کرتے ہیں۔ ہم نشینوں کیساتھ شیریں زبانی و نرم گفتاری سے پیش آتے ہیں۔ سکون و متانت اور فصاحت و روانی آپکی تقریر کا زیور ہے۔ آپکا ذہن نہائت روشن اور تیز اور بصیرت و ذکا، عدیم النظیر ہیں۔ غرضیکہ آپکے اخلاق اس امر کی بیّن دلیل ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے آپکو بڑے بڑے کاموں کیلئے پیدا کیا ہے۔

خیالات و آراء

آپ آزاد خیال، جمہوریت پسند اور حرّیت کے دلدادہ ہیں۔ آپ لوگوں کی مرضی پر چلتے ہیں۔ آپ خیالی پلاؤ پکانے کے عادی نہیں ہیں۔ حقائق محسوسہ کو اپنے سامنے رکھتے اور ناقابل عمل خواب دیکھنے اور تخیلات کی بے سود تگ و دو سے کوسوں بھاگتے ہیں۔ وطن اور قوم سے آپکو انتہائی محبّت و اخلاص ہے اور یہ اخلاص ہی آپکی تحریک کی کامیابی کا سبب اوّلین اور ترکوں کو آپکے گرد جمع کرنے اور آپکے جھنڈے کے نیچے چلانے کا محرک اعلےٰ ہے۔

جب آپ اور انور پاشا لبیا اور ورنہ کے صحراؤں میں اطالیوں کیساتھ جنگ کر رہے تھے تو بعض ایسے اسباب و وجوہ کی بنا پر ان دونوں کے درمیان خلاف واقع ہو گیا جو ہنوز راز سربستہ ہیں اور عثمانی پارلیمینٹ کے اعلان کے بعد ابھی بہت مدّت نہیں گذری تھی کہ آپ انجمن اتحاد و ترقی سے علیحدہ ہو گئے حالانکہ اس سے قبل آپ اس کے ارکان عظام میں

عظیم سے قبل کچھ عرصہ تک آپکا ذکر کہیں نہیں آیا اور آپکے زُملا، غازی انور پاشا، اور غازی طلعت پاشا وغیرہ ترکی قومیت کے پلیٹ فارم پر آپکی نسبت نمایاں تر تھے۔ اسکی وجہ بھی وُہی اختلاف بتایا جاتا ہے۔ مشیت ایزدی نے گویا وطن کی نجات کیلئے آپ ہی کو پسند کر لیا تھا۔ اور اس سخت دن کیلئے آپکی قوی کا ذخیرہ محفوظ رکھا گیا۔ بدنظمیہائے گوناگون نے جس عمارت کو بگاڑ دیا تھا بلکہ قریبًا منہدم کر دیا تھا۔ اسکی اصلاح وتعمیر انہی ہاتھوں سے ہونی تھی

وَذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۝

دردانیال کے معرکوں کے اختتام کے بعد جیش عثمانی کی مادّی قوّتوں کا جزو غالب ختم ہو چکا تھا۔ اس وقت ۱۹۱۴ء میں غازی مصطفٰے کمال پاشا نے قیادت علیا کے پاس ایک رپورٹ بھیجی جس میں آپنے اس امر کا اظہار کیا کہ عثمانی قوم پر جنگ نے کس قدر بُرا اثر ڈالا ہے اور درخواست کی کہ جمیع محاذات جنگ پر حملہ کرنیکی حکمت عملی کو ترک کر دینا چاہیئے۔ اور لشکر میں جو کچی کھچی طاقت موجود ہے اس کے ذریعے دفاعی کارروائی کو جاری رکھنا چاہیئے۔ لیکن قیادت نے آپکی رائے کو منظور نہ کیا۔ اسپر آپ فیلق ۱۶ سے مستعفی ہو گئے۔ جب دیار بکر میں جیش ثانی کی قیادت آپکے سپرد کیگئی تو اُس وقت بھی آپ نے اپنی حکمت عملی پر ہی اصرار کیا، اور قیادتِ علیا اپنی طرف سے حملہ پر مُصر تھی۔ اس لئے آپکو دوبارہ مستعفی ہونا پڑا۔ اور آپ کچھ مدت قسطنطنیہ میں بیکار بیٹھے رہے۔ حتی کہ آپکو جیش سابع کی قیادت کے لئے نابلس روانہ کیا گیا۔

خلت

اور انور پاشا کا جرمنوں کے سامنے جمیع امور میں سرِ تسلیم خم کر دینا تا گوار تھا

آپنے اس کے خلاف صدائے احتجاج و اعتراض بلند کی جس سے ترک

افسروں کا ایک بڑا حصہ خوش ہوا۔ کیونکہ وہ بھی اس قباحت کو محسوس کرتے

تھے جرمنی کو اس بات سے رنج ہوا۔ اور ترک اور جرمن افسرانِ جیش کے باہمی

تعلقات میں جو کمزوری سی پیدا ہو گئی تھی اور جو اختتامِ جنگ کے وقت

نمایاں درجہ تک پہونچگئی تھی اس کا ایک سبب یہ بھی تھا۔

آپ ان لوگوں کے ہم عقیدہ ہیں جو لشکر کو سیاست اور شخصی فرقہ بندیوں

میں پڑنے اور زید و عمرو پر ترجیح دینے سے منع کرتے ہیں اور مشہور ہے کہ

آپکا انجمن اتحاد و ترقی کے خلاف ایک بڑا اعتراض یہ بھی تھا کہ اس نے لشکر

میں فرقہ بندی کی روح پیدا کر دی تھی جس کی وجہ سے روابطِ اتحاد سُست

پڑ گئے تھے اور مشترکہ مقصد کا احترام اُٹھگیا تھا۔ ۱۹۱۲ء کی جنگ بلقان میں

جسکا اختتام عثمانیوں کی شکست پر ہوا تھا۔ اس امر کا ثبوت موجود ہے شکست

کی وجہ یہی تھی کہ عثمانی جیش کے افسران کی دو پارٹیاں ہو گئی تھیں

ایک جماعت والے اتحادی یعنی انجمن اتحاد و ترقی کے حامی کہلاتے

تھے اور دوسری جماعت والوں کو ائتلافی کہا جاتا تھا۔

جب غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے اناطولیہ میں قومی تحریک کی ابتدا

کی تو فرقہ سازی کے مرض کا کماحقہٗ سدِّباب کر دیا اور افسران کے روبرو

اعلان کر دیا کہ مجھے "قومی" جیش کی ضرورت ہے جسکا مقصد وطن کو آزاد

کرنے کے سوا اور کچھ نہو۔ آپنے اعلان ہی پر اکتفا نہ کیا بلکہ جس شخص میں فرقہ

بندی اور شخصیت پرستی کا ذرہ بھر بھی رجحان پایا اسکو صفوفِ جیش سے

نکال باہر کیا۔ حتیٰ کہ نہاد پاشا اور علاء الدین پاشا کو بھی یہہ کہکر لشکر سے

برطرف کر دیا گیا کہ لشکری مصلحت ہر مصلحت سے اور سلامت وطن ہر چیز
مقدم و برتر ہے" حالانکہ وہ شخص بہترین سپہ سالاروں میں سمجھے۔
اس مرض کا مقابلہ کرنے میں آپنے کسی قدر شدت سے ضرور کام
لیا لیکن اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا۔ اور اگر آپ ایسا نہ کرتے تو اس
فتح مبین تک رسائی نہ ہو سکتی۔

بطل مشرق کے متعلق اجنبیوں کے اقوال

فرانسیسی رسالہ "الا الستر اسیون" کے نامہ نگار نے غازی مصطفےٰ کمال
پاشا کے ساتھ انگورا میں ملاقات کی اور ذیل کا حلیہ بتایا:۔
بطل آزادی کی عمر چالیس برس سے زیادہ نہیں ہے۔ آپکا قد
دراز اور کندھے چوڑے ہیں۔ بایں ہمہ آپ پر بدنی قوت کی علامات ظاہر
نہیں ہیں۔ غالباً اس کی یہ وجہ ہے کہ آپکے ہاتھ اور ٹانگیں نحیف ہیں۔
اور آپکو گردے کا مرض لاحق ہے تاہم آپکی حرکات میں سخت تیزی ہے
اور آپ تلوار کے کھیل نہایت عمدہ طریق پر کر سکتے ہیں لیکن سب سے زیادہ
اہم آپکے چہرے کی خوبی ہے جو شدت و مضبوطی اور عزیمت و صلاحیت کا
عنوان ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فہم و ذکاء آپکی پیشانی سے ٹپک رہی ہے
آنکھیں بڑی بڑی اور نیلی ہیں جن میں سے تیز نگاہیں ببر کی طرح نکلتی
ہیں۔ رو و رخسار کی حرکات جمیلہ آپکے سینے کے جوش جذبات کی
شہادت دیتی ہیں۔ بعض لوگوں نے آپکے چہرے کو چیتے کے چہرے
سے تشبیہہ دی ہے اور تشبیہہ کبھی تو نہایت درست معلوم ہوتی ہے
لیکن کبھی آپکے چہرے سے ... کا ... کھیلنے لگتا ہے ...

چہرے میں حیرت انگیز خوشنمائی پیدا ہو جاتی ہے۔

آپ وسیع تجربہ کے سپہ سالار ہیں اور زعامت وسیادت کے صفات تمام وکمال آپ کی ذات میں مجتمع ہیں۔ آپ انسانوں کی قیادت کیلئے پیدائشی قابلیت رکھتے ہیں اور طبیعت میں قدرت نے وہ غیبی طاقت وکشش ودیعت رکھی ہے جو لوگوں سے خراج طاعت واحترام وصول کر رہی ہے۔ کوئی عجیب وغریب قوت ہے جو آج تمام ترکی کو اِس شخص کی طرف کشاں کشاں لارہی ہے۔ آپ نہ صرف شجاعت واقدام اور درستیٔ نظر ورائے کی صفات اپنے اندر رکھتے ہیں بلکہ آپکی سرعت نظر اور موقع وفرصت سے کام لینا بھی عقلوں کو دنگ کئے دیتا ہے۔ اگر آپکی جرأت کے مقابلہ میں کوئی صفت موجود ہے تو وہ آپکی ذکاوت ہے، آپکی ذکاوت کو درس وتحصیل سے درخشانی حاصل نہیں ہوئی بلکہ وہ خود اسقدر تیز وبلیغ ہے کہ اسکی تیزی ہی سے غازی موصوف نامعلوم امور کو معلوم کرلیا کرتے ہیں۔"

نامہ نگار موصوف نے اپنی روایت میں اِس امر کا بھی ذکر کیا کہ کیونکر غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے تنگ وتاریک حالات میں دردانیال میں جنگ کرنیوالے لشکر کی قیادت منظور کی۔ وہ کہتا ہے:۔

جب جرنیل لیمان فان سانڈرس پاشا بے بس ودرماندہ ہو چکا تو اسکو خیال آیا کہ کمال پاشا سے مشورہ طلب کیا جائے جو اسوقت میر آلائی (کرنیل) کے رتبے پر فائز تھے۔ ٹیلیفون کے ذریعہ مختصر سی گفتگو ہوئی لیکن وہ نہایت معنی خیز گفتگو تھی۔ جرمن جرنیل لطل ترکی

کو پیغام پہونچاتا ہے کہ حالت پرخطر ہے اور کمال اس مشکل سے نکلنے کی

[illegible]

پھر سوال کیا "کیونکر ممکن ہے؟" غازی جواب دیتے ہیں "اس مشکل سے بچاؤ کی یہ تدبیر ہے کہ ایک دستے کی کمان میرے سپرد کیجائے اور جس خطے میں حملے کا خطرہ ہے اس کے دفاع کا کام مجھ پر چھوڑ دیا جائے" جرمن جرنیل نے کہا "کیا یہ کام بہت نہیں ہوگا"؟ غازی نے جواب دیا "اپنی طرف سے تو میں اسے بہت نہیں سمجھتا! اُمید ہے کہ میں کمان کر سکونگا"..... اور اس موقع پر گفتگو منقطع ہوگئی۔

اس کے بعد دوسری رات آگئی اور حالت زیادہ پُرخطر ہوگئی۔ علی الصباح فان ساندرس پاشا ٹیلیفون پر گئے اور غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو مخاطب کر کے کہا:-

"آپکو دستے کا سپہ سالار مقرر کردیا گیا۔ سرعت کیساتھ کام کریں" غازی نے جواب دیا "میں ابھی میدانِ جنگ میں پہونچتا ہوں۔ چند منٹ لگینگے میں جرنیل کی وردی پہن رہا ہوں"!

اس گفتگو کے بعد صرف دو دن گذرے تھے کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا "انا فارطہ" کے مشہور آفاق معرکہ کے مظفّر و منصور ہیرو کی زندجاوید سند لیکر واپس ہوئے۔ اس معرکے نے فرانس و انگلستان کی فوجوں کو دردانیال سے بیک بینی و دوگوش باہر نکال دیا۔[1]

---

[1] یہ حکایت بڑے بڑے عربی اخبارات نے نقل کی ہے لیکن انہوں نے اسکو دِرایتہً و روایتہً ناقابلِ قبول قرار دیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ یہ مغربی نامہ نگاروں کی اس روایتی رنگ آمیزی و اختراع کی ایک مثال ہے جس کا ارتکاب کوائف مشرق پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے وہ عموماً کیا کرتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) حسبِ ذیل شواہد و دلائل سے یہ حکایت درجہ بطلان تک پہونچ جاتی ہے :۔ (۱) مصطفےٰ کمال پاشا دَرہ دانیال کے معرکوں سے قبل سولھویں دستے کے جرنیل تھے۔ جیساکہ آپکی سیرت میں بیان کیا جاچکا ہے اس سے اس امر کی نفی ہوتی ہے کہ آپنے کام شروع کرتے ہی قبل دستے کی قیادت پر متعین ہونیکی شرط پیش کی۔ (۲) جن اصحاب کو جیش ترکی کے قوانین و نظامات سے آگہی ہے وہ اس امر کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ قائدِ اعلےٰ ہی تعمیل کے لیئے احکام صادر کرتا ہے، اور دستے کے قائد کا یہ کام ہوتا ہے کہ اسکو جو احکام قائدِ اعلےٰ کی طرف سے موصول ہوں انپر کسی طرح کا سوال و جواب یا اعتراض کیئے بغیر عمل کرتا جائے اور اگر اسکے اعتقاد کے مطابق وہ احکام فن حرب کے مخالف بھی ہوں جب بھی اُسے کلام کی اجازت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ذمہ داری اسکے سر ہوتی ہے جس سے فرمان صادر ہو۔ اگر ایسا نہو تو نظامِ جیش درہم برہم ہوجائے۔ اور لشکر کے رُکن اعلیٰ یعنی طاعت و فرمانبرداری میں رخنہ و خلل واقعہ ہو جائے (۳) غازی مصطفےٰ کمال پاشا جنگ درہ دانیال کی ابتدا سے انتہا تک اور ایمان پاشا کی تعیین سے پیشتر تک خطہ "انا فارطہ" کے قائد تھے اور یہ امر ان حضرات پر پوشیدہ نہیں ہے۔ جنھوں نے جنگِ عظیم کی رفتار کا تتبع اور اس کے وقائع و حالات کا مطالعہ کیا ہے (۴) لیمان پاشا ایسے عظیم الشان قائد و سالار سے یہ بعید ہے کہ احکام صادر کرنیمیں متردد رہے اور ایکدفعہ نہیں بلکہ دو دفعہ مصطفےٰ کمال پاشا کے ساتھ گفت و شنید کرے بلکہ اسکا کام ہی احکام صادر کرنا تھا۔ اور ترقی دینے کا کام قیادت علیا کا منصب اختیار سے با

پاشا کا حسب ذیل حُلیہ بیان کیا ہے :-

"آنکھیں نیلی اور دلوں میں سرایت کرنیوالی ہیں۔ بال سنہری اور مونچھیں چھوٹی اور ہلکی ہیں۔ مصطفےٰ کمال پاشا متوسط القامت آدمی ہیں۔ جب آپ سے میری ملاقات ہوئی تو آپ مُلکی لباس میں تھے۔ آپکا لباس خوشنما اور دقیق صنّاعی کا نمونہ تھا۔ جرابیں وُہی تھیں جو آپ حسبِ معمول کھیل کے وقت پہنا کرتے تھے۔ سر پر مشہور استرخانی قلپاق تھا قلپاق میں یہ بڑی خوبی ہے کہ وہ مُلکی لباس اور فوجی وردی دونوں قسم کے کپڑوں کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سلطان معظم کا۔ سلیمان پاشا میدانِ جنگ کے قائد تھے۔ انہیں اعطائے مراتب سے قطعاً کوئی تعلق نہیں تھا۔ (۵) عقل سلیم اِس امر کو تسلیم کرنے سے قاصر ہے کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا ایسا زبردست، جلیل القدر اور سراپا اخلاص انسان (بقول نامہ نگار مذکور) خطرے کو بچشمِ خود دیکھتا رہے اور اپنے افسرِ اعلےٰ کی صدا کو لبّیک نہ کہے۔ بلکہ ترقی منصب اور مرتبت کی شرائط پیش کرنے لگجائے۔ حالانکہ یہ وُہ شخص ہے کہ جسدن انگریز "انا فارطہ" پر اُترے وہ قیادت علیا کے احکام حاصل کئے بغیر ان کے مقابلہ کے لئے میدان میں کود پڑا۔ اور تمام ذمہ داری اپنے کندھوں پر لے لی۔ رہی یہ بات کہ قائد کی وردی پہننے کے لئے غازی نے مہلت طلب کی۔ یہ ایک تو بطل غازی کے اخلاق عالیہ کے بالکل خلاف ہے۔ اور دوسرے عثمانی جیش میں دستے کے قائد کے لئے کوئی خاص اور امتیازی وردی کا وجود و رواج ہی نہیں ہے۔؁

ساتھ یکساں طور پر زیب دہ معلوم ہوتی ہے۔ اور اس کی شکل روسی یا ایرانی طربوش سے مشابہ ہے۔

"میں نے اثنائے قیام میں یہ دیکھا ہے کہ جسطرح رعایا غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی تعظیم کرتی ہے۔ اسیطرح لشکر بھی اسکی تعظیم و توقیر کرتا ہے فوج ور عایا کو غازی کی ذات سے اسقدر جہ کی محبت والنس ہے کہ اسکے بعد صرف عبودیت ہی کا درجہ ہے۔ اور پروپاگنڈا کرنیوالے حضرات کا یہ قول بالکل لغو اور بے بنیاد ہے کہ کمالی افواج میں اختلاف باہمی موجود ہے۔

"قسطنطنیہ میں کم از کم نوّے فیصدی نفوس آپ ہی کے حلقہ بگوش اور عقیدتمند ہیں اناطولیہ تو آپکی حمائیت میں یکجان و یکزبان ہے۔ اور جو احکام آپکی طرف سے صادر ہوتے ہیں لوگ آنکھیں بند کر کے انکی تعمیل شروع کردیتے ہیں۔ آپکا حکم فولاد کا حکم رکھتا ہے۔ اور آپکے اشارۂ چشم کے ماتحت ترکی حکومت بالکل سکون و متانت کیساتھ جاری ہے۔ آپکا ارادہ ہی قانون ہے۔

"آپ صرف اس موضوع پر کلام کرتے ہیں جو اُن کا جزو عقیدہ اور حقیقی مسئلہ ہو۔ ایسے موقع پر آپکی قوت محاکات و مقابلہ کا کما حقہ ظہور ہوتا ہے۔ اور عقل دنگ رہجاتی ہے۔ ایکدفعہ عشاء کے وقت معرکۂ آسٹرلٹز پر بحث شروع ہوگئی۔ یہ وہ مقام ہے جسپر ۱۸۰۵ء میں نپولین نے حملہ کیا تھا۔ یہ واقعہ تاریخ عالم کے عجیب وغریب واقعات کی ایک مثال ہے۔ اس معرکہ میں نپولین نے دشمن کے مرکز پر حملہ کیا تھا۔ اور اسکا معمول تھا کہ دشمن کو قلیل ترین فوج کے ذریعے سے مشغول رکھتا اور اچانک اس کی کسی سمت پر حملہ کر دیا کرتا تھا۔ اس طریق حرب کے حسن و سقم پر بحث ہوئی۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا اس طریق کے حامی تھے۔ چنانچہ

... پیش ... ایک ... حکمت عملی اختیار کی
تھی وہ آجتک دانشمندانہ اور واجب التحسین حکمت عملی ہے۔ اس بات سے
یہ حقیقت مجھ پر واضح ہوگئی کہ غازی موصوف سنہ ۱۷۹۹ء کے اس نابلیونی حملے
کے بڑے مدّاح ہیں۔ جو ایطالیہ میں واقعہ ہُوا تھا۔ ان جُملہ امور کا ذکر میں نے
اس لئے کیا ہے کہ ان میں اس امر کی دلیل و برہان موجود ہے کہ غازی
مصطفےٰ کمال پاشا نے دنیا کی جنگی تاریخ کا نہایت غور سے مطالعہ کیا ہے
اور آپکا یہ عمل ہر سپاہی کیلئے درسِ عمل ہے جس کا مطمح نظر و مقصدِ حیات
جنگی خدمت ہو۔

"آپ اشتغال و مصروفیت کے دلدادہ ہیں۔ تکان انکے پاس تک
نہیں پھٹکتی ہمیشہ سر جھکائے ہوئے کام میں مشغول رہتے ہیں۔ یورپ
کی سیاست اور دیگر حالات سے حیرت انگیز واقفیت رکھتے ہیں اور
یہ امر مقامِ تعجب ہے خصوصاً جبکہ آپکی تربیت محض فوجی اور آستانہ کے مدرسہ حربیہ
کی چاردیواری میں محدود ہے۔ آپنے حملہ طرابلس میں حصہ لیا۔ اسکے بعد
متعدد میدانہائے جنگ میں شریک ہوئے لیکن آپکی نمایاں ترین خدمت
وہ تھی جو آپنے گیلی پولی کے دفاع کے وقت کی اور جس کیوجہ سے جرنیل
لیمان فان سانڈرس کو اس بات کا موقع ملا کہ قائد جیش کے درجہ تک
آپکی ترقی کردی۔ اس کے بعد آپ فلسطین کے میدان جنگ میں بھیجے
گئے، جہاں دشمن اپنی زبردست عددی قوت کی وجہ سے غالب رہا۔
لیکن اس خطرناک عددی غلبے سے اپنی قلیل فوج کو نقصانات متوقعہ
سے بچا کر نکال لانا ایک ایسی شکست تھی جو فتح سے کم نہیں تھی۔
۱۹۱۸ء کی ہنگامی صلح کے بعد غازی مصطفےٰ کمال پاشا اناطولیہ میں

... کے بحری بیڑے ... اتحادیوں کے آستانہ پر قبضہ

تو اسکا جذبۂ وطن معرضِ شہود میں آیا اور آفتاب نصف النہار کیطرح واضح ہو گیا کہ اب ترکانِ احرار از سرِ نو شمشیر بکف ہو گئے۔

"کمال پاشا ایک راسخ محبِّ وطن ہیں، حُریّت و استقلال کیلئے وہ جدّ و جہد کرتے ہیں، صلح کیطرف راغب ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ صلح شریفانہ و باعزّت ہو"۔

ترکانِ احرار کی جدّ و جہد اناطولیہ میں

۱۹۱۸ء کی ہنگامی صلح کے بعد اتحادی اپنے سواروں اور پیادوں کی معیّت میں آستانہ پر آدھمکے۔ بحری بیڑوں اور ہوائی جہازوں کی مدد سے دولت عثمانیہ کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ انکا سب سے بڑا مدعا یہ تھا کہ سلطنت آلِ عثمان کا خاتمہ کر دیا جائے اور اسکو اناطولیہ کے ایک تنگ خطّے میں محصور و محدود کر دیا جائے۔ جب ترک جوانوں نے یہ حالت دیکھی تو انکو خطرہ و اضطراب لاحق ہوا۔ اپنے پایۂ تخت اور ملک سے خطرے کو دُور کرنے اور اپنی ہستی کے بچاؤ کی کوشش کرنے لگے۔ جنوری ۱۹۲۰ء کو صورتِ حالات پر غور کرنے کے لئے قسطنطنیہ میں عثمانی مندوبین کی مجلس مجتمع ہوئی۔ اور طویل بحث و تمحیص کے بعد ۲۸ جنوری ۱۹۲۰ء کو مجلس "مندوبین" نے ترکی "میثاق ملی" کا اعلان کیا "میثاق وطنی" یا "میثاقِ ملّی" ان قواعد کا ایک مجموعہ ہے جو ترکوں نے بطور اساس صلح قائم کئے تھے اور اعلان کیا کہ یا تو دنیا کی صلح پسند اقوام "میثاق ملی" کو اساس صلح قرار دینگی یا یہی مجموعہ قواعد ترکی سیاسی جدّ و جہد کا ایک مختصر پروگرام بنجائیگا۔ ذیل میں "میثاق ملّی" کا ترجمہ من و عن درج کیا جاتا ہے:

(۱) دولتِ عثمانیہ ان علاقجات سے دستبردار ہوتی ہے جنمیں عربی آبادی کی

کثرت ہے بشرطیکہ انکی قسمت کا فیصلہ ان کے باشندوں کی مرضی کے مطابق ہو لیکن جس حصے میں ترک آباد ہیں جو مذہبی اور قومی لحاظ سے متحد ہیں وہ ایک سمجھا جائے اور اسمیں کسی طرح کی تفریق و تجزی نہو۔

(۲) مغربی تھریس کا فیصلہ اس کے باشندوں کے استفتائ کے ذریعہ ہو۔

(۳) جو قواعد قلیل التعداد جماعتوں کے حقوق کیساتھ مختص ہیں وہ اس شرط پر قبول کئے جائیں کہ ہمسایہ ممالک کی اسلامی قلیل التعداد جماعتوں کو بھی ان فوائد سے متمتع کیا جائے

(۴) قسطنطنیہ اور بحر مرمرہ کو ہر قسم کے گزند سے محفوظ و مصئون رکھا جائے اور آبناؤں کو اس شرط پر کھولا جائے کہ قانون آزادی تجارت اور بین الاقوامی معاہدات کو ملحوظ رکھا جائے۔

(۵) آرمینیا کے علاوہ تین اور علاقے یا متنازعہ فیہ القارص۔ باطوم اور اردہان کی قسمت کا فیصلہ کرلینے میں بھی باشندگان ولائت کی مرضی دریافت کیجائے۔

(۶) دولت عثمانیہ کی مکمل آزادی کا اعتراف کیا جائے۔ قومی اور اقتصادی تحریک کو ترقی دینے کیلئے مکمل آزادی حاصل ہو تاکہ ملک میں ایسا انتظام قائم کیا جائے جو جدید اور موجودہ زندگی کے مطابق ہو۔

آخر کار مجلس مندوبین نے وہ میثاق مرتب کردیا جسکی حمایت میں آج کمالی برسرپیکار ہیں اور اعلان کر رہے ہیں کہ جبتک میثاق کی تصدیق نہوگی اور دول عالم اسکو منظور نہ کرینگی۔ کمالیوں کی تلواریں نیام سے باہر رہینگی اسکے بعد مجلس مذکور کو ایک ایسی قوت اور فوج پیدا کرنیکا خیال دامنگیر ہوا جو میثاق ملی کی پاسبانی اور اس کے احکام کی تنفیذ کرسکے۔ چونکہ فضائے آستانہ اجنبی مظالم اور فوجی حکومت سے معمور تھی اور قومی کام کرنیکی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی اسلئے ترکی مدبرین کے سامنے اسکے سوا اور کوئی چارہ کار

... عہدہ کا مقرر کیا جائے اور وہاں فیصلے کے مواقع
میدانِ عمل وسیع اور لوگ ممد و یاور تھے۔

ارضِ روم و سیواس کی کانفرنس

جن لوگوں کو اِس نظریہ کی صحت و درستی کا ادراک ہوا انمیں غازی مصطفےٰ کمال
پاشا صفِ اوّل میں تھے۔ چنانچہ وہ اسی مقصد کیلئے ارضِ روم کیطرف تشریف
لیگئے۔ جیسا کہ آپکی سیرت میں مذکور ہے۔ وہاں جاکر آپ فوجوں کی تنظیم و
قواعد آموزی افسروں کی فراہمی اور اسلحہ سازی میں مشغول ہو گئے۔ آپ
اِس امر کا بیچینی کیساتھ انتظار کر رہے تھے کہ ارضِ روم میں ترکوں کی ایک
کانفرنس منعقد کیجائے جو ترکی قوم کی نمائندگی و ترجمانی کرے۔ کیونکہ مجلسِ
آستانہ تو بے دست و پا اور مغلوب ہے۔ بالآخر آپکی کوشش کامیاب ہوئی اور
جون ۱۹۱۹ء میں ارضِ روم کانفرنس منعقد ہوئی۔ جو موجودہ ترکی قومی جدوجہد
کا سنگِ بنیاد ہے۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا اِس کانفرنس کے صدر مقرر
ہوئے۔ تعداد قریباً اسی ترکی مندوبین پر مشتمل تھی۔ کانفرنس نے فیصلہ کیا
کہ ترکی املاک کی سلامتی و محافظت کا مطالبہ کیا جائے اور انتخاباتِ
نیابت اس طریق پر جاری ہو کہ انمیں حکومت کا کوئی ہاتھ نہو۔ کانفرنس
نے اعلان کیا کہ جو حکومت ایسے پایہ تخت میں مقیم ہے جسپر اجنبی حکومتوں
کا قبضہ ہے وہ ہرگز قومی جذبات اور تمناؤں کی نمائندہ و ترجمان شمار
نہیں کیجاسکتی۔ کانفرنس نے یونانیوں اور ارمنوں کو فتح کرنیکے ارادے
کی تصدیق و تائید کی! اور اعلان کیا کہ جو اجنبی حکومت حکومتِ عثمانیہ
کو تسلیم کریگی۔ اسکی مساعدت منظور کیجائیگی۔ کچھ مدت کے بعد سیواس میں ایک

تصدیق کی کہ جن ولایات

پر اتحادیوں کا قبضہ نہیں ہے انہیں سے بالشت بھر علاقہ بھی خالی نہ کیا جائے۔ اور چونکہ بلاد عثمانیہ میں ارمنوں کو ہر طرح کی آزادی حاصل ہے اور ان پر کسی طرح کا ظلم نہیں ہوتا اس لئے یہ بات کسی طرح جائز نہیں کہ انکی حکومت قائم کیجائے۔

جب مصطفیٰ کمال پاشا اناطولیہ میں نشاط و فراغ خاطر سے مصروف کار اور اعوان و انصار کو جمع کرنے اور فوجوں اور ڈویژنوں کو شمار کرنے میں مشغول تھے تو اتحادی حکومتِ قسطنطنیہ پر سخت دباؤ ڈال رہے تھے کہ ترکانِ احرار کیساتھ جنگ کرنے کیلئے اناطولیہ میں افواج بھیجی جائیں انکی تحریک کو دبا دیا جائے اور انکی آواز کو ساکت کر دیا جائے۔ تاکہ انکی اغراض مقابلے کے بغیر حاصل ہو جائیں۔

۱۶ مارچ ۱۹۲۰ء کو جرنیل میلان کی قیادت میں اتحادیوں نے قسطنطنیہ پر پورے طور سے قبضہ کر لیا۔ اتحادی مندوبین برطانی مندوب کی زیر سرکردگی حکومت عثمانیہ کے امور و مصالح پر حکمران ہو گئے۔ اتحادی نظام قائم ہو گیا اور تمام شہری محاکم پر انکا تسلط قائم ہو گیا۔ ترکوں کے چیدہ ساٹھ لیڈر اور جرنیل جو اناطولیہ کی قومی تحریک کے ساتھ ہمدردی یا تعلق رکھتے تھے۔ حوالۂ زندان ہوئے گرفتار شدہ لیڈروں میں سے بعض کے اسماء گرامی قارئین کرام کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں:-

امیر سعید حلیم پاشا، رؤف بک سابق وزیر البحر موجودہ وزیر اعظم انگورہ، تحسین بک سابق گورنر دمشق و مندوب سمرنا، جمال پاشا صغیر سابق وزیر جنگ، مصطفےٰ شرف بک مندوب ایڈریانوپل اور سابق وزیر، محمود پاشا جورکصولی سابق

جنرل جواد پاشا سپہ سالار جیش ثامن جنگ فلسطین ۔ بریگیڈیر جنرل آفت پاشا
سپہ سالار ڈویژن ۲۲ جنگ فلسطین ۔ خیری آفندی سابق شیخ الاسلام ۔ اسمٰعیل
جانبولاد بک سابق وزیر ۔ کرنیل قرہ واصف بک ۔ حسین جاہد بک اخبار نویس
جنرل الخیف محمود کامل پاشا مشیر جنگ وغیرہم ۔ انمیں سے بعض مالٹا بھیجے گئے
اور بعض کو قسطنطنیہ میں پابجولاں رکھا گیا ۔

"ڈیلی ٹیلیگراف" کے مشہور نامہ نگار مسٹر برسفال لندن نے قبضہ قسطنطنیہ کے
چشمدید حالات یوں بیان کیے ہیں :۔

" اتحادیوں کی سپریم کونسل نے پایہ تخت عثمانیہ پر قبضہ کرنیکے عزم کو بالکل
مخفی رکھا اور چپکے چپکے امن و سکون کے پردے میں فوجی حکمت عملی کی تکمیل
کے سامان مہیا کرتی رہی حتیٰ کہ وہ اس کام سے فارغ بھی ہو گئی اور اہل قسطنطنیہ
کو اس امر کی مطلقاً خبر نہ ہوئی ۔ حالانکہ یہ لوگ دقت نظر اور باریک بینی میں مشہور
ہیں اور انکا شہر اخبار و روایات کی سرعت انتقال میں شہرہ آفاق ہے ۔

" قبضہ کے اعلان سے قبل بہت سے دن گذر گئے اور برطانی فوجی قوت
میں خفیہ طور پر اضافہ ہوتا چلا گیا ۔ اور غلطہ و استانبول کی سڑکوں پر کسیطرح
کی نمائش نہیں ہوئی جس سے اس اضافہ کا کھوج نکل سکتا ۔ البتہ پہلا
برطانی بیڑا اپنے بندرگاہ کیطرف جو آستانہ و اسکدار کے درمیان تھا واپس آیا ۔
لیکن اس میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو شدید اندیشے کا باعث ہوتی حتیٰ کہ
آخر کار بڑا جنگی جہاز بنبوا آپہونچا ۔ اور اندھیرے اندھیرے بحیرہ مرمرہ کو عبور کرتا ہوا
قرن الذہب کے بندرگاہ میں لنگر انداز ہوا اور نگاہوں کو اپنی طرف متوجہ کیا ۔

" سپاہی اور کارکنان جہاز بڑی بڑی دخانی کشتیوں کے ذریعہ خشکی پر
اترنے لگے ۔ انمیں سے بعض وہ سپاہی تھے جو گیلی پولی کے بدنصیب حملے میں

حرکت کے لئے یہ سپاہی شہر کے قناۃ و اطراف کے بغیر اسمانہ کے کوچوں
کے مختلف مقامات میں تقسیم کردئیے گئے۔ لوگ صبح اٹھے اور دیکھا کہ سپاہی انکے
دروازوں پر اور انکے مکانات میں کھڑے ہیں تیز رفتار مشین گنیں گلیوں اور
بالاخانوں پر اور بڑی بڑی توپیں سڑکوں اور میدانوں میں نصب کیجارہی ہیں
وزارتخانوں، دفتروں، تارگھروں ڈاکخانوں اور بنکوں پر پہرے کھڑے کردئیے گئے ہیں
بعض اتحادی فوجی افسروں نے جنکے پاس فوجیں موجود تھیں ترکان احرار
کے لیڈروں کو گرفتار کرنے کیلئے مشورہ کیا۔ اور ان کارروائیوں کو مخفی رکھنے کیلئے
ضروری تدابیر اختیار کیگئیں حتیٰ کہ کوئی شخص انکو معلوم نہ کرسکا۔ اسلئے ان تمام
لیڈروں کی گرفتاری آسانی سے عمل میں آگئی۔ جن کے خلاف حکم صادر ہوچکا
تھا۔ انمیں سے بڑے بڑے زعماء کے اسماء حسب ذیل ہیں :۔
جمال پاشا وزیر جنگ جنکی معزولی کا مطالبہ اتحادیوں کیطرف سے ایکماہ قبل
ہوچکا تھا۔ جواد بک سابق صدر مجلس ارکان جنگ جنکی معزولی جمال پاشا کیساتھ
عمل میں آئی تھی۔ محمود پاشا ملقب بہ جور کصوی (دگاڑ ہا پانی) مشہور سرجن اسعد بک
کمال پاشا سابق سپہ سالار ڈویژن ساتا جنہوں نے گرفتار کرنیوالے فوجیوں
کا مقابلہ کیا۔ آپکے چھ ساتھی شہید ہوئے اور تین برطانی سپاہی مجروح ہوئے
رؤف پاشا جو مصطفےٰ کمال کے گہرے دوست ہیں وغیرہ واصف بک
جو مجالس و اجتماعات میں ترکان احرار کیطرف سے خطیب و لیکچرار تھے۔
آپکو پارلیمینٹ ہاؤس میں گرفتار کیا گیا۔
چوبیس گھنٹے کا وقفہ نہیں گذرا تھا کہ بعض گرفتار شدہ حضرات مدروس
کیطرف اور بعض کو مالٹا کیطرف روانہ کردیا گیا۔ جہاں وہ ان قیدیوں کیساتھ
ملگئے جو انجمن اتحاد و ترقی کے ارکان میں سے تھے اور وزراء میں سے ایک شخص

بھی گرفتار نہیں ہوا کیونکہ صالح پاشا نے عصر کے قریب اعلان کردیا تھا کہ حکومت نے فیصلہ کرلیا ہے کہ اتحادی مندوبین مکرمین کی مجلس کے تسلط کے ماتحت اور اس کے ارشاد کے مطابق کارروائی جاری رکھیگی!

"صبح دس بجے صدر اعظم نے واقعات کا سرکاری طور پر اعلان کیا اور قسطنطنیہ کا فوجی قبضہ مکمل ہوگیا۔ قبضہ کرنیوالوں نے بعض عارضی قیود عائد کردیں۔ اسکے اور یورپی آستانہ کے درمیان ذرائع آمدورفت بند کردیئے گئے۔ ٹیلیفون پر بات چیت کرنا منقطع ہوگیا۔ اور خاص اجازت کے بغیر تار بھیجنے کی بھی ممانعت ہوگئی۔ بعض سٹیمر جو قسطنطنیہ سے روانہ ہونیوالے تھے انکی روانگی حکماً ملتوی کردیگئی۔ لیکن اسکے علاوہ باشندگان قسطنطنیہ کیساتھ کسی نے تعرض و مداخلت نہیں کی۔

"اسکے بعد جنرل ولسن کے دستخطی فوجی احکام آویزاں کیے گئے اور سڑکوں اور میگزینوں کے دروازوں پر چسپاں کئے گئے۔ ان احکام میں اس امر کا اعلان کیا گیا تھا کہ جو لوگ آتشیں یا آہنی اسلحہ پہنیں یا احکام کی خلاف ورزی کریں یا دشمن کی امداد کریں یا جلسے کریں یا بجلی کے تاروں، دریائی راستوں، پلوں، ریل کی پٹڑیوں، فوجی سامان اور روشنی کے انتظام کو خراب و معطل کریں۔ انکو فلاں فلاں سزائیں دیجائینگی۔ اسکے سوا باقی تمام امور میں باشندگان شہر کو مکمل آزادی حاصل ہے وہ اپنا کام کاج کئے جائیں۔ کوئی ان سے تعرض نہیں کریگا۔

"اس فرمان کے بعد حکومت متصرفہ نے ایک سرکاری بیان عصر کے اخبارات میں شائع کیا جس میں مختصراً ان اسباب و وجوہ کا ذکر کیا گیا جنہوں نے اتحادیوں کو آستانہ پر قابض ہوجانے پر آمادہ کیا۔ اس بیان میں یہ بات بھی بیان کیگئی تھی کہ "جب سے انجمن اتحاد و ترقی نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی ہے

جنگ میں دھکیلا جسکا انجام یہ ہوا کہ بلادِ عثمانی پر اسقدر مصیبت و تباہی نازل ہوئی اور انجمن مذکور کے لیڈر اسلیئے فرار ہو گئے ہیں کہ جو مشکل انکے اپنے ہاتھوں کی پیدا کردہ ہے۔ اس سے خلاصی و نجات حاصل کریں۔ اسکے بعد ہنگامی صلح ہوئی اور اتحادی حکومتِ عثمانیہ کیلئے ایک جدید قانون وضع کرنے کیلئے بحث و تحمیص کرنے لگے جسمیں حکومت اور باشندگان دونوں کی "سعادت" موجود ہو۔ ادہر اتحادی اس کام میں لگے ہوئے تھے اور اُدہر مجلسِ ملی کے نام سے ایک نئی جماعت قائم ہو گئی جس نے اس انجمن کی حکمتِ عملی پر بدستور قائم رہنے کا عزم کر لیا جس کے ارکان بھاگ گئے ہیں۔ مجلسِ ملی نے سلطان اور حکومت کے اوامر و نواہی کی مطلقاً پرواہ نہیں کی۔ اور اس ترکی رعایا کو جو جنگ کے مصائب و آلام کیوجہ سے خستہ و درماندہ ہو چکی ہے از سرِ نو فوج بھیجنے پر مجبور کر رہی ہے اس نے ذاتی مفاد کیلئے لوگوں کو اپنا مال حوالے کر دینے پر مجبور کر دیا اور انمیں نسلی و مذہبی کینہ و منافرت کی آتش مشتعل کر دی ہے لیکن کانفرنس کے ہاتھ سے ہنوز رشتۂ امید منقطع اور اسکا پیمانہ صبر لبریز نہیں ہوا بلکہ وہ بدستور نرمی اور درگذر کی حکمتِ عملی پر کاربند ہے۔ اس نے وعدہ کیا ہے کہ قسطنطنیہ عثمانیہ کے زیرِ حکومت اور انکی سلطنت کا پایہ تخت رہیگا بشرطیکہ غیر ترکی رعایا اور اتحادی سپاہیوں پر تعدّی ختم ہو جائے۔ لیکن ترکانِ احرار نے کان بند کر لئے ہیں اور اطاعت سے منہ پھیر لیا ہے اسلئے سپریم کونسل نے قبضۂ قسطنطنیہ کو بحال رکھنے کا فیصلہ کر لیا ہے تاکہ وہ شرائطِ صلح کی تنفیذ کی ضمانت ہو سکے

"یہ پانچ امور بھی اس اعلان کا حصّہ ہیں:۔

(۱) قبضۂ قسطنطنیہ عارضی ہے

کہ ان تمام امور میں اسے غلبہ حاصل ہو۔ جو حکومت عثمانیہ کیلئے چھوڑے جائیں۔

(۳) اتحادی صرف اُسی وقت تک قسطنطنیہ کی نگرانی کا ارادہ رکھتے ہیں جبتک قتل و ذبح و دیگر اضطرابات کا خاتمہ نہیں ہوگا۔

(۴) احکامِ سلطانی کی مکمل اخلاص کیساتھ اطاعت کرنا لازمی ہوگا، اور ہر ایک شخص کا یہ فرض ہوگا کہ وہ حسب معمول اپنے کام پر لگا رہے اور حفظِ نظام جدید ترکی کے احیاء، اور قدیم ترکی کے کھنڈروں پر اسکی عمارت قائم کرنے میں امداد کرے۔

(۵) اتحادیوں نے ترکانِ احرار کے لیڈروں کو گرفتار کر لیا ہے عنقریب ان کے افعال کی بازپرس ہوگی اور وہ اپنے کئے کا نتیجہ بھگت لیں گے۔"

ترکانِ احرار کے بعض لیڈر اناطولیہ میں اپنے بھائیوں سے جا ملے۔ مجلسِ ملّی کے موجودہ نائب صدر و والی قسطنطنیہ ڈاکٹر عدنان بک اور آپکی حرم محترم سیّدہ خالدہ ادیب، بکر سامی بک، اور جلال عارف بک صدر مجلس مندوبین قسطنطنیہ و سفیر حکومت انگورا مقیم روما، ان خوش نصیب مہاجرین میں سے ہیں۔

مجلس مندوبین نے اِس قبضے کے خلاف احتجاج کیا۔ اور یہ احتجاج مختلف جلسوں کے انعقاد کے ذریعہ کیا گیا۔ جب امور مصرحہ بالا کے وقوع کے بعد مجلس مذکور کا اجتماع دشوار ہوگیا تو اس نے ۱۹ مارچ ۱۹۲۰ء کو فیصلہ کیا کہ جلسے کسی مناسب و موافق وقت تک ملتوی کر دیئے جائیں۔ اور اس نے اپنے ارکان کو منتشر کر دیا۔ انمیں سے اکثر اناطولیہ میں ترکان احرار کیساتھ جا ملے۔ اسکے بعد ۱۰ اپریل کو فرمان سلطانی صادر ہوا کہ مجلس مذکور کو توڑ دیا جائے اور ۱۲۔ اپریل کو ۱۵ مندوبین جو آستانہ میں موجود تھے علیحدہ کر دیئے گئے۔ فرمان میں اس امر کی تصریح تھی کہ اِس مجلس کی شکست سیاسی ضرورتوں کیوجہ سے عمل میں آئی ہے اور یہ امر لازمی

یا ... پاشا کے اندر جدید ... انقلاب ... ہوجاتے۔

شیخ الاسلام کا فتوےٰ

ان دنوں وزارتِ عثمانیہ کے صدر علی رضا پاشا تھے، جب وزارت نے دیکھا کہ اتحادیوں کے افعال کیوجہ سے حالت ناقابل برداشت ہوچکی ہے۔ تو وہ ۱۳۔ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء کو قبضہ قسطنطنیہ کے خلاف احتجاج کرنیکے بعد مستعفی ہوگئی اور سلطان نے اس کا استعفا منظور کرلیا اور جدید وزارت قائم کرنے کیلئے داماد فرید پاشا کو دعوت دی، داماد پاشا نے وزارت بنائی اور سلطان کیطرف سے اُسے ایک فرمان مِلا جس میں پاشائے مذکور کی صدارت کی تصدیق اور حکومت کی حکمت عملی کی تصریح درج تھی۔ نیز اس فرمان میں یہ بات بھی مذکور تھی کہ اناطولیہ میں ترکانِ احرار کی تحریک کو دبا دیا جائے۔

داماد فرید پاشا نے کرسیٔ وزارت پر بیٹھتے ہی ترکانِ احرار کے خلاف جنگ کرنے کیلئے فوجوں کی تیاری اور مختلف ساز و سامان و ضروریات کی بہم رسانی شروع کردی۔ اس نے شیخ الاسلام دری زادہ عبداللہ آفندی کو اپنی وزارت سے مطمئن کیا اور اسے اسقدر بہکایا کہ اس نے ۱۱۔ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء کو ترکان احرار کے خلاف "بغاوت و نافرمانی" کا فتوےٰ صادر کردیا اور مسلمانوں کو اس امر کی دعوت دی کہ اس تحریک کا استیصال کرنے میں خلیفہ کا ساتھ دیں۔

خانہ جنگی

داماد پاشا کی وزارت نے احمد انزوار پاشا جرکسی کے زیر قیادت ترکان احرار کے خلاف جنگ کرنے کیلئے ایک جیش تیار کیا، بریگیڈیر جنرل یوسف عزت پاشا

جیش نے اندرمہ پر قبضہ کر لیا لیکن کمالیوں نے بالآخر اسے شکست دی اور پاش پاش کر دیا۔ اسی اثنا میں غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے حکومتِ قسطنطنیہ سے قطع تعلق کا اعلان کر دیا اور سلطان المعظم کو برقی پیغام بھیجا کہ اس انقطاع کی وجہ یہ ہے کہ حکومت قسطنطنیہ اجنبی ہاتھوں میں گرفتار و مقید ہے۔

اور اس امر کی تصدیق کیلئے موثق روایات موجود ہیں کہ داماد فرید پاشا کی فوجوں کو نان و نفقہ اجنبی حکومتوں کیطرف سے ملتا تھا اور یہ امر کہ اس وقت عثمانی خزانہ بالکل خالی اور خستہ حال تہا۔ اس امر کی مزید اور بیّن تاکید ہے۔

ترکانِ احرار کے خلاف حکم

داماد پاشا نے اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ اس نے بریگیڈیر جنرل مصطفےٰ پاشا کردی کی صدارت کے ماتحت ایک فوجی مجلس مرتب کی۔ تاکہ وہ ترکانِ احرار کو حکومت کے باغی سمجھکر انکا محاکمہ کرے اور بظاہری بحث و تمحیص کے بعد ۲۰ مئی ۱۹۲۰ء کو غازی مصطفےٰ کمال پاشا، بریگیڈیر جنرل فواد پاشا، کرنیل کرہ واصف بک، میجر جنرل مصطفےٰ فوزی پاشا، ڈاکٹر عدنان بک وغیرہ کے خلاف یہ حکم صادر ہوا کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ ان کے فوجی مراتب و القاب چھین لئے جائیں اور انکو تمدّنی حقوق سے محروم کر دیا جائے۔

داماد فرید پاشا کی حکومت اس نشے میں سرشار تھی کہ اس کے احکام کی تنفیذ ہوتی چلی جا رہی ہے، وہ ان مخلص فرزندانِ وطن کے خلاف جنگ کر رہی تھی۔ جو اپنے تمام ذرائع و وسائل کے ساتھ ملک کی نجات و حفاظت کے لئے کوشاں تھے حتیٰ کہ [illegible] اکتوبر ۱۹۲۰ء کو داماد فرید پاشا کی وزارت اپنی

توفیق پاشا کے زیر صدارت جدید وزارت قائم ہوئی۔ اس وزارت میں عزت پاشا اور صالح پاشا بھی منسلک ہو گئے۔ جو پہلے صدر رہ چکے تھے اور اسوقت سن رسیدہ اور معمّر تھے۔ یہ تبدیلی اس امر کا ثبوت خیال کیگئی کہ حکومت قسطنطنیہ حکومت اناطولیہ کیساتھ مفاہمت و اتفاق کیطرف مائل ہے خصوصاً جبکہ اس وزارت کے بیان میں ذیل کا جملہ شامل تھا۔ کہ "یہ وزارت اس اختلاف و انقسام کے ازالہ کی کوشش کریگی جو قومی اتحاد کی صفوں میں پیدا ہو گیا ہے"۔

انگورا کانفرنس

قومی تحریک کے خلاف سازشیں اور منصوبے جاری تھے اور اسکے استیصال کیلئے سرگرمی سے کام ہو رہا تھا۔ تاکہ یہ سبز پودا پنپنے نہ پائے اور اسکے پاسبانوں اور آبیاری کرنیوالوں کی کثرت نہ ہو جائے۔ داماد فرید پاشا کی وزارت فتاوٰی و فرامین صادر کر رہی تھی اور قوم کو ترکانِ احرار کے خلاف آمادۂ جنگ کر رہی تھی۔ موت کے فتوے دئیے جا رہے تھے اور ترکانِ احرار پر حملہ کرنے کیلئے جیوش و افواج کی بھرتی ہو رہی تھی ادہر یہ حالات تھے اور ادہر غازی مصطفٰے کمال پاشا اور آپکے انصار اناطولیہ میں شاہراہِ مقصود پر رواں دواں اور حصول مقصد کیلئے سرگرم عمل تھے۔ مخالفین کے مکر و فریب کا اگر انپر کچھ اثر پڑتا تھا۔ تو صرف یہی کہ ان کے عزم و حزم میں اضافہ و ترقی ہو جاتی تھی۔ وہ زیادہ جوش و قوت کیساتھ قدم بڑھاتے اور جس مقصد کو حاصل کرنیکا انہوں نے اپنے دل سے اور اپنی قوم سے عہد کر لیا تھا۔ اس کے حصول کیلئے وہ جنس جاں نثاری و جانسپاری کی بیش از بیش قربانی کرنے لگجاتے تھے۔

جب اس تحریک کو قوت حاصل ہوگئی اور قسطنطنیہ سے آنیوالے مہاجرین نے اس

بانیانِ تحریک نے انگورا میں تیسری کانفرنس منعقد کرنیکا فیصلہ کیا۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے حکم صادر کیا کہ مجلسِ ملّی کی نیابت کیلئے عام انتخابات جاری کئے جائیں تاکہ مجلسِ ملّی تمام ملک کی نمائندگی و ترجمانی کر سکے۔ ۲۳ اپریل ۱۹۲۰ء بروز جمعۃ المبارک تین بجے بعد از ظہر غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے اس مجلس کا افتتاح کیا۔ یہ مجلس ۳۵۰ ارکان پر مشتمل ہوئی جنمیں سے ۲۷۰ اناطولیہ کے باشندوں میں سے تھے۔ کیونکہ ہر کمشنری میں سے ۵ مندوبین لئے گئے تھے۔ ۶۸ ارکان وہ منتخب ہوئے جو آستانہ کی مجلس مندوبین کے معطّل ہو جانیکے بعد مجلس ملّی سے آملے تھے۔ ۱۲ ارکان وہ لئے گئے جنکو قبضۂ قسطنطنیہ کے وقت مالٹا میں جلاوطن کر دیا گیا تھا مجلسِ ملّی نے انکو اپنے ارکان میں شمار کر لیا اور اعلیٰ حضرت غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے ایک معرکۃ الآرا تقریر فرمائی جسمیں ملک کی حالت بیان فرمائی اور حاضرین کے سامنے اس بارگران اور مقدّس فرض کی تصریح فرمائی۔ جو حکومت اناطولیہ نے اپنے کندھوں پر لیا تھا۔

حکومتِ ملّی!

قومی مجلس "مجلسِ ملّی عظمیٰ" کے نام سے ترکی ممالک کے انتظام کی بلا شرکتِ غیرے حکمران قرار پائی۔ اس لئے اپنے ارکان میں سے چند ارکان منتخب کئے جو مجلس ملّی کی ماتحتی و نیابت میں مجلسِ وزراء کے نام سے انتظام امور ممالک کی انچارج ہوئی۔

آئینِ جدید

چونکہ ۱۸۷۶ء کا وہ آئین جو مرحوم مدحت پاشا نے وضع کیا تھا اور جس کے احکام حصولِ حریت کے بعد ۱۹۰۸ء سے بلادِ عثمانیہ میں ناطق و نافذ رہے تھے۔ ملک کی موجودہ حالت کیلئے غیر صالح اور ناموافق تھا۔ اسلئے مجلس ملّی عظمیٰ نے ایک

[illegible] کے نام سے
ایک تشریعیہ یعنی لیجیلیٹو، دوسرا تنفیذیہ یعنی ایگزیکیٹو۔ مقدم الذکر کا کام قانون بنانا اور مؤخر الذکر کا کام وضع کردہ قوانین کو ملک میں نافذ کرنا قرار پایا۔ مجلس ملی کا صدر ان دونوں محکموں کا بھی رئیس بنایا گیا۔ اور اس مجلس کو شکست و تعطیل سے بالاتر کر دیا گیا۔ انتظامی لامرکزیت کا اصول جدید ترین قواعد اور آئینی نظریات پر قائم کیا گیا۔ سلطان المعظم کے حقوق میں کوئی مداخلت نہیں کیگئی یہ آئین حسب ذیل ۲۲ دفعات پر مشتمل ہے:۔

(۱) لوگوں کی حکومت بلا قید و شرط لوگوں کے قبضے میں ہے۔ اور حکومت کا اصول یہ ہے کہ قوم عملی طور پر اپنے امور کے انتظام کی خود مالک ہو۔

(۲) محکمتان تنفیذیہ و تشریعیہ مجلس ملی عظمیٰ میں شامل ہیں جو قوم کی واحد اور حقیقی نمائندہ ہے۔

(۳) مجلس ملی عظمیٰ سلطنت ترکی کی منتظم ہے اور قومی حکومت کا نام حکومت مجلس ملی عظمیٰ ہے۔

(۴) مجلس ملی عظمیٰ ان ارکان سے مرتب ہوگی جن کو باشندگان ولایات منتخب کرینگے۔

(۵) مجلس ملی کا انتخاب دو سال میں ایکدفعہ از سر نو ہوا کریگا۔ اسلئے ہر رکن کی مدت انتخاب دو سال ہے۔ یہ امر جائز ہے کہ ارکان جدید کا انتخاب ہوتا رہے۔ اور سابق مجلس انتظام امور میں بدستور قائم رہے حتیٰ کہ مجلس جدید کا انتخاب مکمل ہو جائے۔ جب انتخابات کی تجدید ممکن نہو تو مدت اجتماع کو دوسرے سال تک بڑھا دینا جائز نہیں۔ مجلس ملی کا رکن اس ولایت کا نمائندہ نہیں سمجھا جائیگا جس نے اسے منتخب کیا ہے۔ بلکہ وہ تمام قوم کیطرف سے نمائندہ ہوگا۔

(۶) مجلس ملی ہر سال اول ماہ اکتوبر میں دعوت دئیے بغیر سالانہ جلسہ کیا کریگی

(۷) احکام شرعی نافذ کرنا، قوانین عامہ کا وضع کرنا اور [illegible] صلح و

معاہدات، اور حفاظتِ ملک کے لیئے اعلانِ جنگ کرنا وغیرہ بنیادی حقوق ہیں جو

مجلسِ ملّی کے ساتھ مخصوص ہیں اور فقہی و قانونی احکام کے مطابق ایسے قوانین و

نظامات وضع کرنا، جو لوگوں کے معاملات اور ضروریاتِ وقت و آداب و معاملات کے مطابق ہوں

اور ایک خاص قانون کو ذریعہ "مجلس نظّار" کے عہدے معین کرنا بھی مجلس کے حقوق میں شامل ہے

(۸) حکومت مجلسِ ملّی اپنی حکومت کے محکموں کا انتظام ان وکلا کے ذریعہ کریگی جنکا

انتخاب خاص قانون کے مطابق وہ خود کریگی۔ اور انتظامی امور میں وکلا جس حکمت عملی کا

اتباع کرینگے۔ اسمیں مجلس ملّی انکی امداد کریگی اور ضرورت وقت کے انکو تبدیل کیا کریگی۔

(۹) جس شخص کو مجلس ملّی عظمٰی اپنا صدر منتخب کرے۔ اسکی مدّت صدارت اتنی ہی

ہوگی جتنی مجلس کے انتخابات کی مدّت ہے۔ صدر کا کام یہ ہے کہ مجلس کیطرف سے

مجلس نظّار کی رپورٹوں پر دستخط اور انکی تصدیق کرے مجلس نظّار اپنا صدر مجلس

میں سے منتخب کرسکتی ہے لیکن حقیقت میں مجلس ملّی عظمٰی کا صدر ہی مجلسِ نظّار کا بھی صدر ملحوظ ہوگا۔

(۱۰) بلاد ترکیہ جغرافی و اقتصادی محل وقوع کے لحاظ سے ولایات میں منقسم ہونگے

اور ولایات قضاؤں میں اور قضائیں نواح میں منقسم ہونگی۔

(۱۱) ہر ولایت کو معنوی شخصیت اور ذاتی آزادی حاصل ہوگی۔ داخلی و خارجی

سیاست، امور شرعیہ و قضائیہ، فوجی معاملات، بین الاقوامی اقتصادی تعلقات

محصولات خصوصی و عمومی جو حکومت عائد کرے اور وہ امور جو بیرون ولائت کے

مفاد سے بھی متعلق ہوں۔ ان سب امور کے سوا باقی جملہ امور میں ولائت کی مجلس

شوریٰ کو اختیارات کلّی حاصل ہیں۔ اوقاف و مدارس تعلیم و صحت، اقتصاد،

---

[1] یہہ قانون ۲۰ جولائی ۲۲ئہ کو صادر ہوا۔ اور اسکا خلاصہ کسی اور جگہ درج ہے ۱۲

[2] اس مجلس کا کام مختلف امور اور ان کی ذمہ داریوں کا معائنہ کرنا ہے ۱۲

(۱۲) ولایت کی مجلس شوریٰ ان ارکان سے مرتب ہوا کریگی جنہیں باشندگانِ ولایت منتخب کریں گے۔ اور اسکی مدت دو برس ہوا کریگی۔

(۱۳) ولایت کی مجلس شوریٰ ایک صدر منتخب کریگی جو مجلس کے احکام و فیصلہ جات کی تنفیذ کریگا۔ نیز مجلس شوریٰ ایک مجلس انتظامیہ منتخب کریگی جسکے ہر رکن کے ذمے کوئی نہ کوئی انتظامی محکمہ ہوگا۔ اور نفاذ کا فرض اسی دائمی مجلس پر عائد ہوگا۔

(۱۴) ہر ایک ولائت میں ایک گورنر ہوگا جو مجلس عظمیٰ کی نیابت و نمائندگی کریگا۔ یہ گورنر مجلس ملّی کی حکومت کیطرف سے متعیّن ہوگا اور اس کا کام سلطنت کے امور عامہ و مشترکہ کی نگہداشت ہوگا۔ اور وہ صرف اسی وقت مداخلت کریگا جب سلطنت اور مقامی حکومت کے فرائض میں تعارض و تصادم واقع ہوگا۔

(۱۵) "قضا" سے صرف انتظامی اتحاد مراد ہے اور اسکو کسی طرح کی معنوی شخصیّت حاصل نہوگی۔ اسکا انتظام ایک قائم مقام کے ذمہ ہوگا جسے مجلس ملّی کی حکومت مقرر کریگی۔ اور جو گورنر کے زیر فرمان ہوگا۔

(۱۶) "ناحیہ" کو اپنی خاص ہستی میں معنوی شخصیّت اور ذاتی آزادی حاصل ہوگی۔

(۱۷) ہر ناحیہ کی ایک "مجلس شوریٰ" ہوگی اور ایک مجلس انتظامیہ اور ایک منتظم ہوگا۔

(۱۸) ناحیہ کی مجلس شوریٰ باشندگان ناحیہ کے انتخاب سے مرتب ہوگی۔

(۱۹) ناحیہ کی مجلس شوریٰ اپنی مجلس منتظمہ اور منتظم خود منتخب کریگی۔

(۲۰) ناحیہ کی مجلس شوریٰ اور مجلس انتظامیہ کو عدالتی، اقتصادی، اور مالی اختیارات حاصل ہونگے۔ ان اختیارات کے مدارج خاص قانون کے ذریعہ متعیّن ہونگے۔

(۲۱) ناحیہ ایک یا متعدد گاؤں پر مشتمل ہوگی۔

(۲۲) ولایات کے اقتصادی و اجتماعی تعلقات محکمہ تفتیش عام کے ذریعہ متحد

پہنچے۔ اس کے بعد کام انگورہ کمیٹی کے فرائض ملکی اور انتظامی کو موقوف

کے فرائض و احکام کی سرسری طور پر نگرانی کرنا ہوگا۔"

یہ آئین بعض صورتوں میں نظام حکومت روس سے مشابہ ہے کیونکہ وہاں مزدوروں اور کسانوں کی "مجلس سوویات اعلیٰ" سیاہ و سپید کی مالک ہے اور انکا وزیر "قومیسر" کہلاتا ہے کیونکہ وہ نفاذ احکام کا ذمہ دار ہے اور نظام حکومت حجاز سے اس معنی میں مشابہ ہے کہ مکے کے وزیر کو بادشاہ کا "وکیل" یا نمائندہ کہا جاتا ہے۔

نظام انگورا اور نظام یورپ کے درمیان یہ فرق ہے کہ انگورا کی مجلس کے صدر کے اختیارات اسقدر وسیع ہیں کہ دنیا بھر کی مجالس نیابت کے صدروں میں سے کسی کو بھی اسقدر اختیارات حاصل نہیں ہیں۔ وہ کمانڈر انچیف بھی ہے۔ اسے ملک کی ہر چیز میں تصرف کرنیکا حق ہے اور اسے اس امر کا اختیار حاصل ہے کہ حفاظت ملک کیلئے ملک کے آدمیوں اور مال و زر کا استعمال جسطرح چاہے کرے۔

مجلس ملی عظمیٰ نے چند ایسے قوانین بھی بنائے جنکی اسے اپنی موجودہ ترقی اور قومی جہاد میں ضرورت پڑی اس نے حکومت کے تمام محکموں میں اصلاح کی۔ مالیات کو منظم کیا، تعلیم کو ترقی دی۔ اور باوجود ہمت آزما جنگی مصروفیتوں کے اس نے اسطرف خاص توجہ مبذول کی۔ ان قوانین میں سے جو اس مجلس نے وضع کیے ایک یہ ہے کہ شراب خوری اور مسکرات کی تجارت اناطولیہ میں ممنوع ہے اور ایک قانون "فیشن" کی بدعتوں کے مقابلہ کیلئے بنایا گیا۔ اور "برج عصری" اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اسباب زینت کا داخلہ روک دیا گیا ہے۔

ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۲ء کے نصف اول میں مجلس مذکور نے ایک جدید قانون بنایا جو آٹھ دفعات پر مشتمل ہے۔ اس قانون میں وکلاء اجراء (وزراء) کے انتخاب کی کیفیت مذکور ہے جسکی طرف آئین کی دفعہ ۸ میں اشارہ کیا گیا تھا۔ اس

جدید قانون کی پہلی دو دفعات یہ ہیں:۔

دفعہ اوّل:۔ جدید وزارت کے انتخاب کے لئے ایک کمیٹی بنائی جائے جسکے ارکان حسب ذیل ہونگے: مجلس ملی عظمیٰ کا صدر اور اسکے دو مندوب، شرعی، وقفی، داخلی، خارجی، عدالتی، فوجی، مالی، اقتصادی، تعمیری، علمی، صحی، اجتماعی مجالس نیابت کے صدر اور صدر وزارت، گفت و شنید کے بعد یہ کمیٹی ارکان مجلس ملی عظمیٰ میں سے ہر وزارت کیلئے تین امیدوار منتخب کرے اور ان کے نام مجلس ملی عظمیٰ کے روبرو پیش کرے۔ پیشکردہ امیدواروں میں سے ایک تہائی افراد کو منتخب کریگی۔

دفعہ ثانی:۔ جدید وزارت کے صدر کے انتخاب کے لئے ارکان وزارت مذکورہ بالا ترشیحی کمیٹی[1] کیساتھ ملحق ہوجائیں۔ اور مجموعی مجلس وزراء یا مندوبین میں سے کم از کم دو امیدوار منتخب کرکے مجلس ملی عظمیٰ کے سامنے پیش کریں جو ان میں سے صدر وزارت کا انتخاب کرے گی۔

قانون مخصوص کی یہ دو دفعات قارئین کرام کی خدمت میں اسلئے پیش کی گئی ہیں کہ یہ دونوں دفعات سلطنت کا رکن و اساس ہیں ٭

---

[1] ترشیحی کمیٹی سے مراد وہ مجلس ہے جو امیدوار منتخب کرکے مجلس ملی عظمیٰ کے سامنے آخری منظوری کے لئے پیش کرتی ہے ۱۲

فصل رابع

مجلس ملّی کی لڑائیاں!

حکومتِ ملّی نے اناطولیہ میں ایسے وقت عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ جب دولتِ عثمانیہ اپنی تمام تاریخ کے سب سے زیادہ خطرناک دور میں سے گذر رہی تھی چاروں طرف سے پیہم فتنوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ دشمن گرد و پیش سے آہنی گرز چلا رہے تھے تاکہ ترکی اسیرِ طوقِ غلامی سے آزاد ہونے سے قبل فنا ہو جائے قسطنطنیہ میں داماد پاشا کی حکومت اپنے خداوندانِ نعمت اتحادیوں کی شہ پر حکومتِ ملّی کیساتھ جنگ کرنے کیلئے فوجیں تیار کر رہی تھی۔ یونانی اناطولیہ میں داخل ہونیکی تیاریاں کر رہے تھے۔ فرانسیسی کیلکیہ میں اتر رہے ہے اور اس علاقہ میں ارمنی حکومت قائم کرنے کیلئے جدّ و جہد کر رہے تھے۔ ارمن مشرق میں اپنی زہریلی پھونکوں سے آتشِ جنگ کو مشتعل کر رہے تھے۔ کیونکہ اس آتش فروزاں کے ساتھ ساتھ انکی بجھی ہوئی امیدیں بھی ازسرِ نو چمک رہی تھیں اناطولیہ پر قحط و افلاس چھا رہا تھا۔ کیونکہ گذشتہ لڑائیوں کی وجہ سے ذرائع آمدنی مسدود، زمین ویران اور صنعت و تجارت تباہ ہو چکی تھی۔ علاوہ ازیں اندرونِ ملک میں جدید حکومت کے خلاف منصوبے اور سازشیں جاری تھیں۔ رجعت پسند عنصر شیخ الاسلام کے فتوے اور سلطان معظم کی تحریرات سے مسلح ہو کر جدید حکومت کو عہدِ نوزائیدگی ہی میں کچل دینا چاہتا تھا۔

ان عظیم الشان دشواریوں سے مردانِ اناطولیہ کے عزم و استقلال میں کسی طرح کی سستی یا جمود رونما نہیں ہوا۔ انہوں نے اندرونی حالت کی اصلاح

... شہروں کی بستیوں میں
ہو گئے۔ لوگوں کو اس تاریک مستقبل سے متنبہ کیا۔ جو ان پر کالی گھٹا کیطرح چھا رہا
تھا اور ان مصائب و حوادث کی تشریح کی جو لگاتار ملک پر آ رہے تھے۔ لوگ بھی
انکے گرد جمع ہو گئے اور ان پر اعتبار کیا جس کیوجہ سے انکی حکومت مضبوط ہوئی اور
وہ اس زبردست جیش کی تیاری میں کامیاب ہو گئے۔ جسکی قسمت میں دشمن پر فتحیاب
ہونا لکھا تھا۔

افواجِ حکومتِ ملّی کو تین بڑی لڑائیاں لڑنی پڑیں۔ شمال میں فرانسیسیوں سے
مشرق میں ارمنوں سے اور مغرب میں یونانیوں سے۔ ہم مختصر طور پر ان تینوں لڑائیوں
کی تاریخ بیان کرینگے۔ تاکہ قارئین کرام کو معلوم ہو جائے کہ شاہدِ مقصود سے ہمکنار
ہونے سے قبل ترکانِ احرار نے کسقدر جانسپارانہ جد و جہد سے کام لیا۔ ہم سب سے پہلے
جنگِ اناطولیہ کے حالات بیان کرینگے کیونکہ یہ سب سے زیادہ مہتم بالشان ہے۔

قبضۂ سمرنا اور جنگِ اناطولیہ

مشہور یونانی مدبّر موسیو ونزلاس نے اتحادی حکومتوں کے آستانِ نعمت پر مدّتوں
جبہ سائی کی حتی کہ اسکی کوششیں بار آور ہوئیں۔ ۶ مئی ۱۹۱۹ء کو بروز دوشنبہ
پیرس کانفرنس نے جو پریزیڈنٹ ولسن، مسٹر لائڈ جارج، موسیو کلمنسو اور موسیو
ارلانڈو پر مشتمل تھی۔ حکومتِ یونان کو سمرنا پر فوجی قبضہ رکھنے کا حق عطا کر دیا۔
اس فیصلے سے یونان کے دندانِ آز تیز ہو گئے۔ اناطولیہ یونان کے مشہور مظالم کا
آماجگاہ بنگیا۔ اور جو ترک دوازدہ سالہ جنگ سے بچ رہے تھے۔ ان کو تہذیب حاضر
کے منتخب اشخاص نے قحط و فاقہ کے وسیلے سے حوالۂ اجل کرنا چاہا۔ کیونکہ سمرنا اپنے
محلِ وقوع کے لحاظ سے اس حیثیت میں ہے۔ کہ اسکو یونان کے حوالے کر دینا

تو اسے رکھ کر رقم پر چھوڑ دیا تھا۔ ۱۴ - مئی تک سمرنا یونانی فوج کے قبضہ میں آ ہوگئی اور سرکاری طور پر قابض ہوگئی۔ ۵ - مئی کو بروز جمعرات یونانی سفارت مقیم قاہرہ نے ذیل کا پیغام شائع کیا جو اسے ایتھنز سے موصول ہوا تھا:۔

"ایتھنز ۱۴ - مئی۔ مجلس اربعہ نے ۶ مئی کو اس امر کی دعوت دی ہے کہ حکومت یونان سمرنا پر فوجی قبضہ کر لے۔ اس فیصلے کے بعد یونانی لشکر کے پہلے ڈویژن کو فتیرا میں جمع ہونیکا حکم صادر ہوا۔ دس گھنٹے کے اندر اندر ڈویژن مجتمع ہو کر یکشنبہ کو جہاز پر سوار ہوگیا۔ تباہ کن کشتی لیمنوس کو افیروف جہاز کیساتھ ملحق ہو جانیکا حکم ملا ہے اور تباہ کن کشتی لیون سمرنا کے بندرگاہ میں ہے۔ اسی وقت یونانی آہن پوش جہاز کیلکیس کو حکم موصول ہوا کہ سباسٹوپول سے بندرگاہ مذکور کیطرف روانہ ہو جائے۔ کل ہماری فوجیں اسوقت خشکی پر اتریں جب اتحادی فوجوں نے سمرنا کے قلاع پر کماحقہ قبضہ کر لیا تھا سمرنا کا فوجی قبضہ مغربی ایشیا میں یونان کے مطالب کا جائز اعتراف ہے۔ اور یہ ایک بڑا اور اہم قومی واقعہ ہے کیونکہ یہ تمام بڑی بڑی سلطنتوں کی منظوری سے ہوا ہے"۔

شہر کے ارد گرد بعض مقامات پر اطالیوں اور برطانیوں نے قبضہ کر لیا اور شہر کے تمام قلعوں پر یونان نے قبضہ جما لیا۔ اور اس مہم میں اتحادیوں نے پوری پوری مساعدت کی۔ یونانی کرنیل زفیریو نے جو سمرنا کا فوجی گورنر مقرر کیا گیا تھا سمرنا اور اسکے مضافات کے باشندوں کے نام ایک فرمان جاری کیا کہ اتحادی حکومتوں کی موافقت سے باشندگان کی حفاظت و حمایت کیلئے یہ قبضہ مکمل ہو چکا ہے۔ مقامی سیاسی و تمدنی حکام و اہلکار بدستور اپنے اپنے عہدوں پر قائم رہیں اور باشندگان سکون و اطمینان کیساتھ مجلس صلح کے فیصلے کا انتظار کریں"۔

کے ... یونانیوں نے ... شہر پر قبضہ کرلیا ہے"۔ وزارت
نے اس ماجرا کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی اور مستعفی ہوگئی۔

یونانیوں کے مظالم

یونانیوں نے ہنوز سمرنا کی زمین پر قدم نہیں رکھا تھا کہ مقامی عیسائی آبادی نے اپنے ترک ہموطنوں پر جور و تعدی شروع کردی۔ جب ان باتوں کی خبریں یورپ میں پہنچیں تو وہاں سخت اضطراب پھیل گیا۔ اخبارات نے یونانیوں پر لعن طعن شروع کیا اور نہایت شدت سے انکے انسانیت سوز افعال پر نکتہ چینی کی۔ اسپر موسیو ونزلاس کو موسیو کلمنسو کے نام ایک خط ارسال کرنا پڑا جسمیں اس نے حوادث سمرنا کا خلاصہ بیان کیا اور کہا کہ جب یونانیوں کا ایک دستہ فوج ترکی محلے پر قبضہ کرنے کیلئے گیا تو چھاونیوں، گورنر کے مکان اور ترکی مکانات سے اُنپر گولیاں چلائی گئیں۔ اسکے جواب میں یونانی سپاہیوں نے بھی گولیاں چلائیں۔ قریباً ایک گھنٹے تک لڑائی رہی۔ ترسیٹھ آدمی مقتول اور سو مجروح ہوئے مقتولین و مجروحین میں سے ۶۲ ملکی اور فوجی یونانی، ۷۸ ترک، ایک یہودی، اور بائیس مختلف اقوام کے افراد تھے۔ بعض حوادث سے فائدہ اٹھاکر سلب و نہب پر کمر بستہ ہوگئے لیکن یونانی اہلکاروں نے جلد ہی امن قائم کرلیا اور باشندوں کو ظلم و تعدی سے بچا لیا۔ ۲۰ مئی کو جنگی کونسل منعقد ہوئی جس نے دو یونانیوں کے خلاف موت کا حکم صادر کیا چنانچہ وہ دونوں اسی دن پھانسی دیئے گئے کونسل مذکور نے سات دیگر آدمیوں کے خلاف سخت احکام صادر کیے تحقیق جاری رہی اور اکثر اشیائے مسروقہ مالکوں کو واپس دلائی گئیں"

اگست ۱۹۱۹ء کو سپریم کونسل نے فیصلہ کیا کہ اتحادیوں کی ایک نمائندہ کمیٹی سمرنا بھیجی جائے جو ان مظالم کے متعلق تحقیق کرے جو یونانیوں سے منسوب کئے

جا رہے ہیں۔ یہ [illegible] ہو کر [illegible] امریکن [illegible]
جرنیل ہاڑ اور اطالوی جرنیل دولیو پر مشتمل تھی سمرنا کیطرف چلی گئی۔ تحقیق جاری ہوئی اور ۱۱۔ اکتوبر کو اس کمیٹی نے ایک طویل رپورٹ مرتب کی جسمیں اس نے کہا کہ "یونانی قبضہ صلیبی جنگ میں تبدیل ہو گیا تھا" اور یہی جملہ اس رپورٹ کا لب لباب ہے۔ اس کمیٹی نے متفق اللسان ہو کر کہا کہ "بعض یونانیوں نے ایسے ایسے افعال قبیحہ و منکراتِ شنیعہ کا ارتکاب کیا ہے کہ انسانی بدن کانپ اٹھتے ہیں"۔ کرنل ہربرٹ رکن مجلس مندوبین برطانیہ نے ۲۲۔ جولائی ۱۹۱۹ء کو وزیر خارجہ برطانیہ سے مجلس میں سوال کیا "کیا یہ بات صحیح ہے کہ جو مذبوحی حرکات یونانی سپاہیوں سے منسوب کیجاتی ہیں وہ بہت بری ہیں؟ اور حقیقت حال سے واقفیت حاصل کرنے کیلئے کیا تدابیر اختیار کیگئی ہیں؟" وزیر خارجہ نے جواب دیا "کہ جن حوادث کیطرف محترم مندوب نے اشارہ کیا ہے وہ واقعی افسوسناک ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مذبوحی حرکات اس درجے تک نہیں پہونچی ہیں جتنا کہ مندوب محترم کا خیال ہے۔ بایںہمہ یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ چکا ہے کہ بدقسمتی سے بیوجہ و بضرورت خونریزی کیگئی ہے"۔ اور ترکانِ احرار کے لشکر کیطرف سے فرانسیسی زبان میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے جسمیں یونانیوں کے ان لرزہ خیز مظالم کا حال بیان کیا گیا ہے جو انہوں نے داخل ہوتے وقت دیہات پر توڑے ہیں۔ نیز تخریب و تباہی کے ان وحشت خیز کارناموں کا منظر پیش کیا گیا ہے جو انہوں نے ان دیہات اور بستیوں میں سے نکلتے وقت کئے۔ اس کتاب کے قریباً سو صفحات ہیں اور اس میں ۷۵ موثق سرکاری حالات اور جنایات و جرائم کی فوٹو گرافی تصویریں درج ہیں۔

ترکی جھنڈے

ہم رسّت مصطفےٰ کمال پاشا میں یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ آپ اسی دن قسطنطنیہ

[illegible]

سب سے پہلے یہی فکر دامنگیر ہوا کہ یونانی حملے کا مقابلہ کرنے کیلئے ضروری تدابیر اختیار کیجائیں۔ یا کم از کم اتنا تو ہو کہ جبتک ترکی جیش اسقدر تیار نہ ہو جائے کہ قطعی و آخری طور پر یونانیوں کو اناطولیہ سے نکالدے۔ وہ جہاں ہیں وہاں ٹھیرے رہیں سب سے پہلے ترکوں کی توجہ اسطرف ہوئی کہ زبردست ترکی جتھے بنائے جائیں جنکا نام "باشبوزق" ہو۔ ان جتھوں کے ذریعہ یونان کیساتھ بیقاعدہ جنگ کیجائے۔ یہ جتھے فوراً تیار ہو گئے اور یکم جون ۱۹۱۹ء کو ان جتھوں نے ایوالق کے شہر کی باہر کیطرف یونانی جیش پر حملہ کر دیا۔ چھاؤنیاں جلادیں اور جب یونانی شہر ایدین کے پاس پہنچے تو جتھوں نے انکو زبردست نقصان پہنچایا اور ایک گھمسان کی لڑائی کے بعد جسمیں منظم عثمانی توپخانہ بھی شریک ہوا۔ انہوں نے یونانیوں کو پسپا ہونے اور شہر خالی کر دینے پر مجبور کر دیا۔

میجر جنرل نور الدین پاشا نے پہلے پہل ان جتھوں کی تنظیم شروع کی۔ انکو ہتھیار پہنائے اور اپنی کمان کے ماتحت انکو اس لڑائی میں صف آرا کیا جو سمرنا کے پاس واقع ہوئی۔ اس کے بعد ترک افسروں کی کثیر تعداد کی امداد سے پاس پاس کے علاقجات و اطراف میں منظم لشکر کی تنسیق و قواعد آموزی کرنے لگے۔

جب ان جتھوں کو قوت حاصل ہو گئی تو یونان نے انکی اہمیت سے خوفزدہ ہو کر بیسا ... سے مزید یونانی فوج طلب کی اور ۱۷ جون ۱۹۱۹ء کو یہ فوج سمرنا میں داخل ہو گئی۔ شہر ایوالق میں یونانیوں اور عثمانیوں کے درمیان ایک شدید معرکہ شروع ہوا۔ یونانی سمندر کیطرف سے شہر پر گولہ باری کرنے لگے۔ حکومت یونان کیطرف سے حکم صادر ہوا کہ قبضہ اناطولیہ کیلئے ایک لاکھ پچیس ہزار آدمی تیار کئے جائیں۔ اسکے بعد خبریں

[illegible]

الغرض ان جھبوں نے جو ثمر تاکے مضافات میں ہمت جوانمردی کیسا مصروف رہے۔ وہ زبردست کارہائے نمایاں کئے ہیں جو عثمانی ترقی کی تاریخ میں یادگار رہینگے۔ اور انہوں نے یونانی جیش کو بڑا نقصان پہنچایا اور اسقدر کاری ضربا لگائیں کہ انکے دانت کھٹے کر دئیے۔ ان جھبوں کی جدوجہد کا نمایاں ترین پہلو یہ ہے کہ اسکی وجہ سے مصطفٰے کمال پاشا اور آپکے رفقائے کار کو حکومت کی بنیادیں استوار کرنے اور ترکی جیش کی تنظیم و تنسیق کا موقع مل گیا۔

۱۹۱۹ء کا تمام سال اسی طریق پر گذرا کہ ترکی جھبے موقع پاکر یونانی جیش پر یلغار حملے کرتے رہے جنکی وجہ سے یونانیوں کی پیشقدمی رکی رہی اور فوج پر درماندگی طاری ہو گئی۔

معاہدہ سیورے

۱۱ مئی ۱۹۲۰ء کو معاہدہ سیورے کا خلاصہ سرکاری طور پر شائع ہوا۔ یہ وہ معاہدہ تھا جو اتحادیوں نے حکومت عثمانیہ پر فرض کر دیا اور اسے اس معاہدہ کو منظور کرنے اور اسکے احکام کے روبرو سر تسلیم خم کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ داماد فرید پاشا کی وزارت نے میجر جنرل ہادی پاشا صدر مجلس ارکان جنگ، رشاد خالص بک وزیر خارجہ اور رضا توفیق بے کو نمائندہ بنایا اور انہوں نے ۱۰ اگست ۱۹۲۰ء کو حکومت عثمانیہ کیطرف سے اس ذلیل کن معاہدے پر دستخط کر دئیے ہم اس معاہدے کا خلاصہ ذیل میں درج کرینگے جس سے قارئین کرام کو اندازہ ہو جائیگا کہ اگر خدا نخواستہ اس منحوس و مشئوم معاہدے کا نفاذ ہو جاتا تو اسکا کم از کم نتیجہ دولت عثمانیہ کا خاتمہ تھا لیکن کمالی شمشیر زن کا بھلا ہو جنہوں نے اس معاہدے کے پرزے تک ہوا میں اڑا دئیے۔ اور بازیگران یورپ اپنا سا منہ لیکر رہ گئے۔ ترکان احرار کی اس کامیاب جدوجہد نے دنیا بھر کے لئے مثال و برہان قائم کر دی کہ جب قومیں کسی بات پر اپنے عزم و ارادہ کو مضبوط کر لیں تو ان کے سامنے کوئی چیز سد راہ نہیں ہو سکتی۔

؎ عزم عاشق ہی خود اپنی کامیابی کی دلیل

اور جب حق و باطل باہم معرکہ آرا ہوتے ہیں باطل اپنے تمام ساز و سامان سمیت

سیلابِ حق کے سامنے خس و خاشاک کیطرح بہ جاتا ہے اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا۔

یہ جد و جہد اور اسکی شاندار کامیابی صفحہ تاریخ پر ایک وثیقہ ہوگا جس کیطرف آئندہ

نسلیں عند الضرورت رجوع کیا کرینگی۔

معاہدے کا خلاصہ:۔ ۱۱ مئی کو ظہر کے وقت فرانسیسی وزارت خارجہ نے

موسیو ملیران صدر جلسہ اور اکثر اتحادی مدبرین کے روبرو یہ عہد نامہ عثمانی مندوبین

کے حوالے کیا اور موسیو ملیران نے وفد مندوبین دولتِ عثمانیہ کو آگاہ کیا کہ ان کو ایک

مہینے کی مہلت دیجاتی ہے تاکہ وہ اس عہد نامہ کے متعلق اپنے خیالات پیش کریں

توفیق پاشا نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے مسودہ لیا اور جب اس نے منظوری کا

اعلان کیا تو اسکی آواز شدتِ انفعال و شرمساری کے باعث ہچکچا گئی تھی۔

معاہدہ تیرہ ابواب پر مشتمل ہے اور پہلا باب مجلسِ اقوام کے وعدے پر مشتمل ہے۔

دوسرے باب میں ترکی کے لئے جدید جغرافی حدود بیان کیگئی ہیں یورپ میں یہ حدود

خطوط شتلجہ کے قریب ہیں، ایشیا میں حدود وہی ہیں جو پہلے تھیں۔ البتہ جنوب میں

اتنی تبدیلی ہوئی ہے کہ آدرنہ کے دونوں جنوبی کناروں سے خط جاتا ہے اور

مرعش و دیار بکر کے جنوب سے ہوتا ہوا مشرقی سمت اختیار کرلیتا ہے اور جنوب مغرب

کیطرف اورمیہ سے ہوتا ہوا شمالی جنوب کو ارارط تک پہنچ جاتا ہے اور شمال

سے مغرب کی طرف جنوبی باطوم سے چند میل آگے تک جاتا ہے تیسرے

باب کی تیرہ فصلیں ہیں۔ اسمیں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جو سیاسی تغیرات اس معاہدہ

کی رو سے واقع ہوئے ہیں انکو ترکی منظور کرے اور دردانیال کی آبناؤں کیلئے

ایک خاص بین الاقوامی کمشن مقرر کیا جائے۔ آبناؤں کو بند رکھنا یا مجلس اقوام

کے حکم کے بغیر اسکی جنگ خطہ میں داخل کرنا ممنوع قرار دیا۔ اس باب میں کردستان

کو بھی نقل بھیجی جاتی رہیگی۔ سمرنا کیلئے ترکی سیادت کے ماتحت ایک کمیشن قائم کیا گیا۔
جسکا انتظام حکومت عملی طور پر یونان کے ہاتھ میں رکھا گیا۔ مشرقی تھریس خطوط
شتلجہ کے قریب تک یونان کو دیا گیا۔ حجاز و آرمینیا کی جدید حکومتوں کا اعتراف
کیا گیا۔ شام، عراق، الجزیرہ اور فلسطین کیلئے حکمداری منظور ہوئی۔ فلسطین کی
حکمداری کے متعلق حکومت برطانیہ کے ۲۔ نومبر ۱۹۱۷ء کے فیصلے کی تائید کیگئی اور
اس ملک کو یہودیوں کا "قومی وطن" قرار دیا گیا۔ ترکی سے اس امر کی منظوری
طلب کیگئی کہ جنگ کیوجہ سے مصر، سوڈان، قبرص اور بحر ایجہ میں جو جدید حالت
پیدا ہوگئی ہے وہ بالکل بجا ہے اور مغرب اقصیٰ اور ٹیونس فرانسیسیوں کے زیر حمایت رہینگے۔
چوتھے باب میں اس امر پر بحث کیگئی ہے کہ ان جماعتوں کے تحفظ و حمایت کی
ضمانت ہو جو ملک میں بلحاظ مذہب یا قوم یا زبان قلیل التعداد ہیں اور اثنائے جنگ میں
غیر ترکی رعایا کو جو جو نقصانات پہونچے ہیں انکی تلافی کیجائے جسکے امتحان و نگرانی
کی ذمہ دار مخلوط عدالتیں ہونگی اور ان عدالتوں کو مجلس اقوام کیطرف سے بھی اعانت حاصل ہوگی
پانچویں باب میں قرار پایا کہ ترکی کی مسلح فوج پچاس ہزار افراد پر محدود ہو جسکے
افسران کی تعداد اڑھائی ہزار سے زیادہ ہو اور سلطان کی خاص محافظ فوج
سات سو آدمیوں پر مشتمل ہو۔ جبری فوجی خدمت منسوخ کیجائے۔ آبناؤں کی
آزادی کی بایں طور ضمانت دیجائے کہ ایک خطہ ایسا معین کیا جائے جسکے قلعے اور
استحکامات منہدم کردیئے جائیں اور اسمیں فرانس، برطانیہ عظمیٰ اور ایطالیہ کو بری،
بحری اور ہوائی طاقتیں رکھنے کا حق حاصل ہو۔ چند کشتیوں کے سوا جو شکارگاہوں
کی نگرانی اور زمانہ امن کے کاموں کیلئے موضوع ہوں۔ باقی تمام ترکی بیڑا تباہ
کردیا جائے۔ ترکی ہوائی قوتیں بھی منسوخ کردیجائیں۔ چھٹے باب میں وہ معاملات
درج ہیں جو جنگی قیدیوں کی واپسی اور مقتولین کی قبروں کی حفاظت سے متعلق ہیں

جو اتحادی سپاہی گیلی پولی میں مقتول ہوئے ہیں انکا خصوصیت کیساتھ تذکرہ کیا گیا ہے۔
ساتویں باب میں یہ بات درج ہے کہ اتحادیوں کیطرف سے فوجی عدالتیں قائم
کیجائیں بین الاقوامی قوانین جنگ کی خلاف ورزی کرنیوالوں کے متعلق فیصلے
کریں اور ان لوگوں کو واجبی سزادیں جو اثنائے جنگ میں ترکی میں قتل و
خونریزی واقع ہونیکے ذمہ دار ہیں تعیین عدالت کا حق اتحادیوں ہی کو حاصل
ہوگا۔ یا ملزم کا محاکمہ مجلس اقوام کے سامنے ہوگا۔ آٹھویں باب میں اس مالی
تاوان کا ذکر ہے جو اتحادیوں کے نقصانات کے متعلق ترکی سے مطلوب ہے
اور وہ حسب ذیل ہے۔ (۱) نفاذ معاہدہ کی ابتدا سے لیکر جو اخراجات اتحادی
افواج متصرفہ کے نان ونفقہ کی وجہ سے کرنے پڑے۔ یہ اخراجات ۳۰ اکتوبر
۱۹۱۸ء سے شمار ہونگے۔ (۲) اتحادیوں کی رعایا کو جو ضرر و خسارہ برداشت کرنا
پڑا ہے اسکا تاوان۔ نواں باب اقتصادی نصوص پر مشتمل ہے اس باب
میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ متعدد غیر سیاسی معاہدات واتفاقات
کی تجدید کیجائے اور ایسے اصول مقرر کئے جائیں جنکے مطابق ترکی میں اجنبیوں
کی مراعات اور ان جائدادوں کی اصلاح کی جائے جن سے ترکی
دستبردار ہوتی ہے۔ جرمنی، آسٹریا، ہنگری اور بلغاریہ کو ترکی کے اقتصادی
امور میں کسیطرح کا دخل نہو۔ حکومت ترکی سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ ان لوگوں
کے اموال واملاک کا تصفیہ کردیا جائے۔ اس سے قبل ریلوے لائن کے جو
ٹھیکے جرمنی کے انتظام واقتدار کے ماتحت تھے۔ اب انپر اتحادی قابض ہونگے
دسویں باب میں اتحادی ہوائی جہازوں کو پرواز کی مکمل آزادی دیگئی اور
اتحادیوں کی سابقہ دشمن حکومتوں کو اس حق سے محروم کردیا گیا ہے
ترکی کو اجازت نہیں ہے کہ اتحادیوں کی منظوری کے بغیر حقوق

پرواز عطا کرے بشرطیکہ دشمن حکومتیں اس سے قبل مجلس اقوام کی رکنیت حاصل نہ کرلیں، یا ۱۹۱۹ء کے بین الاقوامی معاہدے کے مطابق انکو اجازت حاصل نہ ہو۔

گیارھویں باب میں اس امر پر بحث کیگئی ہے کہ بندرگاہوں، بحری راستوں اور ریلوں پر بین الاقوامی قبضہ ہو، اس باب میں ترکی بحری تاربرقی کے حقوق سے دستبردار ہوجائے اور اختلافات کا تصفیہ مجلس اقوام کے ذریعہ ہو۔ بارھویں باب میں صرف محنتی اور مزدوروں کے متعلق معاہدہ ہے، تیرھواں اور آخری باب مختلف دفعات پر مشتمل ہیں۔ انمیں اتحادیوں کے محکمہ اور قطعی فیصلہ جات درج ہیں اور ترکی کے آئندہ نظام حفظانِ صحت کے متعلق بحث کیگئی ہے۔ نیز معاہدہ کی تکمیل و تنفیذ کی کیفیت درج ہے اور اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ روس بھی اس معاہدہ میں داخل ہوسکتا ہے۔

معاہدے میں اس امر کی تصریح ہے کہ قسطنطنیہ پر ترکی سیادت رہے لیکن اگر ترکی معاہدہ کی شرائط ثانوی دفعات کی تنفیذ سے قاصر رہی تو اتحادیوں کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ اس بارہ میں مزید ترمیم و تغیر کرے اور اسکے متعلق جو تدبیر اختیار کیجائے ترکی اسے منظور کریگی۔

درہ دانیال، بحر مرمرہ اور باسفورس وغیرہ آبنائیں ایام صلح اور ایام جنگ میں بلا امتیاز تمام تجارتی جہازات و طیارات کیلئے کھلی رہینگی۔ آبناؤں کی حفاظت کیلئے تمام متحدہ ولایات کے مندوبین کی ایک کمیٹی مقرر ہوگی، حکومت امریکہ جب چاہے اس کمیٹی کی رکن بن سکتی ہے، روس اور بلغاریہ بھی اگر مجلس اقوام کے رکن بنگئے تو داخل ہوسکتے ہیں۔ برطانیہ، فرانس، اطالیہ، جاپان، یونان اور رومانیہ بھی اس کمیٹی میں شامل ہونگے بلغاریہ، یونان اور رومانیہ کا ایک ایک ووٹ ہوگا اور باقی تمام حکومتوں کے دو دو ووٹ ہوں گے۔

ناقوسِ معاہدہ

اس معاہدے کی اشاعت اور حکومت قسطنطنیہ کا اس پر دستخط کردینا مملکتِ عثمانیہ کیلئے ایک عظیم الشان ناقوس ثابت ہوا کیونکہ اس لنے اس حقیقت کا اظہار کردیا کہ یورپ کی حکومتوں کی نیّت ترکوں کے متعلق کیا ہے؟ اور ثابت کردیا کہ اب ترکوں کا واحد معتمد و ماوا انکے دل اور انکی تلواریں ہیں اور اگر وہ متحد نہ ہوئے اور ایک مضبوط عمارت کیطرح نہ بنگئے تو دنیا میں گرد و غبار کیطرح منتشر و برباد ہوجائینگے بداندیش کو وجہ شماتت حاصل ہوجائیگی اور "ترکی تمام شد" کا عبرت انگیز مقولہ صادق ہوجائیگا اسی معاہدہ کا نتیجہ تھا کہ داماد فرید پاشا کی وزارت معزول ہوگئی۔ توفیق پاشا وزیراعظم ہوئے جنہوں لنے اس امر کا ذمہ لیا کہ "قومی وحدت کی صفوں میں جو شکست آگئی ہے۔ اسکا ارتفاع کرینگے" جیسا کہ اس سے قبل بیان کیا جاچکا ہے۔ اسی معاہدے کا نتیجہ تھا کہ ترک غازی مصطفےٰ کمال پاشا سے لپٹ گئے۔ غازی اعظم ترکوں کی سب سے بڑی لیڈر قرار پائے، ور سب لوگونکی نظریں انہی کیطرف اٹھنے لگیں

اوائل ماہ جولائی میں ترکانِ احرار اسمکی اطراف میں ظاہر ہوئے۔ برطانیوں لنے انکو روکنے کی کوشش کی اور اپنے جنگی جہازوں سے انپر گولیاں چلانے لگے اِس نقل و حرکت سے برطانیہ مضطرب الحال ہوگئی اور بحیرہ مرمرہ میں ایک بیڑا جمع کیا۔ ان ساحلوں پر جدید فوجیں اُتاردیں تاکہ حملے کی تیاری کیجائے اور ترکان احرار سے قسطنطنیہ کو بچانے کی کوشش کیجائے کیونکہ ان دنوں یہ افواہ گرم تھی کہ ترکانِ احرار قسطنطنیہ پر حملہ کرنیوالے ہیں۔

جب جون ۱۹۲۰ء میں بولون کانفرنس منعقد ہوئی تو موسیو وینزلاس (یونانی مدبّر) اس کانفرنس میں شریک ہوئے اور مطالبہ کیا کہ ترکان احرار کی تحریک کو فرو کرنے اور اسکی بیخکنی کرنیکا کام یونان کے ذمہ کیا جائے۔ ایطالیہ لنے اس تجویز کو نامنظور کردیا

فرانسیسی و برطانوی مدبران سیاست و عمل کے لئے متعین تھے جنمیں مسٹر لائڈ جارج (برطانیہ)
کے اصرار و الحاح پر یہ فیصلہ ہوا کہ موسیو وینزلاس کی تجویز منظور کیجائے اور اسکو
اناطولیہ میں آزادی عمل عطا کیجائے۔ یونانی جیش کو اجازت دیگئی کہ افیون قرہ حصار
تک پیشقدمی کرے۔ مارشل فوش اور مارشل ولسن نے جو اس کانفرنس میں شامل تھے
اِس تجویز کی مخالفت کی اور اخیر میں یہ اطلاع آئی تھی کہ موسیو وینزلاس کو کہا گیا
کہ اگر تم سمرنا چلیگئے تو ارض روم جانے پر مجبور ہو جاؤ گے اور اپنی قوم کو ایک طویل الذیل
جنگ میں ڈالدو گے تمہارا ملک تباہ ہو جائیگا" لیکن اس نے نصیحت قبول نہ کی۔
۲۴ جون ۱۹۲۰ء کو یونانیوں نے اناطولیہ میں اپنا حملہ شروع کردیا۔ ترکان احرار
کی حکومت کے منظم جیش نے انکا مقابلہ کیا لیکن وہ بالیکسر، بروسہ، باندرمہ، مدانیہ
اور آق حصار تک بڑھتے چلیگئے۔ یہ حملہ کسی خاص نتیجہ پر نہ پہنچا اور ختم ہو گیا کیونکہ
یونانیوں نے جس بارگراں کو اپنے کندھوں پر لیا تھا وہ "ہنوز دلی دور" کا مصداق تھا
انکا عہد یہ تھا کہ وہ ترکان احرار کی تحریک کو دبا دینگے اور افیون قرہ حصار
پر قبضہ کرلیں گے جو ریلوے لائن کا جنکشن ہے۔
یونانی اپنی نئی حدود پر پہنچکر کھڑے ہو گئے اور پیشقدمی کی جرأت نہ کرسکے۔
دوسری طرف ترکان احرار بھی ٹھیر گئے اور دشمن کی نقل و حرکت کی نگرانی اور
اپنے امور کی تنظیم میں مصروف ہو گئے کیونکہ انکو وقت کی ضرورت تھی اور وہ جانتے
تھے کہ لڑائی کا لمبا ہونا انکی مصلحت کے مطابق ہے اور اس طول کے باعث
دشمن کی قوت ٹوٹ رہی ہے اور اسکا خزانہ کم ہو رہا ہے۔ برخلاف اس کے وہ
اپنے ملک میں تھے اور اسقدر اخراجات سے محفوظ تھے، اس اثنا میں ایک ایسا واقعہ
رونما ہوا جس نے یورپ کی مشرقی حکمت عملی میں تغیر پیدا کردیا۔ الیگزنڈر شاہ
یونان مرگیا، اور یونان میں جدید انتخابات جاری ہوئے۔ ۱۶۔ نومبر کو وینزلاس

۲۲ نومبر کو موسیو لائیج وزیر اعظم فرانس لندن کیطرف گئے بسائنور سفورزا وزیر خارجہ ایطالیہ بھی وہاں پہونچ گئے اور مسٹر لائڈ جارج سے ملکر انہوں نے مشرق کے حالات جدیدہ پر غور کرنے کیلئے ایک کانفرنس منعقد کی جسمیں یہ تجویز پیش ہوئی کہ ایطالیہ و فرانس کے نظریہ کے مطابق معاہدہ سیورے میں ترمیم کیجائے۔ آخر کار یہ فیصلہ ہؤا کہ معاہدہ پر بحث کرنا ملتوی کیا جائے حتیٰ کہ یونان کی حکمت عملی کی وضاحت ہو جائے۔ شاہ قسطنطین کے دوبارہ تخت پر بیٹھنے کی مخالفت کیجائے اور یونان کو یہ دھمکی دیجائے کہ اگر وہ شاہ قسطنطین کو دوبارہ تخت پر بٹھائیگا تو اس سے مالی امداد منقطع کر لیجائیگی اور مسئلہ مشرق پر بحث کرنے کیلئے ایک اور کانفرنس منعقد کیجائے۔

لیکن ان دھمکیوں کے باوجود یونانی رعایا نے ۵ دسمبر کو شاہ قسطنطین کی واپسی کیلئے زبردست مطالبہ کیا اور ۱۹ دسمبر کو شاہ قسطنطین ایتھنز پہنچگئے اور بڑی خوشیاں منائی گئیں

یونانیوں کا پہلا حملہ اور این اونو کا معرکہ!

اسیطرح لندن کانفرنس بھی بے نتیجہ گذر گئی اور صورت معاملات کو حوادث و واقعات پر چھوڑ دیا۔ شاہ قسطنطین نے تخت شاہی پر بیٹھتے ہی اناطولیہ میں از سر نو جنگ کرنیکا ارادہ کیا، اور بعض حکومتوں کو خوش کرنے کیلئے کمالیوں کیساتھ جنگ کرنے لگا۔

یونانی جیش نے عملی طور پر اوائل ماہ جنوری ۱۹۲۱ء میں حملہ شروع کر دیا تھا۔ اس حملے کی ابتدا عشاق اور بروصہ کے محاذ پر ہوئی اور مدعا اسکیشہر کا قبضہ تھا۔ ترکان احرار نے ۱۱ جنوری کو اس جیش کا مقابلہ این اونو کے مقام پر کیا سخت جنگ ہوئی تین دن اور تین راتیں اسی معرکہ میں گذر گئیں اخیر میں تلواروں اور سنگینوں سے جنگ شروع ہوئی۔ یونانیوں کو شکست ہوئی اور وہ بروصہ کی طرف پسپا ہوئے۔ اناطولیہ نے اس فتح کی تقریب پر مجالس مسرت منعقد کیں۔

پیرس کانفرنس

اس وقفے کے دوران میں اتحادیوں کے مابین گفت و شنید جاری تھی کہ ایک جدید کانفرنس منعقد کی جائے جو مشرقی مسئلے پر بحث کرے اور اسکا قابل منظوری فیصلہ کرے۔ ۲۲۔جنوری کو پیرس میں اس کانفرنس کا انعقاد قرار پایا اور کہا جاتا ہے کہ یونان نے اناطولیہ میں اپنا گذشتہ حملہ اسلئے کیا تھا کہ اس کانفرنس پر اثر پڑیگا لیکن حملے کا نتیجہ ان خوابوں کے برعکس نکلا جو یونان کو مغالطے میں ڈال رہے تھے۔

میعاد معین پر فرانس کے جدید وزیر اعظم موسیو بریاں کے زیر صدارت کانفرنس کا افتتاح ہوا۔ اطالیہ کے وزیر خارجہ سائنور سفورزا نے ترکی کی حمایت کی۔ معاہدہ سیورے کی ترمیم کا مطالبہ کیا اور یہ تجویز پیش کی کہ ایڈریانوپل اور سمرنا ترکی کو واپس دیدئیے جائیں۔ اس نے کہا کہ یونانی کمالیوں کے غلبہ کے سامنے عاجز ہیں۔ اسلئے مناسب ہے کہ فریقین کے مابین صلح کرادی جائے اور جو اقتصادی حقوق یونانی حاصل کر چکے ہیں انکو محفوظ رکھا جائے۔ موسیو بریاں نے اسکی تائید کی اور مسٹر لائڈ جارج نے مخالفت۔ بحث و تمحیص کے بعد فیصلہ ہوا کہ ۲۱ فروری کو لندن میں ایک اور کانفرنس منعقد کیجائے جسمیں انگورا اور قسطنطنیہ کے مندوبین بھی موجود ہوں اور معاہدے کی ترمیم پر بحث کیجائے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اتحادیوں نے کمالی حکومت کا اعتراف کیا۔

لندن کی دوسری کانفرنس

۲۱۔فروری ۱۹۲۱ء کو ظہر کے بعد یہ کانفرنس سینٹ جیمز کے محل میں منعقد ہوئی مسٹر لائڈ جارج کانفرنس کے صدر تھے۔ انگورا کا وفد بکر سامی بک کی صدارت میں

... موجود تھا ... انگورا نے اس بات پر زور

کہ مشرق میں امن و سلامتی کی ضمانت کا واحد طریق یہی ہے کہ معاہدہ سیورے کی ترمیم و

تعدیل کیجائے۔ اس نے کہا کہ اس معاہدہ کے اوراق میں ایک غیر منتہی جنگ کے بیج ہیں۔

موسیو بریان نے اسکی تائید کی کیونکہ اٹالیہ و فرانس برطانیہ کی مشرقی یونان نواز

حکمت عملی کے مخالف تھے۔ متعدد بحثیں ہوئیں۔ کانفرنس نے ترکوں کے مطالبات بھی

سُنے۔ جو بکر سامی بک نے پیش کئے تھے اور یونان کے وزیر اعظم کی تجویزیں بھی

سُنیں۔ اسکے بعد کانفرنس نے یہ تجویز کی کہ حکومتین ترکی و یونان کے درمیان جو

اختلافات قائم ہیں انکے فیصلہ و ارتفاع کیلئے اتحادی ایک کمیٹی مرتب کریں جو اس

امر کی تحقیق کرے کہ سمرنا و تھریس میں یونانی آبادی کی اکثریت ہے یا ترکی آبادی

کی۔ انگورا کے وفد نے اس تجویز سے اتفاق کیا لیکن یہ شرط رکھی کہ ان دو ممالک

سے یونانی قبضہ ہٹا دیا جائے تاکہ آزاد اور غیر متعصب فضا میں تحقیقات عمل میں

آئے۔ لیکن یونان نے اس فیصلے سے انکار کردیا اور اعلان کیا کہ وہ معاہدہ سیورے

میں کسیطرح کی ترمیم منظور نہیں کرسکتا۔ اس کے بعد کانفرنس نے اپنی اس تجویز سے

رجوع کیا اور جدید تجاویز تیار کیں جو ۲ مارچ کو فریقین کے مندوبین کے پاس

پہنچائی گئیں اور جنمیں اس امر کی تصریح کیگئی کہ کانفرنس ترکی کو مجلس اقوام میں داخل

ہونے کی اجازت دیتی ہے اور ترکی افواج میں ۵ ہزار تک کا اضافہ کیا جاسکتا

ہے۔ اتحادی قسطنطنیہ اور جزیرہ اسمد وغیرہ سے نکلجائینگے اور گیلی پولی اور دردانیال میں

قائم رہینگے۔ ترکی کو آبناؤں کے کمشن میں دوسری سلطنتوں کے برابر ووٹ کا

حق حاصل ہوگا۔ اور کمشن مالیات میں بھی ترکی کو دیگر حکومتوں کیساتھ ہمسری حاصل

ہوگی۔ ترکی فوج قسطنطنیہ میں رہیگی۔ ترکی کو بحری قوت میں اضافہ کرنیکی اجازت

ہوگی۔ غیر ملکی ڈاک کے محکمے منسوخ کردئیے جائینگے اور کردستان بھی ترکی کے

ساتھ ملحق کردیا جائیگا بشرطیکہ مسیحی آبادی کے تحفظ کی ضمانت دیجائے۔ آرمینیا کے متعلق بھی معاہدے کے احکام میں ترمیم کیجائیگی۔ سمرنا پر ترکی سیادت منظور کیجائیگی البتہ یونان کے جذبات کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ مجلس اقوام کی سے وہاں عیسائی حاکم مقرر کیا جائیگا۔ اس کے بعد کانفرنس نے یہ تجاویز فریقین کو بھیجدیں اور اُن سے مطالبہ کیا کہ انکا مطالعہ کرکے نتیجہ سے مطلع کریں تاکہ قطعی فیصلہ صادر کیا جائے۔

یونان کا دوسرا حملہ

اینونی کا دوسرا معرکہ

یونانی مندوبین اپنے ملک کیطرف واپس آگئے۔ لندن کانفرنس کے فیصلے انکے ہاتھ میں تھے اور وہ انکو اپنی امیدوں اور خواہشوں کے خلاف پاکر نہایت مایوس ہو رہے تھے۔ حکومتِ یونان نے غور و فکر کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ جنگ کی جائے۔ اسکو یہ وہم تھا کہ وہ تلوار کے ذریعہ اپنی خواہشات حاصل کرلیگی اور جو چیز اُسے اتحادی نہیں دلا سکے تھے سنگینیں دلا دینگی۔ وہ کمالیوں پر غلبہ حاصل کرنے اور انکو معاہدۂ سیورے کے سامنے جھکا دینے کے خواب دیکھ رہی تھی۔

۲۷ مارچ کو جیشِ یونان نے افیون قرہ حصار اور اسکیشہر و بغداد ریلوے پر قبضہ کرنے اور ترکانِ احرار کو وسط اناطولیہ کیطرف ہٹا دینے کے ارادے سے پیشقدمی شروع کی۔ یہ حملہ آور جیش پیادوں کے ۹ ڈویژنوں اور سواروں کے ۲ ڈویژنوں پر مشتمل تھا۔ بروصہ۔ اینا کول، بازارجق اور قرہ کوئی کے محاذ پر پیشقدمی کی اور اسکا مقصد اسکیشہر تھا جب یہہ لشکر اینونو میں پہنچا تو ترکان احرار کا لشکر بغیر کسی قابلِ ذکر مقابلے کے پسپا ہونے لگا۔ اس سے ترکی جیش کا مقصد یہ تھا کہ دشمن اسکے مورچے کے قریب آجائے۔ اس موقع پر فریقین میں ایسا ہولناک معرکہ

شکست ہوئی۔ ترک واپس محاذِ حملہ پر آگئے۔ اور اُن کے دشمن نہایت سرعت کیساتھ کیشہر
اور آئینہ گول کے درمیانی خط تک پسپا ہو گئے۔ میدانِ جنگ یونانی مقتولین و مجروحین
سے اٹا پڑا تھا۔ سامانِ حرب اور مالِ غنیمت ترکوں کے ہاتھ آیا۔ ایک یورپین اخبار
یونانیوں کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہے کہ یونانی پسپا ہوتے وقت ایسے تیز
دَوڑے کہ ترک اُنکے تعاقب سے عاجز آگئے" ہم کہتے ہیں کہ یہ صحیح ہے لیکن جہاں
یونان کے سرپرست "باقاعدہ و باسلیقہ پسپائی" میں شہرہ آفاق ہیں وہاں ان کا
طفلِ نادان یونان اس صفت سے معرا نظر آتا ہے۔ اس کمسن بچے کی بادپیمائی و
سبکپائی بیشک حیرت افزا ہے لیکن جس بے حواسی کیحالت میں وہ پسپا ہوا اسکا اندازہ اس
امر سے ہوسکتا ہے کہ جو مالِ غنیمت و سامانِ حرب ترکوں کے ہاتھ آیا۔ اس نے ترکی جیش
کو کثیر مدت کیلئے نان و نفقہ اور گولہ بارود سے مستغنی کردیا۔ اگر ہمارا یورپین اخبار نویس
یونانیوں کی تیزیٔ قدم کی جگہ تیزیٔ عقل کی تعریف کرتا تو شاید زیادہ موزوں ہوتا۔
کیونکہ غالباً یونانی اسلیئے اپنا گرانقدر سامان میدانِ جنگ میں چھوڑ کر بھاگ گئے کہ
ترک اسکو سمیٹنے میں مصروف ہوجائیں اور اُنکی قیمتی جانیں ترکوں کی شمشیرِ بے پناہ سے
بچ نکلیں۔ تاہم مجروحین کے علاوہ صرف یونانی مقتولین کی تعداد تیرہ ہزار تک
پہونچگئی تھی۔ اوّل اوّل یونانی میمنہ نے افیون قرہ حصار کیطرف پیشقدمی کی اور
اسپر قابض ہوگیا لیکن ترکانِ احرار نے دوبارہ حملہ کیا اور اُسے وہاں سے نکالدیا۔
شہر کے مغرب کیطرف دوملو بکار میں فریقین کے درمیان شدید معرکہ ہوا جس نے
۹- اپریل کی یونانی ہزیمت و شکست کو بے نقاب کردیا۔

اسطرح یونانیوں کا دوسرا حملہ بھی مکمل طور پر ناکام رہا۔ اس حملے کیلئے حکومتِ
یونان نے مکمل ترین تیاری کی تھی اور اعلان کیا تھا کہ یہ جیش ۵- دنوں کے اندر
انگورہ پہنچ جائیگا لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ یونانی افواج کبیدہ خاطر اور نقصاناتِ عظیم

کا ایک ڈویژن تھا کر کے ابتدائی مقامات کیطرف پیش آئیں۔

اس فتح نے تمام اناطولیہ میں جوشِ حماست کی آگ بھڑکا دی تمام شہروں کے دروازے اور دیواریں مزیّن کیگئیں۔ اور رجب ۱۳ اپریل کو مجلسِ ملّی عظمیٰ کا جلسہ ہؤا تو اسمیں میجر جنرل مصطفےٰ فوزی پاشا وزیر اعظم و وزیر جنگ کھڑے ہوئے اور بالفاظِ ذیل حالاتِ جنگ بیان کئے:۔

"آپ حضرات کو معلوم ہے کہ جب لندن کی آخری کانفرنس میں حکومتِ یونان کو شکست نصیب ہوئی تو اس نے اس ناکامی کی تلافی فوجی کامیابی کی ذریعہ کرنی چاہی۔ اسکے بعد قریباً گیارہ دن کی قلیل مدّت میں اس نے ایک لاکھ سپاہی کا ایک جیش اس میدان میں مجتمع کر دیا جو نہر سقاریہ سے لیکر وادی مندر تک چار سو کیلو میٹر پر پھیلا ہؤا ہے۔ اس لشکر نے شمالی جانب کو میدان بر‌ صہ میں پیادہ فوج کے چھ ڈویژنوں اور سوار فوج کے ایک ڈویژن کیساتھ اور جنوبی طرف کو عشاق و قرہ حصار کے میدان میں پیادہ فوج کے تین ڈویژنوں اور فوج کے ایک ڈویژن کیساتھ ہمپر حملہ کر دیا۔ ہماری حکمت عملی یہ تھی کہ دشمن کیساتھ جنگ تو اسی میدان میں کیجائے جہاں ہم جنگ کرنا چاہتے ہیں، اور میدانِ جنگ کے باقی حصے میں ہم نے اسی بات پر اکتفا کی کہ دشمن کو فقط مشغول رکھیں، جیسا کہ ہمارے سرکاری پیغامات سے آپکو معلوم ہو گیا ہوگا۔ اس حکمتِ عملی نے دشمن کو سخت دھوکا دیا اور اس نے اس بنیاد پر بڑی بڑی امیدیں قائم کر دیں، آگے بڑھنے لگا لیکن چونکہ اسے اس بات کا علم نہیں تھا کہ ہم کس مقام پر فیصلہ کُن معرکہ قائم کرینگے۔ اس لئے وہ اپنی نقل و حرکت میں متردّد رہا اور حقیقت میں محاذ بھی بہت طویل اور پہاڑیوں اور ٹیلوں سے اٹا پڑا تھا۔ دشمن اس محاذ میں اسطرح آپھنسا جسطرح پرندہ دامِ صیّاد میں۔ اور اسکی حیرت

دسرگردانی اور بھی بڑھ گئی۔

حضرات! ہمارے دشمنوں کی غرض یہ تھی کہ پانچ دن میں ہم پر غلبہ حاصل کر لیں اور اناطولیہ میں دفاع و مقابلہ کے جسقدر وسائل و ذرائع ہیں ان سے وہ ہمیں محروم کر دیں اور قوت و اقتدار کے ذریعہ ہمیں معاہدہ سیورے کی منظوری پر آمادہ کر دیں، یا اس میں ایسی ترمیم کریں جو پہلے سے بھی شدید تر اور زیادہ جانگسل ہو، یہ حقیقت انکی سرکاری بیانات اور فوجی نقل و حرکت سے بالکل واضح طور پر معلوم ہو سکتی ہے انکے قائد اعظم نے انکے نام یہ حکم صادر کیا تھا کہ وہ چار پانچ دن میں اسکیشہر پہونچ جائیں اور مہینے کے اختتام پر انگورا میں داخل ہو جائیں اور اس طریق پر تمام اناطولیہ پر قابض ہو جائیں۔ انکی جنگی حکمت عملی حسب ذیل تھی:-

"وہ اپنی کثرت تعداد کیوجہ سے ہمارا احاطہ کر لینا چاہتے تھے۔ انکا ارادہ تھا کہ ہمیں تنگ کر دیں، ہماری فوجوں میں انقطاع پیدا کر دیں اور ان مقامات پر ہمیں آمادہ جنگ کریں جہاں سے وہ اپنی فوجوں کی کثرت سے فائدہ اٹھا سکتے تھے، انہوں نے یہ عزم کر لیا تھا کہ جب مکمل طور پر کامیابی حاصل ہو جائے تو وہ کثرت افواج کے ذریعہ ہماری قومی افواج کا خاتمہ کر دیں اور اسطرح ہمیں مقابلے کی سب قوت سے محروم کر کے بالکل آسانی کیساتھ اناطولیہ میں داخل ہو جائیں، چونکہ ہم دشمن کی فوجی نقل و حرکت اور دیگر آثار و علامات کیوجہ سے اس غرض کو تاڑ گئے تھے۔ اسلئے ہماری قیادت عالیہ نے لازمی فوجی تدابیر اختیار کر لی تھیں، اور دشمن کی وسیع احاطے کی تدابیر کو خاک میں ملانے کیلئے میمنہ و میسرہ کو مضبوط کر لیا تھا، اور سوار فوجوں کا پہرہ مقرر کر دیا تھا جسوقت دشمن دوملی بیکار پر صرف ایک ڈویژن کیساتھ حملہ کر رہا تھا [illegible] اسی وقت دوسری طرف سے پیادہ فوج کے دو ڈویژنوں اور سوار

نے ایک [illegible] کیسا [illegible] حملہ [illegible]

ہمارے سواروں نے اسی حکمت عملی کو ملحوظ رکھا جو انہوں نے پہلے سے ٹھان لی تھی یعنی یہ کہ انہوں نے ہماری فوجوں کو محصور ہونے سے بچائے رکھا معرکے سے گریز کرتے رہے اور دشمن کی پیشقدمی روکنے کیلئے معمولی طور پر اس کو مشغول رکھا۔ دشمن کے سرکاری پیغامات سے معلوم ہوا کہ اسے اس جانب قطعاً ناکامی ہوئی۔ ادھر آین اونز کے مقام پر وہ زبردست معرکہ ہوا کہ جسکی کوئی نظیر موجود نہیں۔ سات دن اور سات راتیں متواتر جنگ رہی ہم نے "سکودو" اور "بوز لیوک" کے نقطوں پر قبضہ کر لیا۔ دشمن بازارجق اور بیلہ جک کیطرف پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا۔ اس کامیابی کا سبب ہماری فوجوں کی شجاعت اور ہمارے چھوٹے اور بڑے افسروں کی فوجی مہارت ہے جنہوں نے افواج کی نقل و حرکت میں عدیم النظیر فہم و قابلیت کا ثبوت دیا

"دشمن کا ارادہ تھا کہ اس معرکہ میں وہ اپنا انتہائی زور صرف کر دے اور آخری فتح کا سہرا باندھ لے حتیٰ کہ انکے قائد عام جنرل پاپولاس نے قرہ لری کو اپنا عام فوجی مرکز بنا لیا اور پیہم پیادہ و سوار فوجیں بھیجنی شروع کیں اور ہر دفعہ اس نے یہی کوشش کی کہ ہمارا محاصرہ کر لے اور احتیاطی فوج کے ذریعہ ہمارے ساتھ جنگ کرے۔ احتیاطی فوج کے دو ڈویژنوں نے ہمارے مرکز و دائیں حملہ کر دیا جس سے وہ ہمیں تھکانا چاہتے تھے؛

یونانی لشکر نے ہمارے خلاف اپنی تمام قوت صرف کی لیکن کامیاب نہ ہوا ہماری فوجیں گھات میں تھیں جنہوں نے انکو پاش پاش کر دیا۔ اور جب اسکی فوجیں پسپا ہوئیں تو ہمارے ہوائی جہازوں نے ان پر گولہ باری کی اور ہماری سوار فوج نے انکی خوب گت بنائی۔

پہلا مرحلہ ہے جسمیں دشمن پورے طور پر مغلوب ہوچکا ہے۔ اب ہم دوسرے مرحلے میں داخل ہوتے ہیں اور مَیں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے اس مرحلہ کی تشریح کا مطالبہ نہ فرمائیں گے کیونکہ وہ جنگی راز ہیں اور اسکے متعلق مَیں صرف اتنی اطلاع دے سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہم عنقریب مکمل ظفر مندی سے ہم آغوش ہونگے۔ سب باتوں کی ایک بات یہ ہے کہ قوم نے جس شجاعت و بسالت کا ثبوت دیا ہے وہ ہر طرح کی صفت و ثنا سے برتر ہے"۔

جب ارکانِ مجلس مندوبین انگورا نے میجر جنرل فوزی پاشا کے بیانات سُنے تو انہوں نے زور سے نعرہ ہائے شادمانی بلند کئے اور متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ فوزی پاشا کی جنگی خدمات کے صلے میں آپکو فریق اوّل کے درجے تک ترقی دیجائے۔

معرکۂ سقاریا

۸۔ جون ۱۹۲۱ء کو یونانی زبردست جمعیت اور تیاری کیساتھ تیسری حملہ کیلئے روانہ ہوئے۔ اسدفعہ انہوں نے غیر معمولی طاقت اور احتیاط سے کام لیا اور گذشتہ دو حملوں کی ندامت کو دُور کرنے کیلئے انہوں نے انتہائی جدّ وجہد کا عزم کرلیا تھا۔ انہوں نے افیون قرہ حصار کوتاہیہ اور اسکیشہر کی مثلث پر قبضہ کرلیا۔ اور ترکی جیش کو سخت مشکل میں ڈالدیا اور وہ بمشکل نہر سقاریہ تک پسپا ہوُا۔ یہ ترکی جرنیلوں کی فوقیت وقابلیت تھی کہ اس سخت مشکل سے انہوں نے فوج کو بچا لیا۔ ورنہ جس جمعیت و اہتمام کیساتھ یونانی سیلاب آیا تھا۔ اسکے

[illegible] یونانی آگے بڑ
گئے۔ حتی کہ وہ انگورا سے ۸۰ کلومیٹر کی مسافت پر پہنچ گئے لیکن اس نہر کے کنارے
پر جو معرکے واقع ہوئے اور جو ۱۲ دن تک جاری رہے۔ انکے بعد یونانی افواج
شکست کھا کر پسپا ہوئیں اور ترکوں نے انپر حملے شروع کئے اور کامیاب تعاقب کیا۔
اسیطرح ۲۳ اگست کو معرکہ سقاریہ کی ابتدا ہوئی۔ یونانیوں نے شروع
شروع میں ڈرتے ہوئے قدم آگے بڑھائے۔ جیسے کوئی شخص اپنا راستہ ٹٹولتا
ہے اور انہوں نے نہر سقاریا کو عبور کر لیا۔ پہلے محاذ کے ترکی مقامات پر قبضہ
کر لیا۔ اس موقعہ پر شدید مقابلہ ہوا جب یونانی نہر کو عبور کر چکے تو ان کا میمنہ
اسقدر لمبا ہو گیا۔ کہ اسکی تعداد اسکو پر کرنے کیلئے کافی نہیں تھی۔ ترکوں نے
موقعہ پا کر انپر حملہ کر دیا اور دو یونانی ڈویژنوں کو پسپا کر دیا اور وہ ایسے بھاگے
کہ اپنی کسی چیز کیطرف بھی نہ دیکھا۔ انکو نقصانِ عظیم برداشت کرنا پڑا۔ اور تقریباً
تمام بڑی جنگی توپیں میدانِ جنگ میں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یہ واقعہ اسوقت ہوا
جب یونانی نہر سقاریا کو بالکل عبور کر چکے تھے۔ لیکن آخری معرکے کے دور اسوقت
شروع ہوئے جب یونانی دوسرے محاذ پر جا پہونچے۔ اس مقام پر ترکوں نے یونانیوں
کی پیشقدمی کو پورے طور پر روک دیا۔ اسکے بعد ترکوں نے ایک ایسی زبردست
احتیاطی فوج سے انپر حملہ کیا۔ جسکی انہیں مطلقاً توقع نہیں تھی مصطفےٰ کمال
پاشا یونانیوں کی اندرونی کیفیت سے واقف تھے۔ انہوں نے دوبارہ ایسے
ایسے وقت میں حملہ کیا کہ تکان انکے رگ و پے میں سرایت کر چکی تھی۔ انکی
قوتیں زائل ہو چکی تھی۔ انکے میسرہ پر جب سخت حملے کا دباؤ پڑا تو لشکر پر گھبراہٹ
طاری ہو گئی۔ جب مجلس ارکان جنگ یونان نے یہ حالت دیکھی تو سخت خوفزدہ
ہوئی۔ فوراً ایک جنگی مجلس منعقد کی اور فیصلہ کیا کہ جیش فی الحال نہر سقاریہ کی

ان معرکوں میں کمالی جیش پیادوں کے ۱۶- ڈویژنوں اور سواروں کے ۴ ڈویژنوں پر مشتمل تھا لیکن لڑنیوالوں کی تعداد ۲۷ ہزار پیادوں اور ۱۸ ہزار سواروں سے زیادہ نہیں تھی۔ اس جیش میں توپچالنے کی قوت ضعیف تھی زیادہ سے زیادہ ۱۸۰ توپیں تھیں۔ البتہ تیز رفتار توپخانہ متوسط تھا۔ قریباً ۴-۲ توپیں ہر ڈویژن کیساتھ تھیں۔ ہر ایک ڈویژن میں چند ایک مشین گنیں بھی تھیں۔ ہوائی جہازوں کے لحاظ سے تو جیش نہایت کمزور تھا؛ صرف دو طیارے جیش کے ماتحت تھے لیکن ایک طیارے نے معرکہ سقاریہ میں عظیم الشان خدمات انجام دیں۔ یہ طیارہ ایک ترکی کے زیر انتظام تھا جس نے ایک فرانسیسی ماہر پرواز سے تربیت حاصل کی تھی۔ ہوائی کامیابی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یونانیوں کے پاس دفاعی طیارے موجود نہیں تھے

یونانیوں نے اسکیشہر میں متعدد جنگی مجالس منعقد کیں جنمیں شاہ قسطنطین وزیر جنگ، ارکان حرب شاہی، اور ارکان حرب جنرل پاپولاس شامل تھے مجلس حرب شاہی و مجلس حرب جنرل پاپولاس کے مابین اختلاف رائے واقع ہو گیا۔ بعض افسروں نے مشورہ دیا کہ اسکیشہر کے محاذ پر ٹھہر جانا اور ترکوں کو دشوار محاذ سے حملہ کرنے یا نہر سقاریہ پر بیکار ٹھہرے رہنے پر مجبور کرنا چاہیئے لیکن بادشاہ اور اسکے ارکان جنگ بعض وجوہ کی بنا پر جنمیں سے اکثر سیاسی اور بعض جنگی وجوہ ہیں۔ سیدھے انگورا پر حملہ کرنے کے حامی تھے اور یہی حکمت عملی غالب رہی لیکن حقیقت میں دونوں جنگی مجلسوں کے آدمی باربرداری کی دشواریوں کا کما حقہ اندازہ نہ کر سکے

کا مقابلہ حصوں انکے اپنے مورچوں کے نزدیک کسقدر دشوار ہی۔ بلکہ وہ اپنی گذ
فتوحات کے نشے میں اپنے کمزور توپخانہ ہی پر بھروسہ کرنے لگے۔

۱۳ اگست کو یونانیوں نے اسکیشہر اور سید غازی کے مشرق کیطرف اپنے
محفوظ مورچوں سے حملہ کی ابتدا کی۔ انکی فوج تین حصوں میں منقسم ہو گئی
جنمیں سے ہر ایک حصہ تین ڈویژنوں پر مشتمل تھا۔ ابتدا میں تیسرا حصہ نہر
بورساک کے سامنے لبطور میسرہ کے مقرر کیا گیا۔ پہلا حصہ وسط میں اور دوسرا
حصہ میمنہ پر یعنی نہر سقاریا کے جنوب کیطرف کھڑا کیا گیا۔ اس حصے کیساتھ
سواروں کا ایک دستہ بھی تھا۔ باربرداری کے وسائل، دو سو آٹو موبائیل ح
دو ہزار بیل گاڑیوں اور ایکہزار اونٹ پر مشتمل تھے۔ ہر ایک دستے کیساتھ
جو باربرداری کے جانور تھے وہ اسکے علاوہ ہیں۔ تجویز یہ تھی کہ تیسرا حصہ
الکباری کے پلوں پر حملہ کرے جو نہر سقاریہ اور نہر بورساک کے مقام
اتصال کے جنوب کیطرف واقع ہیں۔ اس حملے کا مقصد یہ تھا کہ فوج
کے پہلے اور دوسرے حصہ کی پیشقدمی ترکوں کی نظر سے اوجھل رہے اور
اچانک ان کے میسرہ کو گھیر لیا جائے اور ان محاذ رجعی پر حملہ کردیا جائے
شروع شروع میں یونانی افواج کی پیشقدمی بہت تیز تھی۔ اور انہوں نے
دو ترکی ڈویژنوں اور ترک سواروں کی ایک فوج کو خطرے میں ڈالدیا
تھا۔ جو مشرقی قرہ حصار کی جنوب کیطرف نہر جاری سے آرہی تھی لیکن
ترک سواروں نے یونانیوں کے نزدیک ترین ڈویژن پر ۱۶ اگست کو حملہ
کردیا اور آورین کوی کے قریب اسے روکدیا۔ اور اس طریق سے ترکی
پیادہ فوج کو واپس ہوجانیکا نہایت عمدہ موقع ملگیا۔ اور یونانیوں کی

چند دستوں کیساتھ خفیف سا مقابلہ ہوا۔ اسکے علاوہ اس فوج کو جنگ کا کوئی موقع نہیں دیا گیا۔ ۲۱۔ اور ۲۲۔ اگست کی شب کو ۸ یونانی ڈویژن اور سوار دل کی ایک فوج نہر سقاریا اور نہر جوک کے مقام اتصال کے پاس جمع ہوئی ترکوں کو یونانیوں کے ارادے معلوم ہو گئے، اس لئے انہوں نے اپنے میسرہ کو مضبوط کر لیا۔ ترکی محاذ نہر سقاریا کے مشرق کیطرف کی تمام پہاڑیوں پر پھیلا ہوا تھا۔ جلک طاغ سے لیکر، جو بیلک کوبری کے ریل کے پل اور بولادلی کی درمیان واقع ہے۔ نہر جوک تک اور وہاں سے مشرق کیطرف کتلوک شاہ جای تک اس محاذ کا طول تھا۔ جو کسیطرح ۵۰ میل سے کم نہیں تھا۔ چالیس ہزار چھوٹی توپیں اس خط کی حفاظت کیلئے موجود تھیں۔ ظاہر ہے کہ یہ طاقت اتنے بڑے محاذ کی حفاظت کیلئے بالکل ناکافی ہے۔ لیکن بعض اسباب ایسے تھے جن سے اسکی حفاظت میں سہولت پیدا ہو گئی تھی۔ یعنی یہ کہ اس محاذ کی فوج کسی مقام پر بھی ریلوے لائن سے تیس میل سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھی اور پانی بکثرت دستیاب ہو سکتا تھا۔ اسکے خلاف یونانیوں کی یہ حالت تھی کہ وہ ابھی جیہان بیلی کے چٹیل میدان ہی کی پیمائش کر رہے تھے۔ جس جگہ یونانی چھاؤنی ڈالتے تھے وہی جگہ دفاع و مقابلہ کیلئے موافق و حملہ آور فوج کے لئے مشکلات سے معمور رہوتی تھی۔ علاوہ ازیں ترکی افواج بھی یونانی افواج سے کم نہ تھیں۔ گو انہوں نے معرکہ کی ابتدا پچاس ہزار سپاہی کیساتھ کی تھی۔ نہر سقاریہ بھی ہمارے محاذ کی حفاظت میں مدد دیتی تھی، اگرچہ وہ تنگ ہی اور موسم گرما میں اسکا پانی کم ہو جاتا ہے۔ لیکن بڑے بڑے مقامات پر وہ بڑے زور سے بہتی ہے اور اس سے توپوں کی آراستگی میں سہولت پیدا

۲۳ اگست یونانی فوجیں نہر جوک کے جنوب میں ترکوں کے سامنے کے مقامات کے متصل ہو گئے۔ اسوقت جیش یونان میدانِ جنگ میں بشکلِ ذیل کھڑا تھا:-

پہلا حصہ میسرہ میں تھا اور اسکے دائیں پہلو کیطرف دوسرا حصہ تھا۔ پیادہ فوج کا میمنہ بیوک حلیش کے تقریباً ۲ میل جنوب کو تھا۔ سواروں کی فوج پیادہ فوج کی دونوطرف دونو بازوؤں کیطرح صف بستہ کھڑی تھی۔ تیسرے حصے کے دو ڈویژن بطور احتیاطی فوج کے مقرر ہوئے اور وسط کے پیچھے کیطرف رکھے گئے۔ یہ سب تدبیریں ترکوں کے میسرہ کا محاصرہ کرنے کیلئے کیگئیں جو یونانیوں کی طے شدہ حکمت عملی تھی لیکن ۲۳۔ اور ۲۴۔ اگست کی شب کو جنرل بابولاس نے یک بیک اپنی حکمت عملی کو تبدیل کرنیکا فیصلہ کر دیا۔ اور ترکوں کے میسرہ کا محاصرہ کرنیکے بجائے یونانی جرنیل نہر قطر انجی کے شمال کیطرف ترکی محاذ کو چیرنے کی کوشش کرنے لگا۔ جن دلچسپ اسباب و بواعث نے اسے اس تبدیلی پر آمادہ کیا وہ حسب ذیل ہیں:-

(۱) یونانی طیارے اس کے پاس گمراہ کن خبریں لائے یعنی یہ کہ ترکوں نے انتہائے میسرہ پر زبردست فوجیں جمع کر رکھی ہیں (۲) خطوط مواصلات لمبے نہ ہو سکے حالانکہ ترکی جیش کے ایک بازو کا محاصرہ کرنے کیلئے یہ ناگزیر امر تھا۔ (۳) ترکی سواروں نے کمال ہوشیاری سے یونانی خطوط مواصلات پر پیہم حملے کئے اور انکو بیکار کر دیا اور یونانی جیش کی باقاعدگی تقسیم کو تہ وبالا کر دیا۔ علاوہ ازیں یونانیوں کی اس تدبیری شکست کے کئی اور وجوہ بھی ہو گئے لیکن اسطرح کے امور جو فنِ جنگ سے متعلق ہوتے ہیں صرف جنگی آدمی ہی انہیں سمجھ سکتے ہیں۔ بہر حال معرکۂ سقاریا یونانیوں کی اس شکست پر ختم ہوا جنرل بابولاس ایسی مہم کیلئے تیار ہونے لگا جو اسکے لشکر کی طاقت سے باہر تھی۔

مزید براں بعض نقص تھیں اور دو ڈویژن ایسے تھے جو متناسب طریقہ پر تیار نہ ہوئے تھے۔ فوجی خدمت اور جنگی مہارت کے صلے میں نہیں بلکہ اکثر سیاسی خدمت کی بنا پر ترقی ملی تھی۔ اسلئے دقیق و پُرخطر مقامات پر انکی ذہانت و عقل ناقص ثابت ہوتی تھی۔ اور یوماً فیوماً جنگی مہارت جیش یونان سے کوچ کرنے لگی تھی۔ دو جنگی مجالس کا وجود بھی بجائے مفید ہونیکے سراسر باعثِ ضرر تھا۔ کیونکہ کبھی کبھی وہ ایکدوسرے کے خلاف سرگرمی دکھانے لگتی تھیں اور بادشاہ اور کمانڈر انچیف میں رقابت کی آتش تیز ہو جاتی تھی۔ طبی محکمے اور نظام بہم رسانی کے ضائع ہو جانیسے مشقتِ جنگ میں گوناگوں دشواریاں پیدا ہو گئیں جیش یونان کی ہوائی طاقت بھی کافی نہیں تھی کہ ترکی سواروں کا مقابلہ یا ان سے متعلق اطلاع بہم پہونچاتی اور یونانی سوار تو پہلے ہی معرکہ میں دم توڑ بیٹھے تھے۔ ترکی قیادت نے اپنے دشمن کو دفاعی معرکے میں آمادہ کرنے، عظیم الشان جیش کا انتظام کرنے اور شروع شروع میں اپنے سواروں سے نہایت عمدہ فائدہ حاصل کرنے میں اعلیٰ جنگی فوقیت و مہارت کا ثبوت دیا اور ترکی پیادہ فوج نے اپنی روائتی شجاعت و جفاکشی سے لڑائی کی اور مصائب و خطرات کی بالکل پرواہ نہیں کی۔

مصطفےٰ کمال پاشا کی تقریر

جنگ سقاریا کے بعد غازی مصطفےٰ کمال پاشا مظفر و منصور ہو کر انگورا واپس آئے۔ آپکے لشکر کے جھنڈے شانِ ظفرمندی میں لہرا رہے تھے۔ ساکنانِ انگورا نے جشن فتح کا جلسہ کیا اور ۱۹ ستمبر کو مجلس ملی عظمیٰ کا ایک جلسہ بڑی دھوم دہام سے منعقد ہوا۔ اس جلسے میں بڑے بڑے سفیر اور اکابر ملت و ملل موجود تھے۔ افتتاح جلسہ کے بعد غازی مصطفےٰ کمال پاشا کھڑے ہوئے۔

بعد فرمایا:- "۳ ستمبر کو دشمن تمام میدانِ جنگ میں نرم پڑ گیا اور اسکی لکان بالکل
نمایاں ہو گئی۔ ہمیں معلوم ہوا کہ اس نے بعض تدابیر اختیار کی ہیں اور اس نے
جیش کے وسطی حصے اور ہمارے میمنہ کے سامنے کے مورچوں کو مستحکم کر لیا ہے
اور اسطرف وہ از سرِ نو حملہ کرنا چاہتا ہے اسلئے اُسے روکدیا گیا اور دشمن کا
یہ رُکنا قریباً بلکہ حقیقۃً شکست تھا لیکن وہ بدستور موہوم امیدوں کی رسی کو
دراز کرتا گیا اور شکست کا اعتراف نہ کرنا چاہا۔ ۵ ستمبر کو اس نے آخری
احتیاطی فوج کیساتھ حملہ کیا لیکن ہنوز یہ فوج وسط جیش تک نہیں پہنچی
تھی کہ اسے سخت نقصان کیساتھ واپس ہونا پڑا۔ دشمن نے تمام میدانِ
جنگ میں حملے سے دامن کھینچ لیا۔ اور قلعوں میں پناہ گزین ہو گیا اور
اس نے اس امر کا احساس کر لیا کہ مدافعانہ حکمت عملی اختیار کرنی چاہیئے
آپنے وہ پیغامات پڑھے ہونگے جو جنرل بابولاس نے شائع کئے ہیں۔
انمیں اس نے بیان کیا ہے کہ اس نے ۶ ستمبر کو مختصر سی جنگ کی اور ہماری
لشکر کو شکست دی۔ اور نہر سقاریا کے دونوں مشرقی کناروں پر قابض ہو گیا
لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسوقت ہماری حکمتِ عملی کی فصل اوّل بھی طے نہیں
ہوئی تھی اور دوسری فصل ابھی دُور تھی۔ مجلس ملی عظمیٰ کی حکمت عملی یہ تھی
کہ وہ دشمن کا اسی مقام پر مقابلہ کرے جو اس نے منتخب کیا تھا اور اس
مقام پر اسکو جنگ پر مجبور کرے۔ پیہم ضربات سے اسکی قوت کو توڑ دے اور اس
کے بعد اسپر آخری حملہ کرے۔ ہمارا پہلا مقصد پورا ہو چکا ہے اور دوسرے مقصد
کے حصول کیلئے ہماری جدوجہد شروع ہو گئی ہے۔

"۶ ستمبر کو یہ واضح ہو گیا کہ دشمن حرکت نہیں کر سکتا اسلئے ہم نے اسپر

انکسار کا اندازہ کریں۔ اس حملے میں ہمیں اندازہ ہو گیا کہ کامیابی یقینی ہے اسکے بعد ہم
نے چھوٹے چھوٹے حملے شروع کیے۔ فتح پر فتح ہوتی چلی گئی ہمیں یقین ہو گیا کہ دشمن
کے خاتمے کا وقت آگیا ہے ہم نے بیش از بیش ہمت سے تیاری شروع کر دی اور
۹ ستمبر کو مکمل تیاری کے بعد ہم نے تمام میدان جنگ میں دشمن پر عام حملہ شروع کر دیا۔ اسکا
میسرہ لطلک کوبرد کے مشرق کیطرف تھا۔ اسپر ہم نے خاص طور پر دباؤ ڈالا۔ ہمارے
حملے میں مدت تو قلیل صرف ہوئی لیکن اسکے نتائج نہائت بڑے تھے۔ ہماری فوجوں نے
ایسے عظیم الشان مقامات پر قبضہ کر لیا جنپر دشمن کی زندگی اور موت کا انحصار تھا۔ دشمن
میدان سے بھاگ نکلا۔ بیشمار توپیں اور بندوقیں ترکان احرار کیلئے چھوڑ گیا اور
کسی چیز کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

" دشمن نے یہاں ٹھیرنے اور آئندہ نقل و حرکت کی تیاری کرنیکا ارادہ کر لیا تھا۔
لیکن اب اسکا ارادہ بدلگیا اور اس نے فوراً رجعت قہقری کی ٹھان لی۔ ۱۱ ستمبر کو اس کا
میمنہ پسپا ہوا، اور جیش یونان مغرب کیطرف کوچ کرنے لگا۔ اس حملے میں اس نے اپنی
تمام شجاعت و جسارت استعمال کر دی اور ہمیں آمادہ پسپائی کرنے کیلئے اپنے میمنہ کو خوب
مستحکم کر دیا تھا لیکن اسکو سخت شکست ہوئی اور ۱۲ ستمبر کو ہم نے دوبارہ حملہ کر دیا۔
دشمن قارتال تبہ، بش تبہ لر اور اذربان ایسے مہتم بالشان مقامات کو چھوڑنے پر مجبور
ہو گیا۔ اس کی مادی و معنوی قوت پست ہو گئی اور اسکو یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ کسیطرح
سقاریہ کی دوسری طرف پہونچ جائے۔

" ۱۳ ستمبر کو ہم نے اس میدان سے دشمن کو نکال دیا۔ ادہر جنگ اس طریق پر
جاری تھی۔ ادر ادہر ہماری ان فوجوں نے جو افیون قرہ حصار اور دنمار کی بائیں
مقبوضہ عشاق اور قرہ حصار کے محاذ پر دشمن پر حملہ کر دیا اور ٹیلوں اور ریلوے

کو حراب کے دشمن کی پیام رسانی کو معطل کردیا اور اس طرح اس فوج نے اس میدان کی فتح میں بھی ہاتھ بٹایا۔

"جب دشمن پسپا ہو رہا تھا تو ہمارے خفیف دستوں نے اسکے محاذ رجعی پر حملہ کردیا اور دشمن کو شکست عظیم دینے کے بعد یہ دستے سیوری حصار میں داخل ہو گئے اور کثیر مال غنیمت حاصل کیا، جنرل بابولاس کا کچھ سامان بھی ہمارے ہاتھ آگیا۔ اب ہم آپکے سامنے ۱۴ ستمبر سے ۱۹ ستمبر تک کے واقعات مختصراً بیان کرونگا۔

"جب ہم نے دشمن کو سقاریا کے مغرب کیطرف پھینک دیا تو وہ پسپا ہونے پر بھی قادر نہیں تھا۔ اسلئے وہ پہلے اپنے لشکر کے اجزائے پریشان کو مجتمع کرنے اور اسکے بعد روانہ ہونے پر مجبور ہوا۔ اس غرض سے اس نے نہر کے پلوں پر قبضہ کیا اور اس قبضے کی آڑ میں نہر کی پچھلی طرف کو اپنی فوج کو مجتمع کرنا شروع کیا ہم نے نہر کے کناروں پر قبضہ کرلیا اور اس کے میسرہ و میمنہ کی باہر کیطرف سے اسکے محاذ رجعی کو قطع کردیا۔ اس تدبیر میں ہمیں مکمل کامیابی ہوئی۔ مجھے اس امر کی بہت خواہش تھی کہ دشمن اس مقام پر زیادہ دیر ٹھہرے لیکن اسکو آئندہ خطرات سے آگاہی حاصل ہوگئی اور مغرب کیطرف نہایت سرعت سے پسپا ہونے لگا۔ ۱۹ ستمبر کی جنگی حالت حسب ذیل ہے:- دشمن کی اکثر افواج منجالیچ اور سیوری حصار کے درمیان جمع تھیں جہاں اکثر ریلو لائنوں کا مقام اتصال ہے۔ ہماری فوجیں ہر طرف سے نہر کو عبور کرکے منجالیچ اور سیوری حصار کے محاذ کے قریب پہنچ گئیں۔ ہماری فوجیں حمیدیہ، محمودیہ، اور عزب اور ان کی پاس پہنچگئیں، یہ مقام سید غازی کے شمالمشرق اور آئی کوی کے جنوب میں واقع ہے ہماری دوسری متعاقب فوجیں قارتال قیہ پر قابض ہوگئیں اور آئی کیطرف بڑھنے لگیں۔ دشمن پر زمین تنگ ہوگئی۔

"اگر آپ ان واقعات کا خلاصہ چاہتے ہیں تو وہ صرف یہ ہے کہ دشمن نے ہمارے میسرہ کا محاصرہ

میں ملا دیئے اور اسکو سخت شکست دی، پھر اس نے ہماری محاذ کو عبور کرنا چاہا۔ یہاں بھی اسکا بس نہ چلا۔ اخیر میں اس نے اپنی جگہ پر ٹھیر کر مدافعانہ کارروائی اختیار کرنیکا فیصلہ کیا ہم نے اسے یہ بھی نہ کرنے دیا اور پیہم حملوں سے اسکا ناک میں دم کر دیا۔ اکیس دن اور اکیس راتیں جنگ سقاریا میں صرف ہوئیں اور اس عرصے کے بعد ہمارے جیش نے فتح کا سہرا پہنا۔

"حضرات! جس میدان سقاریا میں مجلس ملی عظمیٰ کا جیش فتحیاب ہو کر آیا۔ اس میدان کی جنگ ایک نہایت عظیم الشان جنگ ہے بلکہ تاریخ جنگ میں اسکی نظیر کوئی نہیں۔ مکڈن کے معرکے جو سب سے بڑے میدانی معرکے شمار کئے جاتے ہیں وہ بھی جیسا کہ آپکو معلوم ہے۔ ۲۱ دن تک قائم نہیں رہے۔ اسلئے میں آپکی بزرگ مجلس کو مبارکباد دیتا ہوں کہ ہمارا جیش اس معرکے میں فاتح بنکر نکلا۔ جو تاریخ جنگ میں یادگار و مثال رہیگا۔

"میں ان بہادروں کی فضیلت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو اس فتح مبین کا باعث ہوئے ہیں۔ ہمارے وزیر جنگ فوزی پاشا نے اس جنگ میں جو خدمات انجام دی ہیں۔ وہ سب سے زیادہ لائق ثنا و تحسین ہیں۔ یہ جلیل القدر آدمی میدان جنگ کے ہر مقام پر شب و روز پہنچ جاتا۔ اور اپنے ماتحتوں کو ہر موقع پر اپنی محکم اور درست تدابیر سے مستفیض کرتا تھا! اور ہمیشہ پُرجوش نصائح سے جیش اور افسران کی معنوی قوت کو زندہ رکھتا تھا۔ اسلئے اس کی خدمات ہر طرح کی تحسین و احترام کی مستحق ہیں۔

"عصمت پاشا نے حسن و ذکاء، ثبات عزم، قوتِ ایمان و وثوق اور شب و روز کی متواتر کوشش سے جنگ کی تمام نقل و حرکت حتیٰ کہ ادنیٰ اور معمولی مقامات کا بھی مکمل انتظام کیا۔ لشکر کی بہترین کمان کی اور اسی بات کا نتیجہ ہے کہ

دستوں کے سپہ سالاروں نے بھی جاں نثاری، شجاعت و مہارت کا ایکدوسرے سے بڑھ بڑھ کر ثبوت دیا۔

"میرے پاس وہ کلمے نہیں جو میں اپنے افسران کی تعریف میں پیش کر سکوں میں صرف اسی قول پر اکتفا کرتا ہوں کہ یہ جنگ افسروں کی جنگ تھی اور میں تہ دل سے اپنے افسر بھائیوں کی فضیلت کا اعتراف کرتا ہوں اور گریڈ کے لحاظ سے کوئی افسر سب سے چھوٹا ہی کیوں نہ ہو میرے قلب و وجدان میں اسکی فضیلت پوری طرح مرکوز ہے۔

"ہماری فوج کے سپاہی میدانِ جنگ کے شیر تو ہر طرح کی مدح و ثنا سے برتر ہیں اور کیوں نہ ہو اس قوم کے بچے صرف ایسے ہی ہو سکتے ہیں میرے پاس کوئی ایسی مثال موجود نہیں جسکے ذریعہ اپنی ابنائے وطن کی شجاعت و لیاقت کی تعریف بیان کروں، تاہم میں اپنی مجاہد بھائیوں کے اوصاف حمیدہ و جلیلہ میں ایک اس امر کا بھی اضافہ کرتا ہوں کہ انہوں نے جنگِ اناطولیہ کی حقیقت کو کما حقہ پہچان لیا اور جدید مقصد کیلئے جنگ کی۔

"حضرات! جس قوم کے ایسے بیٹے ہوں اور یہ فوجیں ان بیٹوں سے بنائی گئی ہوں۔ وہ قوم اپنی آزادی و حیات کی ضرور مکمل حفاظت کر سکتی ہے اور اس قوم کی آزادی کو چھیننے کی کوشش کرنا محض وہم و خیال اور باد ہوا باتیں ہیں۔

"حضرات! ہمارے ناظر الدفاع رأفت پاشا نے جیش کو مقررہ اور غیر مقررہ وقت پر نہائت جانفشانی سے امداد پہنچائی ہے اور اسطرح کی بر وقت امداد فتح کے اہم اسباب میں سے ہے۔ اسلئے میں اسکا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

اس کے بعد غازی اعظم نے اناطولیہ کے مطالبات کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا:

"ہم چاہتے ہیں کہ احرار ہو کر زندہ رہیں۔ ہماری قومی حدود میں کسی قوم کا ناجائز

اگر وہ اقتدار نہ ہو اور دُول یورپ ہمارے حقوق و مفاد پر تعدی نہ کریں۔ یہی ہمارے مطالبات اور ہماری توقعات کا خلاصہ ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہم جنگ عظیم میں اپنی حلیف طاقتوں کی معیّت میں مغلوب ہوئے لیکن مغلوب ہو جانیکا عذاب یہ کافی تھا کہ ہم شام و عراق سے دستبردار ہو گئے اور وہاں کے باشندوں کو یہ اختیار دیدیا کہ اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کرلیں۔ ہم نے یہ بات کبھی نہیں سنی کہ کسی مغلوب قوم نے اپنا تمام وسیع و سرسبز ملک کھو دیا ہو جن اسباب نے اقوام مغرب کو ہمارا ملک غصب کرنے پر آمادہ کیا۔ انمیں سے کچھ تو ظاہری ہیں اور کچھ حقیقی۔ اور سب کی بنیاد یہ رکھی گئی ہے کہ ہماری حکومت برائیوں سے معمور ہے جسکا اکثر حصّہ بعید از صداقت ہے۔

"ہمارے دشمنوں کا دعویٰ ہے کہ جن ممالک کی انہیں لالچ ہے انکے اکثر باشندے یونانی ہیں اور یہ دعویٰ بے محل ہے جیسا کہ غیر جانبدار آشمار و اعداد اور بین الاقوامی کمشن کی رپورٹ سے ظاہر ہے، ہم نے لندن کانفرنس کی یہ تجویز بھی منظور کرلی تھی کہ سواحل اناطولیہ کے باشندوں کی گنتی کرلی جائے اور انکی قومیّت وغیرہ دریافت کرلیجائے، لیکن یونان نے اس تجویز کو نامنظور کردیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اسکا نتیجہ اس کی مصلحت کے مطابق نہ ہوگا۔

"حضرات! باریتعالیٰ نے مجلس ملّی عظمیٰ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسکے سامنے یونانی افواج کو بُری طرح شکست نصیب ہوئی، اور جبتک ہمارے مطالبات پورے طور پر حاصل نہ ہو جائیں اور دنیا ہمارے تمام حقوق کا اعتراف نہ کریگی۔ ہمارے ہاتھوں سے اسلحہ علیحدہ نہ ہونگے۔ بایں ہمہ ہم جنگ کے شیدائی نہیں ہیں جیسا کہ دشمن کا خیال ہے بلکہ ہم صلح و امن کے سخت خواہشمند ہیں اور امید ہے کہ عنقریب امن کی بنیادیں مضبوط ہو جائینگی۔ ہم نے اپنا حق حاصل کرنے کیلئے تمام پُرامن ذرائع و وسائل سے توسّل کیا لیکن دنیا طرح طرح کے بے معنی و بہکاوں کیساتھ ہماری نیک نیتی کا مقابلہ

کرتی رہی اور ہمارے ساتھ غیر مہذب سلوک کرتی رہی ہے۔

"حضرات! تمام دنیا کو آگاہ رہنا چاہئیے کہ ترکی کے باشندے، اسکی حکومت، اور مجلس ملی عظمیٰ ذلت کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اور جبتک تمام مہذب اقوام کیطرح انکی حریت و آزادی کا بھی اعتراف نہ کیا گیا۔ اسوقت تک وہ اپنے اسلحہ ہاتھ سے نہیں چھوڑیں گے۔ یہ ہمارا قطعی فیصلہ ہے۔ دنیا اس سے واقف ہو جائے۔ اور سمجھ لے کہ ہم صلح کو پسند کرتے ہیں اور مدت جنگ کو کم کرنے کیلئے ہم اپنی طاقت کی مطابق امداد کر رہے ہیں۔ ہم روس کے دوست ہیں، صرف اسلئے کہ اس نے ہمارے حقوق کا اعتراف و احترام کیا۔ اور ہم ہمیشہ اسکے دوست رہینگے کیونکہ ہمیں اسپر آج بھی اعتبار ہے اور آئندہ بھی! اور جب اتحادی حکومتوں نے بھی ہماری قومی آزادی کا اعتراف کر لیا تو ہم انکی طرف بھی ہاتھ بڑھانے اور اُن سے بھی مصافحہ کرنے کیلئے تیار ہیں۔

"میں آپکی اس مؤقر مجلس کا صدر ہونیکی حیثیت سے جو قوم کے ارادہ و مطالبات کی نمائندہ ہے۔ اس منبر سے اعلان کرتا ہوں کہ ہم صلح کے متمنی و جویا ہیں اور ہم صلح کو منظور کرنے کیلئے سب سے زیادہ تیار ہیں۔ آج یونان کو بھی معلوم ہو گیا ہی کہ اس کیلئے یہ امر محال ہو چکا ہے کہ ہمیں اپنے حقوق سے دستبردار ہونیپر مجبور کرے"

۱۰ اگست کو مجلس مندوبین میں مسٹر لائڈ جارج نے ایک تقریر کی جسمیں اس نے فاتحین کے حقوق کا اعتراف کیا لیکن اب ترک فاتح ہیں اور امید ہے کہ مسٹر لائڈ جارج اپنے اصول سے نہیں پھرینگے جسکا انہوں نے اس طریق پر اقرار کیا ہے۔

"یہ بالکل صاف بات ہے کہ جب ہم مجبور کئے گئے تو اپنی زندگی کے حق کی حفاظت بزور اسلحہ کرینگے اور دنیا ہمارے اس کام کو بالکل ایک امر طبعی خیال کریگی اور ہمارے حق کا اقرار اگر اس نے آج نہ کیا تو چند دن بعد کریگی۔

اس موقع پر مجھکو اپنی جنگی حکمت عملی کے متعلق ایک آخری اور نہایت ضروری بات کہنی ہے اور وہ یہ ہے کہ جبتک اپنے مقدس وطن پر قربان ہونے کیلئے ایک سپاہی بھی باقی ہوگا۔ ہمارا بہادر لشکر دشمن کیساتھ بدستور جنگ کرتا رہیگا۔ اور اسکو ملک سے نکالنے کیلئے پیہم حملے کرتا رہیگا۔

پیرس کی دوسری کانفرنس

معرکہ سقاریہ کے بعد اناطولیہ میں آتش جنگ فرو ہوگئی اور فریقین موسم سرما میں آرام کیساتھ ان علاقوں میں پڑے رہے۔ معرکے میدانِ جنگ سے میدانِ سیاست کی طرف منتقل ہوگئے۔ کمالی وفد یورپ کے صدر مقاموں میں دورہ کرنے لگے۔ جہاں جاتے تھے اپنے ملک کا مطالبہ پیش کردیتے تھے اور ثابت کرتے تھے کہ ترک اپنے مطالبات میں سے کسی امر سے دستبردار نہیں ہونگے۔ اور میثاق ملی سے انچ بھر بھی اِدھر اُدھر نہیں ہونگے حتیٰ کہ اناطولیہ کا آخری جانباز سپاہی لڑتا لڑتا شہید ہوجائے۔

اکتوبر ۱۹۲۱ء میں ترکوں اور فرانسیسیوں کے مابین ایک عہدنامہ طے ہوا جسکی وجہ سے ترکی مسئلے میں قابلِ ذکر تغیر واقع ہوگیا۔ فرانس و ترکی میں حالتِ حرب کا خاتمہ ہوگیا۔ کیلکیہ اس کے جائز مالکوں کے حوالہ کردیا گیا۔ اِٹالیہ و ترکی کے مابین ایک اور عہدنامہ ہوا جسکی رو سے قرار پایا کہ اِٹالیہ سمرنا و تھریس کی واپسی میں مساعدت کریگا۔ اسطرح اتحادی حکومتوں میں سے انگریزوں کے سوا یونان کا کوئی بھی حامی و یاور نہ رہا۔

اتحادیوں میں طویل گفت و شنید ہوتی رہی اور اسکے بعد فیصلہ ہوا کہ مشرقی مسئلے پر بحث کرنے اور معاہدہ سیورے کی ترمیم کیلئے ۲۲۔ مارچ ۱۹۲۲ء کو ایک کانفرنس منعقد کیجائے۔ اجتماع تاریخ مقررہ کو ظہر کے بعد ایک بجے موسیو پوانکارے

انگلستان، اسائنور شانزر وزیر خارجہ اطالیہ اور لارڈ کرزن کی معیت میں جنرل
ہمیر نگٹن اور سر ادم بلوک وغیرہ بڑے بڑے عہدہ داران حکومت اس کانفرنس
میں موجود تھے۔ وفد انگورا یوسف کمال بک وزیر خارجہ انگورا کے زیر صدارت اور وفد
قسطنطنیہ عزت پاشا وزیر خارجہ کی سرکردگی میں موجود تھے عثمان نظامی پاشا
سفیر ترکی مقیم روما بھی عزت پاشا کیساتھ تھا۔ یونان نے کوئی وفد نمائندگی کی
لیئے روانہ نہیں کیا تھا۔

لارڈ کرزن نے ایک تجویز پیش کی جسمیں فریقین کے درمیان صلح کرانیکا
مطالبہ کیا اور فوجی ماہرین کو شرائط وضع کرنیکی دعوت دی۔ تینوں وزیروں نے
اس بات پر فیصلہ کیا کہ قسطنطنیہ، انگورا، اور ایتھنز کی حکومتوں کیطرف تار بھیجے
جائیں کہ ذیل کی شرائط پر صلح منعقد ہوگی:۔ ایک مدت معین کے اندر اندر
ترکی و یونان کے درمیان جنگ ترک کیجائے۔ فریقین کی فوجیں اپنے موجودہ محاذات
پر رہیں لیکن مقامات محاذ دونوں طرف سے دس کیلو میٹر پیچھے کر دیئے
جائیں اور اس عہد نامے کی تنفیذ کیلئے اتحادی کمیٹیوں کی نگرانی رہے۔
میعاد صلح تین مہینے ہوگی اور مقامات صلح کے خاتمے تک کسی سابقہ اعلان کے
سوا اس مدت کا بڑھا دینا بھی جائز ہوگا۔ قسطنطنیہ کے ہائی کمشنروں کو دعوت
دیگئی کہ حکومت قسطنطنیہ کا جواب حاصل کرنے کیلئے متحدہ کوشش کریں۔

۲۳۔ مارچ کو کانفرنس نے ذیل کا پیغام شائع کیا:۔ موسیو پائنکارے، لارڈ
کرزن، اور موسیو شانزر نے یورپ اور ایشیا کی قلیل التعداد جماعتوں کی حمایت کے
مسئلے سے متعلق رزولیوشن تیار کر لئے ہیں جو آخر کار ترکوں اور یونانیوں کے
سامنے پیش کئے جائینگے۔ یہ کانفرنس اور مجلس اقوام اسباب کی ذمہ دار ہونگی کہ جو

[illegible] منظور کریں
تو مجلس اقوام انگورکنیت کیلئے منظور کر سکتی ہے۔ وزراء خارجہ مذکورنے ان تدابیر
سے موافقت کی ہے جو اناطولیہ خالی کرنے کے متعلق اتحادی فوجی کمشن نے
پیش کی ہیں۔ وزراء نے ارمنوں کے مسئلے پر بھی بحث کی ہے "۔

اس کے بعد اس بات کی اشاعت کیگئی کہ وزراء خارجہ بدستور گفت و شنید
کر رہے ہیں اور انہوں نے فوجی ماہرین کو مارشل فوش کے زیر صدارت اس بات
کی تکلیف دی ہے کہ پرامن تخلیہ کی شرائط معلوم کریں جنکی بنیاد ان اصولوں
پر ہو۔ جو فوجی قیادت نے قسطنطنیہ میں تیار کئے تھے۔ بشرطیکہ وہ سب شرائط
تصفیہ تسلیم کر لئے جائیں جنپر بحث کیگئی ہے یا جو زیر بحث ہیں۔ وزراء نے
قلیل التعداد اقوام کی حفاظت کے مسئلے کی بھی تحقیق کی۔ لارڈ کرزن اور مسیو
پائنکارے کے مابین اختلاف رائے ہے۔ مؤخر الذکر معاہدہ سیورے کی تبدیلی کے
حامی تھے۔ کانفرنس نے فیصلہ کیا ہے کہ دردانیال کے ایک وسیع رقبے اور جزیرہ
گیلی پولی وغیرہ کو غیر مسلح کر دیا جائے اور آبناؤں کی آزادی کی ضمانت کیلئے
اتحادیوں کی کچھ فوج وہاں مقیم رہے۔ اسکے بعد دردانیال کا ایشیائی کنارہ ترکی
کو دیدیا جائے۔ نیز کانفرنس نے فیصلہ کیا ہے کہ آبناؤں کے کمشن کی صدارت
ترکی کو حاصل ہوگی اور ایشیائی کنارے پر جو علاقہ غیر مسلح کیا جائیگا۔ وہ موجودہ
صوبہ چناق ہے۔ بحر مرمرا کے جنوبی کناروں میں سے جزیرہ ارتاکی وغیرہ کے
سوا اور کوئی علاقہ غیر مسلح نہیں کیا جائیگا۔ جو علاقہ آبنائے باسفورس کے
ایشیائی ساحل پر غیر مسلح کیا جائیگا وہ فی الحال غیر جانبدار خطہ قرار پایا ہے
بحیرہ مرمرا کے تمام جزائر لمنوس، املبروس، اتندوس، سموترا کی اور مدلہ بھی
غیر مسلح کئے جائیں گے

[illegible] بعدیہ

فیصلہ کیا ہے کہ وزراء خارجہ یونانیوں کو مجبور کرنیکی ذمہ داری اپنے اوپر نہیں لے سکتے اور دول کا ارادہ ہے کہ حکومتین ترکی و یونان کیساتھ دوستانہ گفت و شنید کا افتتاح کیا جائے تاکہ اڈریانوپل اور سمرنا کے غیر ترکی و غیر یونانی عناصر کیساتھ انتظام حکومت میں انصاف و عدالت کی ضمانت کیلئے دوستانہ معاہدہ کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔ معاہدہ صلح کی تکمیل کے بعد اتحادی فوجیں السی آجائینگی اور ترکی کو قسطنطنیہ میں فوجیں رکھنے کی دعوت دیجائیگی اور ان فوجوں کی قوت اس قوت کی نسبت بڑی ہوگی جسکی اجازت معاہدہ سیورے میں دیگئی تھی اور دول اس بات کیلئے آمادہ ہیں کہ جندرمہ کے انتظام میں اجنبیوں کے افسروں کو حکومت ترکی کے اشارے کے ماتحت رکھیں۔

۲۸۔ مارچ ۱۹۲۲ء کو اس کانفرنس کے جلسے ختم ہوئے۔ معاہدہ سیورے کی ترمیم دی گئی اور جیسا کہ آپ دیکھ چکے ہیں اسکے اکثر احکام منسوخ ہو گئے۔ کانفرنس نے فریقین کو دعوت دی کہ تین ہفتوں کے اندر اندر اپنے مندوبین کسی ایسے شہر میں بھیجیں جس پر سب کا اتفاق ہو۔ اور قسطنطنیہ کے ہائی کمشنروں کے مندوبین فریقین کی امداد کرینگے۔ بابعالی نے صلح کی تجویز کے متعلق یہ جواب دیا کہ یہ اسکا خصوصی مسئلہ نہیں ہے اور اس نے ایک یادداشت انگورا بھیجدی ہے جو اتحادیوں کی خواہش کے مطابق ہے۔ یونان نے اعلان کیا کہ وہ انگورا کے جواب کو دیکھکر جواب دیگا۔

۶۔ اپریل کو حکومت انگورا نے شرائط صلح کے متعلق اپنا جواب کمانڈر گیرونی سفیر اطالیہ مقیم آستانہ کے حوالے کردیا اور یہ شرط قرار دی کہ یونانیوں کو اس بات سے روکنے کی لازمی ضمانت دیجائے کہ وہ اس صلح سے فائدہ اٹھاکر فاتحانہ

شاہ قسطنطین نے ان تجاویز کا جواب اس صورت میں دیا کہ سمرنا پر چڑھ آیا۔ فاتحانہ
رویہ اختیار کر لیا اور جدید حملہ شروع کر دیا، حکومت انگورا نے مطالبہ کیا کہ تاریخ انعقاد
صلح سے اناطولیہ کا مکمل تخلیہ شروع ہو جائے اور چار مہینے کے اندر اندر تخلیہ تکمیل
ہو جائے اور اگر گفت و شنید صلح ختم نہ ہو تو مزید تین مہینے کیلئے مدت بڑھائی جا سکتی
ہے۔ پہلے پندرہ دنوں میں یونانی اسکیشہر کو تاہیہ اور افیون قرہ حصار خالی کر دیں
اور یہ تخلیہ اتحادیوں کے زیر نگرانی عمل میں آئیگا۔ بشرطیکہ ان پندرہ دنوں میں جو
علاقہ خالی ہو جائے اسپر ترک قابض ہو جائیں۔ اگر یہ شرائط منظور ہوں تو
حکومتِ انگورا اپنے مندوبین اس مجلس مشاورت صلح میں بھیج سکتی ہے جسکی
تجویز اتحادیوں کیطرف سے ہوئی ہے۔ ۱۶ اپریل کو اتحادی ہائی کمشنران مقیم آستانہ
نے مندوب حکومت انگورا کیطرف جواب بھیجا کہ اتحادی اس بات کو منظور نہیں
کر سکتے کہ یونانیوں کا اناطولیہ سے نکلنا انعقاد صلح کی تمہیدی شرط قرار پائے۔ لیکن
امید ہے کہ تخلیہ اسی وقت سے شروع ہو جائیگا جسوقت حکومت انگورا اسباب شرائط
صلح منظور کر لیگی۔ لیکن وہ اپنے تحفظات جسوقت چاہے شروع کر سکتی ہے۔
یونان اس بات کو منظور نہیں کرتا کہ وہ اناطولیہ سے اسقدر جلدی نکل آئے اور
اسکا نکلنا صلح کیلئے تمہیدی شرط قرار پائے۔ اگر بالفرض وہ قبول بھی کر لے جب
بھی یونانی فوج کو تھریس کیطرف جانے سے روکنا محال ہے اور احتمال ہے
کہ وہاں از سر نو جنگ شروع ہو جائیگی، ۲۳ اپریل کو مندوب حکومت انگورا
مقیم قسطنطنیہ نے اتحادی یادداشت کا وہ جواب اتحادی ہائی کمشنروں کے
حوالے کیا جو اسے اپنی حکومت کیطرف سے موصول ہوا تھا۔ اس جواب میں اس
امر کی تصریح تھی کہ ترکی رعایا اپنے ممالک کی آزادی پر تلی ہوئی ہے اور ان

کی راہ میں حائل ہیں، حکومت انگورا پھر واضح طور پر کہہ دیتی ہے کہ جب صلح منعقد ہو تو تخلیہ شروع ہو جائے اور مندوبین انگورا اِس بات کیلئے مستعد ہیں کہ اتحادی مندوبین کیساتھ اسمد کے مقام پر تمہیدی گفت و شنید کیلئے ملاقات کریں اِس تمہیدی گفت و شنید کے بعد آخری گفت و شنید ہوگی جسمیں عہد نامہ مکمل ہوگا۔

اسطرح پیرس کانفرنس بھی ناکام ہوئی۔ کیونکہ کمالیوں نے اتحادیوں کی شرائط کو مسترد کر دیا۔ ان دنوں یہ خبر شائع ہوئی کہ بعض برطانی حلقوں میں یہ رائے ظاہر کی جا رہی ہے کہ مشرق قریب کی مشکل کا جدید تصفیہ و حل تیار کرنے سے قبل ایک موقت عہد نامہ کرنا نہایت ضروری ہے۔

اگست میں از سر نو دعوت دیگئی کہ ایک اور کانفرنس منعقد ہونی چاہئے اور یہ خبر شائع ہوئی کہ اطالیہ نے تجویز کی ہے کہ یہ کانفرنس بندقیہ میں منعقد ہو۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۲۲ء اس کانفرنس کے افتتاح کا وقت مقرر ہوا۔ لیکن کمالی تلوار نے اسوقت سے پہلے عقدہ کشائی کردی اور تمام اختلافات رفع ہوگئے۔

امارت سمرنا و قبضۂ قسطنطنیہ

پیرس کی دوسری کانفرنس کے ناکام ہونے سے یونان میں زبردست تہلکہ مچگیا، قوم جنگ سے تنگ آگئی تھی اور اس تنگنائی مشکلات سے آزاد ہونیکی راہ ٹٹول رہی تھی۔ جنگ نے اسکا خزانہ خالی کر دیا تھا اور اس کے بہترین نوجوانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا تھا۔ ملک مصائب اور بدبختیوں کا نشانہ بنگیا۔ حکومت مجلس پر مجلس منعقد کر رہی تھی، اور مشورے طلب کر رہی تھی کہ کیونکر اس مشکل سے راہِ نجات حاصل ہو سکتی ہے؟

ظاہر ہے کہ حکومت یونان کے ارباب حل و عقد اور سپہ سالاران جیش کی بے

اتفاق کیا۔ جسکا لازمی نتیجہ حالتِ جنگ کا اختتام تھا کیونکہ یونان کا ملک سارے کا سارا حالتِ جنگ کے انقطاع کیلئے بے قرار تھا۔

پہلی حکمت عملی یہ تھی کہ اناطولیہ میں جدید امارت کی بنیاد رکھی جائے جس کا نام "آیونین گورنمنٹ" ہو، سمرنا اسکا پایہ تخت ہو، اور جو علاقے یونان قبضہ میں لائے انہیں اس امارت کیساتھ ملحق کر دے اور یونانی سیادت کے ماتحت اس امارت کو آزادی حکومت و انتظام حاصل ہو، اس سے یونان کی یہ غرض تھی کہ یورپ کے سامنے ایک ایسا طے شدہ معاملہ رکھدے جسکو وہ ضرور تسلیم کرلے۔

چونکہ یونانیوں کو معلوم تھا کہ ترک اس فیصلے سے انکار کر دینگے اور اسکا مقابلہ کرینگے اسلئے انہوں نے دوبارہ ایسا طریق اختیار کیا جس سے کہ وہ انکی بات ماننے پر مجبور ہو جائیں، بحث و تمحیص کے بعد یونانیوں نے فیصلہ کیا کہ قسطنطنیہ پر حملہ کریں اور اس شہر پر فوجی قبضہ قائم کرلیں تاکہ ترک انکی جدید تجویز کو منظور کرلنے پر آمادہ ہو جائیں اور وہ تجویز یہ تھی کہ یونانی سیادت کے ماتحت "آیونین گورنمنٹ" کو آزادی حاصل ہو جائے۔

اس مقصد کے حصول کیلئے انہوں نے وسط جولائی ۱۹۲۲ء سے تھریس میں بہت بڑی فوج جمع کر دی، اس فوج کا ایک بڑا حصہ اناطولیہ سے آیا تھا۔ ۲۰ جولائی کو وزیر خارجہ یونان نے فرانس، انگلستان اور اطالی سفراء مقیم ایتھنز کے روبرو ایک یادداشت پیش کی جسمیں اس نے اس امر کا اظہار کیا کہ "یونان مشرقی مجلس مشاورت صلح کے خلاف مجاہدہ کرتا ہے کیونکہ اس سے اسکا حق آزادی تصرف مسترد کر دیا گیا ہے، یونان ممالک مقبوضہ کے نظام حکومت کی تبدیلی سے متعلق غور

سے ہیں غیر واقع ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

"اتحادیوں کا قسطنطنیہ کو غیر جانبدار شہر قرار دینا ترکی کو صلح پر مجبور کرنیکی بجائے انکی حمایت ہے اور اس سے یونان کے ہاتھ سے عقد صلح پر مجبور کرنیکا ایک وسیلہ چھین لیا گیا ہے، اگر ایسی حالت بدستور قائم رہی تو ترکوں کو عیسائیوں کی بیخکنی کرنیکی جرأت ہو جائیگی۔ انعقاد صلح کی واحد ممکن تدبیر یہ ہے کہ یونان قسطنطنیہ پر قبضہ کر لے۔ یونان اس امر کے لئے لازمی تدابیر اختیار کر چکا ہے اور وہ اتحادیوں سے اس بات کی امید رکھتا ہے کہ وہ جیش متصرفہ کے نام ضروری احکام صادر کرے تاکہ وہ یونانی جیش کی مخالفت نہ کرے۔"

اس یادداشت کی اشاعت کے بعد اتحادی اس فیصلے پر پہنچے کہ اس قبضے کو بذریعہ طاقت روک دیا جائے، فرانسیسی جرنیل شاربی اتحادی افواج مقیم شطلجہ کے سپہ سالار مقرر ہوئے، ۲۸ جولائی ۱۹۲۲ء کو قسطنطنیہ کے کمانڈر انچیف نے ایک فرمان شائع کیا کہ "چونکہ قسطنطنیہ کا علاقہ اتحادی فوجی تصرف کے ماتحت ہے اسلئے یہ قطعی فیصلہ ہوا کہ اگر اس علاقے کے کسی حصے میں بیچینی واقع ہو جائے تو اسکا قلع قمع کیا جائے اور جو طاقت اسکی غیر جانبداری کی خلاف ورزی کریگی اسکو روکا جائے خواہ اس کام میں طاقت ہی کیوں نہ استعمال کرنی پڑے۔"

۳۰ جولائی کو یونانی ہائی کمشنر مقیم سمرنا نے یونانی سیادت کے ماتحت "آیونین گورنمنٹ" کی آزادی کا اعلان کر دیا۔ حکومت قسطنطنیہ و انگورا نے اتحادی سفیروں کے روبرو احتجاج کیا۔ فرانس نے اس اعلان آزادی کو نامنظور کیا اور اس کا نہایت شدت سے مقابلہ کیا۔ ایطالیہ نے اس کو نامنظور کرنے ہی پر اکتفا نہیں کی بلکہ دول سے مطالبہ کیا کہ یونانیوں کو اناطولیہ سے نکالنے کیلئے متحدہ کاروائی کیجائے۔ اس طریق پر یونانیوں کی دونوں تجویزیں اتحادیوں

کی سخت مخالفت کے باعث ساقط ہوگئیں۔

عظیم الشان ترکی حملہ اور یونانیوں کا اناطولیہ سے اخراج

ادھر یونانی سمرنا کی جدید امارت کے اعلان آزادی کی تقریب میں جلسے منعقد کر رہے تھے، خوشیاں، اور تیوہار منائے جا رہے اور نظم و قوانین وضع ہو رہے تھے اور ادھر دوسری طرف سے تھریس اور شطلجہ کی حدود پر فوجیں تیار کر رہے تھے۔ کہ اتحادیوں سے مقابلہ کر کے قسطنطنیہ میں داخل ہو جائیں۔ یونان میں بڑے زور شور سے اس خبر کی اشاعت کیجا رہی تھی کہ "سلسلہ شاہنشاہان بزنطینیہ کا بارہواں تاجدار عنقریب قسطنطین اعظم کے پایہ تخت (قسطنطنیہ) میں داخل ہونے والا ہے۔ وہاں ایا صوفیہ کے گرجے میں اسے تاج شہنشاہی پہنایا جائیگا۔" یونانی اپنے پرانے خواب کی تعبیر کو جامۂ حقیقت پہنانے کے ارادے کر رہے تھے اور اس بات سے غافل تھے کہ ع چہ آید زپس پردۂ تقدیر پدید!

یونانی اپنے لذیذ خیالات کے نشے میں سرشار تھے اور کمالی راتوں رات اناطولیہ میں یونانیوں کو آخری ضرب لگانے کیلئے تیاری کر رہے اور جیوش و افواج کی تقسیم کر رہے تھے۔ یہ وہ آخری ضرب تھی جس نے یونانیوں کو اناطولیہ سے بیک بینی و دو گوش نکال باہر پھینکا۔ اور اس مشکل عظیم کا حل جو نوک سنگین سہل کر دیا گیا۔ جس سے بڑے بڑے سیاسی ماہرین عاجز آگئے تھے۔ اس اچانک عقدہ کشائی نے ایک عالم کو حیرت زدہ اور دم بخود کر دیا۔ ترکوں کی اس جدید فتح کا جگہ جگہ تذکرہ ہونے لگا۔

۲۱۔ اگست سنہ ۱۹۲۲ء کو ترکوں کا حملہ شروع ہوا۔ وادی مندرس ہی اسکی ابتدا ہوئی۔ اسکے بعد انہوں نے افیون قرہ حصار کے میدان میں سرائی کوی کا اور ۳۰ اقیہ پر قبضہ کیا۔ ۲۳۔ اگست کو انہوں نے روم کوی اور بیلہ جک پر حملہ کیا۔

مقصود تھی کیونکہ ترکوں نے سب سے بڑا حملہ افیون قرہ حصار پر کیا۔

۲۶ اگست کو طلوع فجر سے قبل ترکوں کے عظیم الشان توپخانہ نے افیون قرہ حصار کے قلعوں پر آگ برسانی شروع کی۔ یہ وہ قلعہ تھا جس کے استحکام میں یونانیوں نے پورا سال صرف کیا۔ حتیٰ کہ وہ یہ کہنے لگے تھے کہ اس کے بعد اس پر قبضہ کرنا ممکن ہی نہیں۔

اس حملے کیلئے ترکوں کے دس ڈویژن روانہ ہوئے۔ انکی کمان پر خود غازی مصطفٰے کمال پاشا تھے۔ آپکے ساتھ ارکان حرب کے جملہ افسر موجود تھے۔ جیش یونان نے اس حملے کا مقابلہ چھ ڈویژنوں کیساتھ کیا۔ اور گولہ باری شروع کی۔ یونان کے دوسرے ڈویژن نے افیون قرہ حصار پر سخت مدافعت کی۔ لیکن ترک انکی نسبت تعداد میں زیادہ تھے اور ان کے نصف آدمی توپ کے گولوں اور مشین گنوں کا شکار ہو چکے تھے چوتھا یونانی ڈویژن جو دوسرے ڈویژن کے میسرہ کیطرف تھا۔ ترکوں کے پہلے حملے ہی میں پسپا ہو گیا۔ ترکوں نے اسکا تعاقب کیا۔ اور اُسے بُری طرح شکست ہوئی۔

۲۷ اگست کو یکشنبہ کی ظہر کے بعد ایک بجے کمالی افواج افیون قرہ حصار میں داخل ہو گئیں۔ وہاں کے باشندوں نے انکا استقبال کیا۔ مرد عورت کیا بوڑھے اور کیا نوجوان سب کی آنکھوں سے فرح و سرور کے آنسو بہ رہے تھے۔ اور وہ لشکر کے آدمیوں سے گلے ملے اور جی بھر کر روئے، غازی مصطفٰے کمال پاشا اسوقت تک جنگ کی نگرانی کر رہے تھے۔ جب وہ پہنچے تو باشندگان آپکے گرد اسطرح جمع ہو گئے جسطرح چاند کے گرد ہالہ ہوتا ہے

میں آنکو ہتھیلیوں پر اٹھا رہے تھے۔ یونانیوں کا فیلق اول مغرب کیطرف پسپا ہو گیا اور اسکا چوتھا ڈویژن تو شترمرغ کی سی سرعت سے بھاگ کر آگے نکل گیا۔ اور فیلق سے جدا ہو گیا تھا۔ ترکوں کے سوار جو افیون قرہ حصار کی شمال کیطرف تھے۔ اپنے مقامات سے چل پڑے اور چوتھے یونانی ڈویژن کی پسپائی کی وجہ سے یونانی فوج کے دو حصوں میں جو خلا واقع ہو گیا تھا اسمیں داخل ہو گئے اور فیلق ثانی پر اسکی خالی جانب سے حملہ کر دیا اور اسے کوتاہیہ کیطرف بھگا دیا۔ سواروں نے تعاقب شروع کیا۔ اور اس پسپائی کو ہزیمت و شکست میں بدل دیا۔ یونانی فوجیں راستہ چھوڑ کر ادھر ادھر چٹیل میدانوں میں بھاگنے لگیں۔ کسی چیز کی طرف مڑ کر دیکھا بھی نہیں۔

۲۰۔ اگست کو کمالی جیش نے التون طاش اور دوملو بیکار کیطرف پیشقدمی کی۔ اور اسکے اور یونانیوں کے درمیان شدید معرکہ ہوا۔ جانبین نے تلوار و اور سنگینوں کے ساتھ لڑائی کی۔ یونانی شکست کھا کر پسپا ہوئے۔ ۳۰۔ اگست کو جیش ترکی کا ہراول عشاق کے پاس پہونچا۔ اس مقام پر بھی یونانیوں کیساتھ ہولناک معرکہ ہوا۔ جو ۳۱۔ اگست اور یکم ستمبر کے دو یوم تک قائم رہا۔ یہاں بھی یونانی شکست کھا کر آلاشہر کیطرف بھاگے۔ یہ معرکہ آخری جنگی معرکہ تھا۔ جب ترکوں نے عشاق، دوملو بیکار اور التون طاش کی مثلث اور عشاق، کدوس اور کوتاہیہ کی مثلث پر قبضہ کر لیا۔ تو تمام یونانی جیوش دو حصوں میں منقسم ہو گئے۔

یونانیوں کے اس میدان سے فرار ہونے کے بعد ترکی جیش نے تمام میدان جنگ میں حملہ شروع کر دیا۔ یکم ستمبر کو ترکی جیش اسکیشہر میں داخل ہوا

اور وہاں سے بدسلوکی و پلیدی کرتا ہوا بروسہ و مدانیہ تک جا پہونچا۔

۳ ستمبر کو ترکی سوار سماو تک پہونچگئے اور انہوں لنے یونان کے جنوبی جیش اور اسکے شمالی جیوش کا باہمی اتصال منقطع کردیا۔ اور یونانیوں کو اسکیشہر کے محاذ پسپائی سے روکدیا۔ اور اب وہ صرف بروسہ اور مدانیہ ہی کیطرف پسپا ہوسکتے تھے

۴ ستمبر کو حکومتِ یونان لنے دولِ یورپ سے درخواست کی کہ وہ تخلیۂ اناطولیہ کے اصول پر یونانیوں اور ترکوں کے درمیان صلح کرالنے کیلئے مداخلت کریں اسکی یہ درخواست حکومت انگورا کے پاس بھیجی گئی۔ جنرل ہجیانسٹی یونانی قیادت علیا سے معزول کردیا گیا۔ اور اسکی جگہ جرنیل ٹریکو بیس مقرر ہوا۔ لیکن معلوم ہوا کہ وہ ۲ ستمبر کو معرکۂ عشاق کے بعد ترکوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوگیا ہے

۷ ستمبر کو ترکوں کی حملہ آور فوج مغنیسیا، برغمہ، صالحلی اور اودہ میش پر قبضہ کرلنے کے بعد بحر ابیض پر پہونچگئی۔

فتح سمرنا

۹ ستمبر کو بروز شنبہ صبح کے گیارہ بجے ترک سواروں کا ایک دستہ کپتان نوری بک کے زیر قیادت سمرنا میں داخل ہوا۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا لنے اس دستے کو ایک جھنڈا اور اس کے قائد کو پانسو گنی کا ہدیہ عطا فرمایا۔ لفٹیننٹ نورالدین پاشا سمرنا کے فوجی گورنر مقرر ہوئے۔ اور ۱۴ ستمبر کو غازی مصطفےٰ کمال پاشا ایک پُرجلال جمعیت اور اپنے جیش کی معیت میں بصد شان و شوکت و شادمانی و مسرت اس شہر میں داخل ہوئے۔

جب اناطولیہ کے جنوبی میدان میں جنگ ختم ہوئی تو ترکوں کی توجہ شمالی میدان کیطرف منعطف ہوئی۔ بروسہ میں آخری دفعہ داخل ہوئے یہ وہ شہر تھا جسکو ترکوں لنے فتح کرلنے کے بعد خالی کردیا تھا۔ مبادا کہ وہ اُسے جلادیں۔ ۲۰ ستمبر کو اعلان

خطہ مظلوم میں باقی نہیں رہا۔

یونانی جیش نے شکست و انہزام کے وقت اپنی تمام ضخیم توپیں اور جمیع سامان ترکوں کیلئے چھوڑ دیا اور اعلان ہوا کہ ترکوں نے اکسٹھ ہزار یونانی گرفتار کر لئے ہیں جنمیں کمانڈر انچیف اور بڑے بڑے افسر بتعداد کثیر شامل ہیں۔ یونانی جیش نے پسپا ہوتے وقت مظالم گوناگوں کا ارتکاب کیا جن شہروں اور بستیوں سے گذرے انکو جلا دیا اور انکو تباہ و ویران کر کے چھوڑ گئے۔ غرضیکہ ان کے مظالم حدِ بیان سے باہر ہیں۔ تمام بلادِ عثمانیہ میں اس فتح عظیم کی خوشی میں جلسے اور مظاہرے کئے گئے۔ اور تمام اسلامی ممالک سے مبارکباد کے تار بھیجے گئے اور اس مکمل فتح پر جشن منائے گئے۔

ماہرین فن نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ کمالیوں کی فتح ایک جنگی کاروائی تھی جسکو نہایت توجہ اور احتیاط کے ساتھ انجام دیا گیا۔ اور اسکی تدابیر سب سے بڑی مہارت و کمال کی دلیل ہیں اور غازی مصطفےٰ کمال پاشا زمانہ موجودہ کے سب سے بڑے قائد کا درجہ رکھتے ہیں۔ اور ترکوں کی یہ فتح اسباب و وسائل کی نسبت حسنِ قیادت کی زیادہ رہینِ منت ہے۔ ترکوں کا پُر زور اور منظم حملہ اور یونانی قیادت کی بُزدلانہ مدافعت اس بات پر دال ہے۔ کہ مصطفےٰ کمال پاشا نے اپنے ارادوں کو کمال مہارت سے چھپائے رکھا حتی کہ یونانی مجلس ارکان جنگ نے تسلیم کیا ہے کہ اسے آئندہ حملے کا مطلقاً علم نہیں ہوا اور حملے کے صرف تین دن پہلے اسکو پتہ چلا کہ اب بلا آئی، کیونکہ کمالیوں نے تین حصص جیش صندقلی میں بٹھا رکھے تھے۔ جو افیون قرہ حصار سے جنوب مغرب کیطرف واقع

کہ کمالی توپیں یونانی ہوا بازوں کی نگاہ سے اوجھل ہیں اور کمالیوں نے مشہو ترکی سوار فوج کو افیون قرہ حصار کے شمال مشرق میں جمع کر رکھا تھا۔ اور یہ جنگی کارناموں میں سب سے زیادہ بلند پایہ فعل تھا۔

یونانیوں کا نقصان!

قریباً بیس ہزار یونانی مقتول اور اکسٹھ ہزار اسیر ہوئے۔ ترکوں نے ان سے سات سو میدانی توپیں، دو ہزار مشین گنیں، ۱۱ طیارے اور ۹۵۰ موٹریں چھینیں۔ غازی مصطفٰے کمال پاشا کے ایک فرمان میں مذکور ہے کہ دشمن کا خسارہ ایک لاکھ آدمیوں سے زیادہ ہے اور کمالیوں کا نقصان دس ہزار سے متجاوز نہیں ہوا اور انمیں بھی تین چوتھائی مجروحین ہیں۔

رؤف بک کی تقریر

فتح سمرنا کے بعد رؤف بک وزیر اعظم انگورا نے باشندگان انگورا کے روبرو جلسہ جشن فتح میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا: ”ترکان احرار اُسوقت تک بدستور جنگ کرتے رہینگے جبتک اُن کے تمام قومی مطالبات پورے نہ کئے جائیں اور ان کی تمام قومی تمنائیں حاصل نہ ہو جائیں۔ اس فتح عظیم کی فضیلت قوم اور اسکی وطنی غیرت و حمیّت کی طرف عائد ہوتی ہے حکومت انگورا کا مقصد وحید تُرکی قوم کی آزادی حاصل کرنا اور وہ تمام حقوق حاصل کرنا ہے جو ہمیں دیگر مہذب اقوام کے ہم رتبہ بنا دیں۔ جن مصائب شدیدہ اور مشکلات گوناگوں میں سے ہم نے راہ نجات کی جھلک پائی ہے اور جو شاندار کامیابی ہمیں حاصل ہوئی ہے وہ اس بات کی نیک فال ہے کہ ہم حصولِ مقصد کے لئے بدستور جدوجہد کرینگے اور انشاءاللہ ضرور کامیاب ہونگے ہم فتح سمرنا پر جشن مسرت منا رہے ہیں لیکن اس سرور و ابتہاج میں ہمکو

اپنے مطالبات و مقاصد فراموش نہیں کر دینے چاہئیں۔ اور ہماری صلابت و مضبوطی میں فرق نہیں آنا چاہئے۔ یہ جشن و تمنا اور شکر و شادمانی کا موقع نہیں ہے لیکن اگر فضیلت و بزرگی کا اظہار ضروری ہی ہے تو ہمیں چاہئیے کہ اپنی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور بیویوں کا شکریہ ادا کریں جنہوں نے راحت و آرام کو ترک کر دیا اور لشکر کے لئے ذخائر و سامانِ حرب ادہر ادہر لیجاتی رہی ہیں اور اسطرح انہوں نے ایثار و قربانی کی زندہ جاوید مثال پیش کی ہے! اور جب ہماری مائیں ایسی ہیں تو انکی اولاد اگر حمیت و شجاعت اور بسالت و جوانمردی سے متصف ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔"

اس ناگہانی اور مکمل فتح نے مشرقی مسئلے کی شکل بدل دی اور اس میں سرتاپا انقلاب پیدا کر دیا۔ سیاسی دنیا میں خطرہ پیدا ہو گیا۔ یورپ مضطرب ہونے لگا! اور اسکی بڑی بڑی سلطنتیں جلسے پر جلسہ اور کانفرنس پر کانفرنس منعقد کرنے لگیں۔ یادداشتوں اور پیغاموں کے تبادلے ہونے لگے۔ گفت و شنید ہونے لگی کہ شکستِ یونان ترکوں کے غیر جانبدار خطے تک پہونچ جانے اور اپنے پایۂ تخت قسطنطنیہ کی واپسی، تھریس پر حملہ کرنے اور اسکو واپس لینے اور "میثاق قومی" کی تصدیق کا مطالبہ کرنے سے جو خطرہ پیدا ہو گیا ہے اسکا کیونکر تدارک ہو! اور نہ معلوم آئندہ کیا ہونیوالا ہے! اسکے بعد مدانیہ میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی اور دول یورپ اور ترکی کے مابین تنازع بدستور قائم رہا۔ ہر وقت یہ خطرہ رہتا تھا کہ عنقریب ایک عظیم الشان جنگ چھڑنیوالی ہے۔ کبھی خبر آتی تھی کہ صورت حالات اچھی ہے اور کبھی پھر یکایک خطرہ و اضطراب کا سکہ رواں ہونے لگتا تھا۔ دولِ یورپ

... کہ وہ خواب
بادی النظر میں حقیقی معلوم ہونے لگتے تھے۔ تُرک نہیں چاہتے تھے کہ "میثاقِ ملی" سے ایک انچ کے برابر بھی اِدھر اُدھر ہوں۔ اِس کشمکش میں ایک کافی مدّت گذر گئی۔ اگر یورپ کی بعض سلطنتوں کی کوششیں بار آور ہو جاتیں تو ممکن ہے کہ دوبارہ جنگ چھڑ جاتی، معمارانِ فرنگ نے اتحادی صفوف میں یکجہتی پیدا کر کے "ضدّی" ترکوں کو "صلح" پر مجبور کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ لیکن یہ ٹیڑھی کھیر تھی جو کبھی پک کر تیار نہ ہوئی۔ فرانس و انگلستان کے خیالات میں اختلاف رہا۔ اور اس حقیقی اختلاف و افتراق کو عارضی اور ہنگامی جذبات سے دبا دینے کی کوششیں بھی رائگان گئیں۔ اتحادی جمعیّت کے بعض ارکان کو اب "تُرکی بیمار" کی شفایابی کا یقین ہو چکا تھا۔ اور اب وہ اپنی مصلحت اِسی میں سمجھتے تھے کہ اسکو زندگی کے بوجھ سے سبکدوش کرنے کی سعی لاحاصل کی بجائے اس کی خوشنودی حاصل کیجائے تاکہ آئندہ کی شاندار "تُرکی" کی تعمیر میں انہیں شرف معماری بیشتر حاصل ہو۔ ارکانِ جمعیّت یورپ میں اندر اندر باہمی رقابت و سابقت کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا۔ جو "ضدّی" ترکوں کا معاون تھا فرانس، امریکہ، اطالیہ اور برطانیہ میں سے ہر ایک کو یہ خیال دامنگیر تھا کہ اگر ترکی کا دوبارہ زندہ ہو جانا ناگزیر ہے تو اسکی اقتصادی ترقی اور تجارتی احیاء میں حقوق حاصل کئے جائیں، اور یہ ظاہر ہے اور ترکوں نے اعلان بھی کر دیا تھا کہ وہ اسی قوم سے تجارتی و اقتصادی تعلقات رکھینگے جو انکی آزادی کا احترام کریگی اور اپنی نیک نیتی کا ثبوت دیگی۔

فرانس و جرمنی کے مابین ادائے تاوان کا مسئلہ بھی عقدۂ لاینحل کی صورت

فیاضی کا سلوک کرے اور اس قضیہ کا جلد از جلد فیصلہ ہو، تاکہ متحدہ طور پر ترکوں پر دباؤ ڈالا جا سکے۔ فرانس کا نظریہ اس سے مختلف تھا۔ اسکو قضیۂ ترکی و مشرق قریب کی نسبت جرمنی سے تاوان وصول کرنیکا سوال زیادہ اہم معلوم ہوتا تھا؛ بہر حال معاہدہ مدانیہ کے بعد مجلسِ مشاورتِ لوزان بھی منعقد ہوئی اور مدانیہ کی طرح اس کانفرنس پر بھی اُمید و بیم کے متعدد دور آئے۔ لیکن جب اس بات کا کامل یقین ہو گیا کہ یورپ جنگ کیلئے آمادہ نہیں ہے تو اسکا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ وہ ترکوں کے حقوق کا طوعاً و کرہاً اعتراف کرے۔ آخر معاہدہ لوزان مرتب ہوا۔ مختلف دول کی نمائندوں نے اسپر دستخط کر دیئے اور اسکی نقول تمام حکومتوں کے پاس بھیجدی گئیں۔ شرائط صلح کی دفعات اور جنگ اناطولیہ کا مختصر روزنامچہ اس کتاب کے آخیر میں بطور ضمیمہ درج ہیں۔ اب ہم جنگ اناطولیہ کی دوسری شق یعنی ترکی و فرانسیسی معرکوں کا حال بیان کرتے ہیں۔

جنگِ ترکی و فرانس!

کیلکیہ کے معرکے

جب نومبر ۱۹۱۸ء میں ہنگامی صلح واقع ہوئی تو مصری حملے کی فوجیں جو حلب کے شمال میں مقیم تھیں۔ کیلکیہ کے پایہ تخت آطنہ کیطرف آئیں اور اسپر قبضہ کر لیا۔ اسکے بعد انہوں نے اپنے قبضہ کا دائرہ وسیع کر لیا اور اپنی تمام منتشر افواج کو جمع کر کے کرنیل بریمون کے زیر صدارت اسمیں فرانسیسی حکومت قائم کر دی۔ ترکی حکومت کو اپنے حال پر چھوڑ دیا۔ اور اس حکومت کا نام حکومت "خطِ شمالی" رکھا۔ یہ اس معاہدے کی تنفیذ

یہ سب باتیں امن وسکون کیساتھ مکمل ہوگئیں۔ نومبر ۱۹۱۹ء میں برطانی افواج کی بجائے فرانسیسی افواج متصرفہ کے آجانے سے تمام ملک میں بغاوت اور اضطراب کی آگ بھڑک اٹھی۔ کیونکہ ان فرانسیسی افواج میں اکثر وہ ارمن رضاکار تھے جو جنگِ عظیم میں فرانسیسی فوج کیساتھ ملکر لڑتے رہے تھے۔ اور اب ارمنوں کا مدعا یہ تھا کہ کیلکیہ میں ارمن جمہوریت قائم کیجائیگی اور فرانسیسی حکومت اسکے پڑوس میں بطور معاون رہیگی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۲۱ء کے موسم خریف میں فرانسیسی پسپا ہوئے۔ یہ علاقہ اپنے جائز مالکوں کے پاس واپس چلا گیا اور ارمنوں کی جمہوریت کے خیال کا خاتمہ ہوگیا۔

جب ارمن رضاکار کیلکیہ میں داخل ہوئے تو انکے سینے کینے سے معمور تھے اور ان کے دلوں میں ترکوں کے خلاف آتشِ بغض و غضب بھڑک رہی تھی کیونکہ انکا خیال تھا کہ ترکوں نے جنگِ عظیم کے زمانے میں انکے ہم قوم بھائیوں کیساتھ بدسلوکی کی تھی۔ اسلئے وہ ان ترکوں کا انتقام کیلکیہ کے ترکوں سے لینے لگے۔ اور ارمنوں نے ان علاقوں میں ان انسانیت سوز حرکات کا ارتکاب کیا۔ جو ان لوگوں کی زبانوں پر تا بہ ابد جاری رہیں گے۔

ان دنوں ترکانِ احرار کی تحریک عہدِ طفولیت میں تھی۔ اور یونانی خطرہ تمام اناطولیہ پر چھا رہا تھا۔ اور حوادث کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ کیلکیہ کے ترکوں نے اپنے بھائیوں سے امداد کی درخواست کی۔ اسپر یہ فیصلہ ہوا کہ ترکی جتھے بنائے جائیں جو فرانسیسیوں اور ارمنوں سے جنگ کریں۔ حتی کہ ملک کو آزاد کرنے کیلئے ایک منظم لشکر تیار ہو جائے۔

ان جتھوں کے میدان میں اترتے ہی صورتِ حالات میں تغیر واقع ہوگیا

ہو گئے ہیں، اور بتدریج ملک کو خالی کرنے لگے۔ ۲۰۔ فروری ۱۹۲۰ء کو انہوں نے مرعش خالی کر دیا جسکو انہوں نے دو مہینے سے محصور کر رکھا تھا۔ ۲۹۔ اپریل ۱۹۲۰ء کو وہ اورفہ سے بھی نکل گئے! اور مئی کے مہینے میں عنتاب اور بوزانتی کو بھی چھوڑ کر نکل آئے۔ اور ترکی جتھے اطنہ کے پاس پہنچ گئے اور جب وہ مرسین کے پاس آئے اور اسکا محاصرہ کر لیا تو فرانسیسی بیڑے نے سمندر سے انپر توپوں کے ذریعہ گولہ باری کی اور مشکلات کے جس دلدل میں فرانسیسی پھنس گئے تھے اس کے اظہار کیلئے فرانس کی اس فوجی حکومت کا اعلان نقل کر دینا کافی ہے۔ جو کیلکیہ پر قابض رہ چکی تھی۔ یہ اعلان مارچ ۱۹۲۰ء کو کیلکیہ کے سرکاری اخبار میں شائع ہوا تھا۔ ذیل میں اس اعلان کا ترجمہ درج ہے ؎۔

"فرانسیسی قیادت اعلان کرتی ہے کہ جب ملک میں شورش پیدا ہو جائے تو ذیل کی احتیاطات پر عمل کیا جائے:۔ (۱) جو باشندے اپنی حفاظت و سلامتی کے خواہشمند ہیں انکو چاہیئے کہ اپنے اپنے گھروں میں چھپے رہیں کیونکہ اسوقت سڑکیں گولیوں، بم کے گولوں اور زہریلی گیس کا نشانہ ہونگی۔ (۲) جس مکان سے کسی آتشیں اسلحہ کا استعمال ہو۔ اسکو جلا کر منہدم کر دیا جائے (۳) ایسے حالات میں ہر ایک ترکی عہدہ دار کام موقوف کر دے اور تمام انتظام فوجی قیادت کے ہاتھ میں ہوگا۔ (۴) ایک فوجی مجلس بنائی جائیگی جسے موت کا فتوے صادر کرنیکا اختیار ہوگا۔ (۵) جو شخص اسلحہ پہنیگا۔ اسکے خلاف مقدمہ چلائے بغیر موت کا حکم سنا دیا جائیگا۔ (۶) اگر ایک فرانسیسی سپاہی مقتول ہوا تو اس کے بجائے دو آدمیوں کو قتل کیا جائیگا جنکا انتخاب

یم جون ۱۹۲۰ء کو غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے کماندان جرنیل گورو کے مابین
تین ہفتوں کے لئے ہنگامی صلح واقع ہوئی تاکہ اس عرصے میں فریقین
ایسے عہدنامے کیلئے گفت و شنید کریں۔ جس سے نزاع کا خاتمہ ہو جائے
لیکن عہدنامہ نہ ہو سکا اور جنگ از سرِ نو شروع ہو گئی۔

کیلکیہ میں فرانسیسیوں کی فوج ۴ ڈویژنوں پر مشتمل تھی جبکی قیادت
اطنہ میں جرنیل دو فیو اور کلس میں جرنیل دی لاموط کرتے تھے جرنیل
گورو کا ہیڈ کوارٹر بیروت تھا۔ اور وہ فرانس کے مشرقی جیش کا کمانڈر
انچیف تھا۔ کمالی جتھے کرنیل صلاح الدین بک کے زیر قیادت تھے۔
کہا جاتا ہے کہ وہ تعداد میں پانسو تھے اور انمیں بیس ہزار مجاہد شامل
تھے۔ ان کے افسر تربیت یافتہ تھے اور ان کے پاس پہاڑی توپوں اور
بندوقوں اور بارود کی کثرت تھی۔

فروری ۱۹۲۱ء میں جب بکر سامی بک وزیر خارجہ انگورا لندن کانفرنس
میں شریک ہونے کیلئے جا رہے تھے تو راستے میں وہ پیرس اُترے۔
فرانسیسی مدبرین سے ان کی ملاقات ہوئی۔ تھوڑی سی گفت و شنید میں
ترکی و فرانس میں بنیادِ صلح رکھدی گئی۔ دونوں ملکوں نے جنگ ترک
کردی اور اسی عہدنامے کی برکت تھی کہ لندن کانفرنس میں موسیو بریان
نے ترکوں کے حقوق کی پُر زور حمایت کی اور ان کے قضیہ کی درستی
کا اقرار و اثبات کیا۔

۳۰۔ ستمبر ۱۹۲۱ء کو موسیو فرنکلان بویون مندوب وزارت خارجہ فرانس
فرانسیسی ترکی صلح کی تکمیل کیلئے انگورا پہونچا اور متعدد نشستوں کے بعد
۲۰۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو فریقین کے مابین معاہدہ صلح پر دستخط ہو گئے۔ یہ عہدنامہ

... پاس ہے ... میں خلاصہ درج کیا جاتا ہے:-

(۱) فرانس و حکومتِ انگورا کے مابین جنگ ختم ہو جائے (۲) فرانسیسی قیدی جو ترکوں کے پاس ہیں انکو آزاد کر دیا جائے۔ (۳) اس عہدنامے پر دستخط ہونے کے بعد زیادہ سے زیادہ دو مہینے کی مدت میں ترکی فوج اس خط کے شمال کیطرف اور فرانسیسی فوج جنوب کیطرف واپس ہو جائے جس کی تعیین دفعہ ۸ میں کیگئی ہے۔ (۴) تخلیہ کے طریق پر غور کرنے کیلئے ایک مخلوط کمیٹی معین کیجائے۔ (۵) جن علاقوں کو فریقین خالی کریں۔ ان علاقوں میں عام معافی کا اعلان صادر کر دیں (۶) مجلس ملی عظمیٰ انگورا اعلان کرے کہ وہ قلیل التعداد جماعتوں کے حقوق کی اس اصول کے ماتحت تائید کرتی ہے جو اتحادی حکومتوں اور انکے دشمنوں کے باہمی عہدناموں یا اتحادی حکومتوں کے باہمی معاہدوں میں ملحوظ رکھا گیا ہے (۷) علاقہ سکندرونہ کیلئے خاص نظام حکومت پیدا کیا جائے۔ (۸) دفعہ ثالث میں جس خط کا ذکر آیا وہ حسب ذیل ہوگا خط حدود خلیج اسکندرونہ کے کسی مقام سے جسے فریقین منتخب کریں۔ شروع ہوگا اور تمام خط بایاس کے جنوب میں اور اکبر کے علاقہ میں واقع ہوگا ریلوے سٹیشن اور علاقہ اکبر شام کے تابع رہینگے اس مقام سے خط جنوب مشرق کیطرف پھر جائیگا۔ مرصوفہ شام کی قبضے میں رہیگا اور قربتہ اور شہر کلس ترکی کے قبضے میں، اس کے بعد یہ خط جوبان بک کے مقام پر ریلوے لائن بغداد سے متصل ہو جائیگا اور نصیبین تک ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ چلا جائیگا اور وہاں ... راستے کے سامنے جزیرہ عمرو تک چلا جائیگا اور وہاں

سے دجلہ کے منتقل ہو جائیگا۔ نصیبین اور جزیرہ عمرو ترکی کے قبضے میں
رہیگا۔ اسیطرح قدیم راستہ بھی ترکی ہی کے قبضے میں ہوگا لیکن راستے
کے استعمال کا حق دونوں ملکوں کو مساوی طور پر حاصل ہوگا۔ جوبان بک
اور نصیبین کے درمیانی ریلوے سٹیشن ترکی ہی کے ماتحت ہونگے
کیونکہ وہ ریلوے لائن کا جزو شمار کئے جاتے ہیں۔ (۹) سلطان
عثمان بانئ سلطنت عثمانیہ کے جدّ امجد سلیمان شاہ صاحب کا مقبرہ
ترکی کے ماتحت رہیگا۔ (۱۰) حکومت مجلسِ ملّی عظمیٰ انگورا اس بات
سے متفق ہے کہ بغداد ریلوے کے اس حصّے کا جو بوزانتی اور
نصیبین کے درمیان واقع ہے اور ولایت آدنہ کی برانچ لائن
کا حق باربرداری و انتظام فرانسیسی ایجنسی کے سپرد ہوگا۔ اور یہہ
ایجنسی حکومت فرانس کیطرف سے مقرر کیجائیگی۔ باربرداری اور
استثمار سے متعلق جتنے حقوق و امتیازات ہوتے ہیں وہ بھی
ایجنسی کو حاصل ہونگے۔ (۱۱) ترکی اور شام کے مابین معاہدۂ آجنگی
کے انعقاد کیلئے مخلوط کمیٹی مقرر کیجائے (۱۲) قویق اور فرات کی نہروں کا
پانی دونوں ملکوں کے مابین تقسیم کرنے کے قواعد دفعہ دوازدہم میں درج ہیں
(۱۳) باشندوں کو ایکدوسرے کے ملک میں سیاحت سفر کی آزادی حاصل ہوگی
فرانسیسی اخبارات نے اس معاہدہ کا نہایت مسرت کیساتھ استقبال
کیا۔ اور چونکہ یہ معاہدہ موسیو فرینکلن بولون کے ہاتھ سے مکمل ہوا تھا اسلئے
اسکو مبارکبادیں دیگئیں۔ انگریزی حلقوں اور اخبارات کو کسی قدر حیرت
ہوئی اور وہ کہنے لگے کہ ضرور دال میں کچھ کالا کالا ہے ان کا دعویٰ تھا
کہ اس معاہدہ کیساتھ ضرور کوئی خفیہ ضمیمہ بھی ہے جسکی اشاعت نہیں کیگئی لیکن

دونوں حکومتوں کے درمیان مناقشت پیدا ہوجاتی لیکن یہ مسئلہ دوستانہ طریق پر طے ہوگیا۔

۲۸۔ نومبر کو اس معاہدے کا نفاذ ہونے لگا جرنیل دوفیو نے جو فرانسیسی جیش کے سالار تھے۔ آدنہ اور اسکے مضافات کے رؤسا و امراء کو دعوت دی اور کمالی حکومت کیساتھ جو عہدنامہ طے ہوچکا تھا وہ انکو پڑھکر سنایا اور ان سے کہا کہ اس ملک نے ایک سال تک ہمسایہ ممالک کے سامنے امن و سکون کی مثال قائم کی ہے۔ امید ہے کہ یہ ملک اسوقت بھی وقار و متانت کی حکمت عملی کو ہاتھ سے نہیں دیگا اور ۲۹۔ نومبر کو ترکی افواج آدنہ میں داخل ہوگئیں اور یکم دسمبر کو ترکوں نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیلی۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کا فرمان

اسکے بعد غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے باشندگان کیلکیہ کے نام ذیل کا پیغام ارسال کیا:۔

"حال ہی میں ہم نے حکومتِ فرانس کے ساتھ جو عہدنامہ کیا ہے اسکی رُو سے ہمیں دوبارہ اطنہ کی حکومت ملگئی ہے۔ یہ علاقہ قدیم الایام سے ہمارے ملک کا حصہ چلا آتا ہے اور جنگ عظیم کے اختتام سے لیکر ابتک اس علاقے پر فوجی قبضہ رہا ہے۔ الحمدللہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اطنہ اور دیگر علاقہ جات اپنے پہلے ملک سے ملحق ہوگئے اور میں بصد فخر و سعادت اس علاقے کے باشندوں کو مجلس ملی عظمی کیطرف سے سلام و مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ اپنے وطن کی گود میں واپس آگیا اور میں امید کرتا ہوں کہ عنقریب تمام دنیا ہماری قوم کے صلح پسندانہ ارادوں کا اعتراف کریگی اور مجلس ملی اعظم سے متفق

ہو جائیگی۔

" ہم اس بات سے غافل نہیں ہیں کہ صلح میں بہت سے فوائد ہیں۔ ہم اس امر کے سوا اور کچھ نہیں چاہتے کہ ہمارے حق آزادی کا اعتراف کیا جائے۔ اور یہ قدرتی حق ہے، ہر قوم اسکی مستحق ہے۔ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ فرانسیسی قوم کا شکریہ ادا کروں کہ اس نے اس نظریہ کو قبول کر لیا ہے۔

" اس میں شک نہیں کہ اَدَنہ، ارفہ اور عنتاب اور ان کے مضافات کے باشندے جو جنگِ عظیم کی تلخی کا مزا چکھنے کے بعد دوبارہ امن و سکون حاصل کر چکے ہیں، عنقریب ملک کی ترقی اور آبادی کیلئے جدّوجہد شروع کر دیں گے لیکن بعض واقعات سے مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ مفسدین کی ایک جماعت مجلسِ ملی عظمیٰ کی کامیابی کو دیکھکر خائف و ہراساں ہے اور باشندگانِ ملک کے درمیان شورش و اضطراب پیدا کرنے اور اختلاف کا بیج ڈالنے میں مصروف ہے یہ لوگ ان علاقوں میں یہ مشہور کر رہے ہیں کہ ہم اپنے ہموطنوں کیساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں جو جذبات اخوّت کے خلاف ہے اور ہم نے جرائم کا ارتکاب شروع کر دیا ہے، جیسا کہ جنرل غورو نے اپنے اعلان میں اشارۃً کہا ہے، میں اب مہذّب دنیا اور عالمِ انسانیت کے روبرو یہ کہتا ہوں کہ ترکی ممالک میں جتنے مختلف عناصر آباد ہیں۔ اور جو قدیم الایّام سے باہم برادرانہ طریق سے زندگی بسر کرتے چلے آئے ہیں وہ بدستور متحد ہیں، اور ایکدوسرے کیساتھ اسقدر مضبوط تعلقات اور وابستگی رکھتے ہیں کہ انکو ایکدوسرے سے جدا کرنا نہایت دشوار ہے

" بیشک گذشتہ سالوں میں غلط فہمی اور افسوسناک واقعات پیدا ہو گئے ہیں۔ جنکی وجہ صرف یہی ہے کہ بعض مفسدین نے یہ خیال کیا کہ امن و سکون کی فضا انکے اغراض و مقاصد کیلئے موزوں و موافق نہیں ہے۔ لیکن اب عام

رفع دفع ہو جائینگے جسطرح ایک کُنبہ میں جھگڑا پیدا ہوتا اور رفع ہو جاتا ہے۔"

"اس اعلان سے حکومت نے ان تمام اسباب کا ازالہ کر دیا ہے جو ہموطنوں کی درمیان غلط فہمی کو باقی رکھنے میں ممد تھے، وہ اس باپ کیطرح ہے جو اپنے بچّوں کی حفاظت کرتا ہے۔

"لیکن رعایا کے بھی فرائض ہوتے ہیں. میرا خطاب جمیع باشندگان کیطرف ہے، اور یہ خطاب کسی خاص عنصر یا مذہب سے مخصوص نہیں ہے مَیں بلا امتیاز سب کو اپنے اپنے فرائض کیطرف توجہ دلاتا ہوں۔

"حکومت مجلس ملّی عظمیٰ انگورا و مقراطی ہے، قوم اور حکومت دونوں ان تمام مسائل میں جو ملکی ضروریات سے متعلق ہوں ملکر کام کرتے ہیں. اس بات پر طویل بحث کی ضرورت نہیں ہے کہ ملک کو امن و سکون کی ضرورت ہے، اور ضروری ہے کہ ہم ان تمام باتوں کی تکذیب اپنے اعمال کے ذریعہ کریں جو ہمارے دشمن مشہور کر رہے ہیں جو ہمارے کانوں کو بُری معلوم ہوتی ہیں. ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے دوستوں اور دشمنوں کے سامنے اِس بات کا ثبوت پیش کر دیں کہ ہم ایک آزاد اور متحد قوم کے فرزند ہیں، اور اسکی واحد صورت یہی ہے کہ آپ لوگ حکومت کی امداد کریں اور ملکی مفاد کو ذاتی مفاد پر ترجیح دیں. مجھے کامل یقین ہے کہ جو قوم عظیم الشان حوادث و مصائب کے سامنے اپنی شجاعت و خودداری کی حفاظت کرنا جانتی ہے وہ اس بات سے بھی پوری طرح واقف ہے کہ شجاعت و عزت کا باقی رکھنا بھی ضروری ہے نیز یہ امر بھی ضروری ہے کہ نسل و مذہب کی تفریق کو بالائے طاق رکھکر

اخیر میں یہ بات بھی ضروری ہے کہ رعایا کو کسی طرح کا خلاف عقل منطق فعل کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیئے۔ میں اس مقام پر اعلان کردینا چاہتا ہوں کہ حکومت مجلس ملی عظمیٰ اس شخص کے خلاف نہایت سخت تدابیر اختیار کریگی جو قانون کی خلاف ورزی کریگا۔ کیونکہ وہ ملکی مفاد کو تمام امور پر مقدم سمجھتی ہے"

ترکوں اور ارمنوں کی جنگ

ترکوں اور ارمنوں کا اختلاف تو صدیوں سے قائم ہے لیکن اس اختلاف نے گذشتہ صدی کے آخری اور موجودہ صدی کے ابتدائی حصے میں نہایت شدید صورت اختیار کرلی تھی اور جسکی قوت محرکہ اجنبی حکومتوں کی دسیسہ کاریاں اور سازشیں ہیں، الغرض جگہ جگہ شورش اور فتنہ کا بازار گرم ہونے لگا۔ جب جنگ عظیم کی آتش مشتعل ہوئی، تو اناطولیہ کے مشرقی ممالک کے ارمنوں نے ترکی حکومت کے خلاف بغاوت کردی اور وہ حکومت روس سے متحد ہو گئے۔ انہوں نے عثمانی جیش سے لڑائی کی سنہ ۱۹۱۵ء اور سنہ ۱۹۱۶ء میں عثمانی جیش کو روسی جیش کے سامنے پسپا ہونا پڑا۔ اس رجعت اور قفقاز کی شکست کی بڑی وجہ ارمنوں ہی کی بغاوت تھی۔ ارمنوں کے اس فعل ہی کا نتیجہ تھا۔ کہ اتحادیوں نے جو اس وقت عنانِ حکومت کے مالک تھے۔ انہیں اپنے علاقے سے باہر نکال کر عرب کے مغربی علاقوں میں وطن اختیار کرنے کے لئے بھیجدیا۔

قفقاز کے ارمنوں کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی، اور وہ ذلت وخواری کے ساتھ خاموش رہے۔ حتیٰ کہ جنگ کا اختتام ہوا اور ترکوں کو شکست ہوگئی۔ پھر تو ارمنوں کو بھی پر لگ گئے۔ تاوان کا مطالبہ کرنے لگے۔ وان

ارض روم اور قارص کی ولایتوں پر قبضہ کرنے کیلئے پیشقدمی شروع کردی حالانکہ یہ ممالک معاہدہ برست لیٹوفسک کی رو سے ترکوں کو واپس دیدیئے گئے تھے۔ ارمنوں کی جمہوریت نے اکتوبر ۱۹۲۰ء کو اپنے پایہ تخت اریفان سے جنگ کا اعلان کیا۔ کمالیوں نے بھی تیاری شروع کی۔ بریگیڈیر جنرل کاظم قرہ بکیر پاشا کی کمان میں ترکانِ احرار کی فوجیں بڑھنے لگیں۔ چونکہ آذربیجان کی اسلامی حکومت اور روس کی بالشویک حکومت سے ترکانِ احرار کا اتصال تھا۔ اسلئے انکی فوجوں کو راستہ مل گیا۔ اور دامیہ کے معرکوں کے بعد کمالیوں کی فتح ہوئی اور وہ ارمنوں کی جمہوریت کے پایہ تخت آریفان میں داخل ہوگئے۔ قارص پر بھی قبضہ کرلیا گیا، اور جب وہ کسندربول کے شہر میں پہنچے تو ارمنوں کے جیش نے ہتھیار ڈال دیئے۔ یہ جنگ بھی ترکوں کی مکمل فتح پر ختم ہوئی۔ فریقین کے مابین ایک معاہدہ ہوگیا۔ ارمن اپنی حدود کی طرف واپس ہوگئے اور طمع اور لالچ سے باز آگئے ؂

فصل الخامس

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی تقریریں

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی سیرت کے تمام پہلوؤں کا مطالعہ اس صورت میں مکمل ہو سکتا ہے کہ جہاں آپکے دیگر اوصاف و حالات بیان کئے گئے ہیں وہاں آپکے بعض اقوال بھی نقل کئے جائیں جن سے اس امر کا ثبوت ملیگا کہ غازی موصوف نہ صرف صاحبِ شمشیر اور میدانِ جنگ کے بطل عظیم ہیں بلکہ وہ صاحبِ قلم اور عنانِ فصاحت و بیان کے مالک بھی ہیں۔

آپ نے مجلس ملی عظمیٰ کے ایک جلسے میں جو قانون ذمہ داری وزارت پر بحث کر رہا تھا۔ تقریر کرتے ہوئے فرمایا: "میں جامعہ اسلامیہ کو اس شکل میں سمجھتا ہوں کہ ہم بحیثیت مسلم تمام مسلمانوں کی سعادت اور خوشحالی کے متمنی ہیں۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ تمام اسلامی جماعتیں آزاد زندگی بسر کریں۔ کیونکہ اسلامی اقوام کی سعادت سے ہماری سعادت اور ہماری قوم کی سعادت سے اسلامی اقوام کی سعادت وابستہ ہے۔ اس بات پر بحث کرنا فضول ہے کہ ایک سب سے بڑی اسلامی شہنشاہیت قائم کیجائے۔ یہ محض خیال ہے اور علم منطق اور فن کے خلاف ہے۔ ہم یہ ضرور چاہتے ہیں کہ ہر اسلامی جماعت دوسری اسلامی جماعت سے متحد ہو اور اس اجتماع سے وحدت پیدا ہو جائے۔ لیکن باوجود وحدت اجتماعی کے اپنے اپنے جماعتی امور میں ہر ایک جماعت کو آزادی و خود مختاری حاصل ہو۔"

سفیرِ افغانستان نے جب اوراقِ سفارت پیش کئے اور اپنی حکمتِ عملی کا

"ترکی اور افغانستان متحد ہو کر عالمِ اسلامی کو آزاد کرانے کیلئے جدوجہد کرینگے۔ اور عالمِ اسلامی کا اجتماع صرف اپنی ہستی کی حفاظت کیلئے ہے۔ اور اسمیں شک نہیں کہ مشرق کی محکوم قومیں افغانستان، ترکی اور بالشویکوں کی حکومت کے لئے باہم عہد و پیمان کو مسرت کی نگاہ سے دیکھینگی"

جب معرکہ سقاریا میں قیادتِ علیا آپکے سپرد ہو رہی تھی تو آپنے فرمایا:

"مجھے اس بات میں بالکل شک و شبہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہم ضرور اپنے دشمنوں کو تباہ کر دینگے۔ جو ہمیں غلام بنانیکی کوشش کر رہے ہیں۔ اور میں اس بات کو تصریحاً و تاکیداً آپکی مجلس اور تمام دنیا کے سامنے ظاہر کرتا ہوں"۔

آزادئ فرانس کی سالگرہ کی تقریب پر ۱۴ جولائی ۱۹۲۲ء کو فرانسیسی سفیر مقیم انگورا نے ایک محفل منعقد کی جسمیں غازی اعظم نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ حقیقت ان تمام لوگوں کے پیشِ نظر رہنی چاہئے جو دنیا کے انتظام پر متولی ہیں۔ کہ افکار و خیالات توپوں اور بندوقوں اور جبر و شدت سے مر نہیں سکتے۔ تجربے سے ثابت ہو چکا ہے کہ آزاد خیال کا مقابلہ کرنے کیلئے جسقدر مظالم کا ارتکاب کیا جاتا ہے اسی قدر ان کا نتیجہ برعکس برآمد ہوتا ہے لوگ اپنے خیال اور اپنے حق پر اور بھی زیادہ مضبوطی سے قائم ہو جاتے ہیں اسکا ثبوت فرانس کے عظیم الشان انقلاب میں موجود ہے جسمیں فرانسیسیوں کو اپنے دشمنوں کے خلاف فتح ہوئی۔ حالانکہ دشمن تعداد و سامان کی لحاظ سے فائق تھے"

جب قیادتِ علیا کا عہدہ جنگ کی تمام مدت کیلئے آپکو تفویض ہو رہا تھا۔ تو آپ نے ایک تقریر میں فرمایا:۔

"انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا لشکر قوم کی تمام تمنائیں حاصل کریگا۔ ہمارا لشکر مجلسِ ملّی کے قواعد کا پابند روایتی عزّت کا پاسبان اور احکامِ دینی کا فرمانبردار ہے ہمارا کامیاب ہونا ایک یقینی امر ہے۔ شک و شبہ کو وہاں مجالِ دم زدن نہیں ہے۔

"وہ سمرنا جو ہمیں بہت عزیز ہے۔ وہ خوشنما بروصہ جو ہمارا پایہ تخت رہ چکا ہے وہ آستانہ جو ہمارا موجودہ پایہ تخت ہے اور ہماری تمام قومی جائدادوں اور اماکنِ مقدسہ پر حاوی ہے علیٰ ہذا القیاس ایڈریانوپل جو ہمارا دوسرا پایہ تخت ہے اور ممالکِ تھریس، یہہ سب مقامات بہت جلد اور ضرور ہمارے ملک ترکی سے ملحق ہونیوالے ہیں۔ اور جس دن طائرِ بشارت اس بات کی مبارکباد تمام قوم کو دیتا ہؤا مجلسِ ملی عظمیٰ کی دیوار پر نغمہ آرا ہوگا تو اسوقت مَیں آپکی مجلس کے ایک رکن کی حیثیت سے اس سعادتِ عظمیٰ کے شرف سے بہرہ اندوز ہونگا۔

"سعادت اور نیکبختی کی اس سے بزرگتر اور بلند تر مثال اَور کوئی نہیں ہوسکتی کہ ایک شخص اپنی قوم کی گود میں بیٹھکر نعمتِ حریت سے متمتع ہو، اور جو لوگ تجربہ و آزمائش کے بعد امور و معاملات کی حقیقت تک پہنچ چکے ہیں۔ وہ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ جن لوگوں کے دل معنوی مسرت اور قدسی جذبات سے آشنا اور جن کے کام و دہن وجدان و ضمیر کی کیفیت سے لذت گیر ہو چکے ہوں۔ انکی نگاہ میں مادی مناصب اور بلند درجوں اور عہدوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی"۔

یکم ستمبر کو غازی اعظم نے اپنے لشکر کے نام ذیل کا فرمان شائع کیا:۔

"مجلسِ ملی عظمیٰ کے سپاہیو ! تم نے ایک تھوڑی سی مدت میں افیون قرہ حصار اور دملو بکار کے سب سے بڑے میدان جنگ میں ثابت کر دیا ہے کہ

تم تمہاری عظیم الشان اور شریفانہ نسب قوم سے منسوب ہونے کیلئے اہل ہو۔ میں تمہارے قدموں کو دیکھتا جاتا ہوں اور تمہاری جنگی مہارت کا اچھی طرح امتحان کر رہا ہوں، اور میں ادائے فرض منصبی کیلئے تمہارے قریب ہی رہونگا۔ میں نے میدانِ جنگ کے کمانڈر کو پیغام بھیجدیا ہے کہ وہ تمہاری آرزوؤں کو مجھ تک پہنچاتا رہے تاکہ میں انہیں قوم تک پہونچا دوں۔

"میں اپنے تمام بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے نصب العین کو سامنے رکھکر بڑھتے چلے جائیں۔ انکو اناطولیہ میں اس میدان کے علاوہ کئی اور میدانوں میں لڑنا ہوگا۔ ایک دوسرے سے بڑھ بڑھ کر عقل و دانش اور حمیت و شجاعت کا اظہار کرو۔ اے سپاہیو! تمہاری پہلی منزلِ مقصود سمندر ہے، بڑھے جاؤ"

غازی اعظم نے ذیل کا فرمان بھی شائع کیا جسمیں آپ نے ترکی قوم کو مخاطب کیا:

"ہمارا وہ حملہ جس کی ابتداء ۲۶ اگست ۲۲ء کو مغربی میدان میں ہوئی "افیون قرہ حصار، التون تاش، اور دوملو بیکار بینار کے درمیان پانچ دن اور پانچ راتوں تک قائم رہا۔ مجلس ملی عظمیٰ کے لشکر کی شجاعت کیساتھ اللہ عزوجل کی توفیق شامل ہوگئی۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس جیش نے ظالم اور مغرور جیش کی قوت اور زندگی کو فوراً تباہ کردیا۔ اور وہ دنیا میں دہشت و حیرت کی ایک مثال بنگیا۔ میں اپنی قوم کے سامنے اس لشکر کو پیش کرتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ وہ ہر طرح کی ستائش و نوازش کا مستحق ہے اور اس جیش کو تیاری، اس کیلئے سازوسامان کی فراہمی اور اسمیں روایتی شجاعت کی روح پھونکنا صرف قوم کی مہربانیوں کا نتیجہ ہے اور اسی کی ابدی قوت انکا ذکر زندہ جاوید یادگار رہے۔

[illegible] جیش کا بڑے سے بڑا جرنیل اور [illegible] اور چھوٹے سے چھوٹا
سپاہی اور مجاہد صرف یہ مقصد اپنے سامنے رکھتا ہے کہ جس فرض کو ادا
کرنے کیلئے قوم نے اسے مامور کیا ہے۔ اس کے ادا کرنے میں جامِ
شہادت پی سکے، مَیں نے یہ حقیقت میدانِ جنگ میں بچشمِ خود دیکھی
ہے، اور مَیں اس وقت مجاہدین کے پاس کھڑا تھا۔ میری رائے ہے
کہ یہ خبر تمام قوم کو پہونچا دُوں۔

"ہم تین سال سے اپنی قوم کی قوت اور رائے کا اظہار کرتے رہے ہیں
حتّٰی کہ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ ہماری تمام مشقّتوں اور صعوبتوں کا نتیجہ
ظاہر ہونا شروع ہو گیا ہے۔ یہ مصائب قریباً ناقابلِ برداشت
تھے۔ لیکن جب بات کا مرجع قوم کی رائے کی طرف ہو۔ اس کا انجام
یقیناً اچھا ہوتا ہے۔ ہماری قوم کا مستقبل نہایت استوار ہے۔ اور
یقیناً ہماری افواج کو فتح موعود حاصل ہو جائیگی۔"

تتمہ

روزنامچہ جنگِ اناطولیہ

۳۰۔ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو موندروس کی ہنگامی صلح ہوئی۔ ۱۵۔ مئی ۱۹۱۹ء کو یونان نے سمرنا پر حملہ کیا۔ ۲۳۔ جولائی ۱۹۱۹ء کو ارض روم کانفرنس منعقد ہوئی۔ ۴۔ ستمبر کو سیواس کانفرنس ہوئی۔ ۲۷۔ دسمبر کو وہ وفد نمائندگان جو سیواس کانفرنس کیلئے مرتب ہوا تھا انگورا پہونچا۔ ۱۶۔ مارچ ۱۹۲۰ء کو اتحادیوں نے قسطنطنیہ پر قبضہ کرلیا۔ ۲۳۔ اپریل کو مجلسِ ملی انگورا کا افتتاح ہوا۔ ۲۲۔ جون کو یونان کا پہلا حملہ شروع ہوا۔ ۲۵۔ جولائی کو یونانیوں نے تھریس پر قبضہ کرلیا۔ ۱۰۔ اگست کو عہدنامہ سیورے پر دستخط کئے گئے۔ ۲۹۔ ستمبر کو آرمینیا کے خلاف اعلان جنگ ہوا۔ ۲۔ دسمبر کو آرمینیا کے ساتھ ایک عہدنامہ طے ہوا۔ ۹۔ جنوری ۱۹۲۱ء کو این اوکی کی پہلی لڑائی واقع ہوئی۔ ۸۔ فروری کو فرانسیسیوں نے عنتاب پر حملہ کیا۔ ۲۱۔ فروری کو ترکی و یونان کے درمیان صلح کرانے کے لئے لندن کانفرنس منعقد ہوئی۔ ۲۶۔ مارچ کو این اوکی کا دوسرا معرکہ واقع ہوا۔ ۵۔ جولائی کو ایطالوی افواج انطاکیہ سے نکل گئیں۔ ۱۳۔ جولائی کو سقاریہ کے معرکے شروع ہوئے۔ جو ۱۳۔ ستمبر کو یونانی فوج کی شکست پر ختم ہوئے۔ ۲۵۔ دسمبر کو فرانسیسی کیلکیہ کو خالی کرنے لگے۔ ۲۶۔ اگست ۱۹۲۲ء کو اناطولیہ میں ترکی کا زبردست حملہ شروع ہوا۔ اور ۱۱۔ اکتوبر کو مدانیہ کا عہدنامہ منعقد ہوا۔

مجلسِ مشاورتِ صلح کا روزنامچہ

۲۰۔ نومبر ۱۹۲۲ء کو کانفرنس کا افتتاح ہوا۔ ۲۷۔ نومبر ۱۹۲۲ء کو عصمت پاشا نے تجویز پیش کی کہ انگریز موصل سے نکل جائیں۔ ۲۸۔ نومبر ۱۹۲۲ء کو کانفرنس نے غیر ملکی مراعات پر بحث کی۔ ۲۹۔ نومبر ۱۹۲۲ء کو قرضہ جات عامہ اور یونان سے تاوان طلب کرنے پر بحث ہوئی۔ یکم دسمبر کو اتحادیوں نے مصارف قبضہ کا مطالبہ کیا اور کانفرنس نے محصولات اور جنگی کے امور پر بحث کی، ۳۔ دسمبر ۱۹۲۲ء کو یہ خبر شائع ہوئی کہ عنقریب گفت و شنید منقطع ہو جائیگی۔ لیکن اس خبر کی تردید کر دیگئی، ۵۔ دسمبر کو کانفرنس نے آبناؤں کے مسئلے پر بحث کی، ۱۵۔ دسمبر ۱۹۲۲ء کو اس مسئلے کے متعلق ترکوں نے اپنی تجاویز پیش کیں۔ ۲۸۔ جنوری ۱۹۲۳ء کو اتحادیوں کے نمائندوں نے مسودہ معاہدہ ترکی وفد کے حوالہ کر دیا، یکم فروری کو ایک خاص عہدنامے پر دستخط ہوئے۔ جس کی رو سے ترکی و یونان کے مابین ملکی اور فوجی قیدیوں کا تبادلہ ہوا، ۴۔ فروری ۱۹۲۳ء کو کانفرنس کی گفت و شنید منقطع ہوگئی۔ ۲۰۔ فروری کو عصمت پاشا انگورا واپس گئے، ۲۷ فروری کو مجلس ملی عظمیٰ نے حکومت کو اجازت دی کہ گفت و شنید مکمل کرے۔ ۵۔ اپریل کو دوسری کانفرنس مدعو ہوئی۔ ۲۳۔ اپریل کو اسکا افتتاح ہوا، ۲۶۔ مئی کو ترکوں اور یونانیوں کے درمیان تاوان کا مسئلہ طے ہوا! ۹ جولائی کو خبر آئی کہ مختلف فیہ مسائل کا تصفیہ ہو گیا ہے، ۱۶۔ جولائی کو عہدنامہ آخری طور پر طے ہوا۔ اور ۲۴ جولائی کو معاہدہ صلح پر دستخط ہو گئے،

۲۸ اگست ۱۹۲۲ء کو علی الصباح کمالی حملہ عظیم الشان شدت کے ساتھ شروع ہوا ترکی کے جنوبی لشکر نے افیون قرہ حصار پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد دوملو بیکار کی طرف بڑھا یہاں عظیم الشان معرکہ ہوا۔ کمالیوں کو فتح ہوئی اور وہ عشاق اور کردوس تک بڑھ گئے۔ اس مقام پر بھی شدید معرکہ ہوا۔ اور یونانی جیش پاش پاش ہوگیا۔ ترکوں کے لئے سمرنا میں داخل ہونے کی راہ کھل گئی۔ اور وہ ۹ ستمبر کو سمرنا میں داخل ہوگئے۔ یکم ستمبر کو ترکی کا شمالی لشکر اسمد کے خطے سے پیشقدمی کرنے لگا۔ بیلہ جک، اسکیشہر، اور کوتاہیہ پر قبضہ کرنے کے بعد بروسہ پر حملہ آور ہوا، اور ۱۱ ستمبر کی نصف شب کو اس شہر میں داخل ہوگیا۔ ۱۴ ستمبر کو ترک مدانیہ میں داخل ہوگئے، اور ۲۰ ستمبر کو اناطولیہ اور سواحل بحر مرمرہ یونانی افواج سے پاک ہوگئے

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

شرائط صلح

مقدمہ

سلطنت برطانیہ، فرانس، اٹلی، جاپان، یونان، رومانیا، عرب اور کروات سلوفات کی حکومت ایکطرف اور سلطنت ترکی دوسری طرف سے اس امر پر متحد ہوگئیں کہ ۱۹۱۴ء سے جو جنگ جاری ہے اسکا اب خاتمہ کر دیا جائے۔ ان حکومتوں کی خواہش ہے کہ آپس میں خوشگوار تجارتی تعلقات پیدا کئے جائیں کیونکہ تمام حکومتوں اور قوموں کا مفاد ان ہی تعلقات پر منحصر ہے۔ ان حکومتوں نے اس امر پر بھی اتفاق کرلیا کہ مذکورۂ بالا تعلقات کی بنیاد باہمی اعتراف آزادی پر قائم ہونی چاہئے۔ لہذا حکومتہائے بالا نے حسب ذیل معاہدہ پر اتفاق کیا۔

فصل اوّل (۱)

سیاسی دفعات

(۱) اس معاہدے کے نفاذ کے وقت سے حکومتہائے مذکورہ میں صلح ہوجائیگی اور آپس کے سرکاری تعلقات بین الاقوامی قانون کے مطابق قائم ہوجائینگے سیاسی اور تجارتی نمائندے ایکدوسرے کے ممالک میں بین الاقوامی قوانین اور حقوق سے فائدہ اٹھائیں مستقبل میں جو معاہدات ہونگے انپر اسکا اثر نہ ہوگا۔

(۲) ترکی سلطنت کی سرحد بحر اسود سے بحر ایجیہ تک اسطرح ہوگی۔

ترکی اور بلغاریہ کی سرحد۔ دریائے رزنا کے دہانہ سے دریائے مرتزا کے اس نقطہ تک جہاں ترکی، بلغاریہ اور یونان کی سرحدیں ملتی ہیں۔ بلغاریہ کی اور

کی سرحد اسطرح رہیگی جسطرح اسوقت نقشہ میں موجود ہے۔

ترکی اور یونان کی سرحد۔ یہ سرحد دریائے مرتزا کے مذکورۂ بالا مقام سے شروع ہوکر دریائے اردا اور دریائے مرتزا کے اتصال یا سنگم تک جائیگی (اردا اور مرتزا) یہاں سے دریائے مرتزا کے کنارے کنارے پر نہر اروا کے متوازی یہانتک کہ جوری کوئی کے قبضہ کے قریب دریائے اروا آجائے۔ وہاں سے جنوب مشرق کیطرف بوسنہ کوئی سے ایک کیلومیٹر نیچے دریائے مرتزا تک (کیلومیٹر ۱۲۱ میل) یہاں سے بحر ایجہ تک دریائے مرتزا (یونان وترکی کے درمیان) سرحد کا کام دیگا۔ بوسنہ کوئی ترکی کے قبضہ میں رہیگا اور جوری کوئی باشندوں کی کثرت کے لحاظ سے ترکی یا یونان کو دیا جائیگا لیکن اس مردم شماری میں وہ باشندے جوری کوئی کے اصلی باشندے نہیں تسلیم کیئے جائیں گے جو ۱۹۲۲ء کے بعد وہاں ہجرت کر گئے ہیں۔

(۳) بحرِ متوسط سے ترکی کی حدود ایشیائی ممالک تک حسب ذیل طریقہ پر ہونگی:۔

شام اور ترکی کی حدود وہ ہونگی جو ترکی و فرانسیسی معاہدہ کی دفعہ ۸ کی رو سے اکتوبر ۱۹۲۱ء میں قائم ہو چکی ہیں۔ لیکن عراق و ترکی کے درمیان حدود کی تعیین نو ماہ میں ترکی و انگلستان کیساتھ ایک دوستانہ معاہدہ کے ذریعہ ہو جائیگی۔ اگر مدتِ مذکورہ میں ایسا معاہدہ دونوں حکومتوں میں نہ ہو سکے تو یہ معاملہ مجلس اقوام کے سامنے فیصلہ کیلئے پیش ہوگا۔ برطانیہ اور ترکی وعدہ کرتی ہیں کہ جبتک مذکورۂ بالا طریقہ سے عراق و ترکی کی سرحد کا فیصلہ نہو گا وہ کوئی فوجی نقل و حرکت یا کوئی دوسری ایسی کارروائی نہ کرینگی جس سے سرحد متنازعہ فیہ کی موجودہ حالت میں فرق پیدا ہو۔

(۴) ان حدود کو نقشہ پر بھی کھینچ دیا گیا ہے۔ لیکن اگر نقشہ اور عبارت میں کوئی فرق پیدا ہو تو نقشہ کے مقابلہ میں معاہدہ کی عبارت پر عمل ہوگا۔

(۵) حدود کی تعیین کرنے کیلئے ایک وفد مقرر کیا جائیگا جسمیں ایک نمائندہ ترکی حکومت مقرر کریگی۔ اور ایک یونانی حکومت کیطرف سے ہوگا۔ یہ دونوں نمائندے

ہوگا کہ ہر حالت میں تعیینِ حدود کے وقت ان شرائط کا خیال رکھیں جو معاہدہ میں مذکور ہیں اور حتی الامکان تعیینِ حدود کے وقت مقامی انتظام اور اقتصادی حالت کو مد نظر رکھیں۔ وفد کا فیصلہ اکثریت پر ہوگا اور قطعی ہوگا۔ وفد کے اخراجات کی کفیل وہ دو سلطنتیں ہونگی جنکی سرحد کا فیصلہ ہوگا۔

(۶) حدود کی تعیین میں جس جگہ دریا کو سرحد تسلیم کیا گیا ہے اس سے وہ خط مراد ہے جو دریا کے وسط میں کھینچا جائے۔ بشرطیکہ دریا جہاز رانی کے قابل نہو۔ لیکن اگر دریا میں جہاز رانی ہو سکتی ہے تو اسکی سب سے بڑی دھار کے وسط میں یہ خط کھینچا جائیگا۔ کنارے سے تین تین میل تک ساحل تصور کیا جائیگا۔

(۷) دول مختلفہ عہد کرتی ہیں کہ حد بندی کرنیوالے وفد کو تمام وہ ضروری چیزیں مہیا کرینگی جنکی حد بندی میں ضرورت ہوگی خصوصاً وہ تمام مستند کاغذات جن سے موجودہ اور سابقہ حدود معلوم ہوں نیز تمام وہ نقشہ جات بھی مہیا کرینگی جو مساحت کی مصلحتوں کی بناء پر طیار کیئے گئے تھے۔ لیکن انکی اشاعت نہیں ہوئی

(۸) دول متعلقہ وعدہ کرتی ہیں کہ وفد مذکور کو ہر طرح امداد پہنچائینگی اور ترکی خصوصیت کیساتھ وعدہ کرتی ہے کہ اگر اس سے درخواست کیگئی تو وہ وفد کی امداد کیلئے ماہرین فن کی امداد بہم پہونچائیگی۔

(۹) دول متعلقہ وعدہ کرتی ہیں کہ وفد مذکور حد بندی کیلئے جو نشانات زاویہ کتبے یا پیمائش کے دیگر نشانات بنائیگا اسکی حفاظت کرینگی۔

(۱۰) حدود پر ایسے ستون قائم کئے جائینگے جو ہر طرف سے صاف نظر آئیں اور ان پر نقشوں کے ذریعہ سے انکا مقام اور عدد درج ہوگا۔

اصل مسودہ کو کہتے ہیں جنپر متعاہدین کے دستخط ہوں) دُوان میں ان حکومتوں کو ملینگے جنکی حد کی تعین ہوگی۔ اور تیسرا فرانس کو ملیگا۔ مؤخر الذکر حکومت کو لازم ہوگا۔ کہ وہ اصل کی نقلیں معاہدہ پر دستخط کرنیوالی تمام حکومتوں کو مہیا کردے۔

(۱۲) لنڈن کانفرنس منعقدہ ۱۳۔ فروری ۱۹۱۴ء کے اس فیصلہ کو تسلیم کیا جاتا ہے جسکی رو سے بحرِ متوسط کے شرقی حصّہ کے جزائر (ماسوا جزائر امبرس۔ تندروس اور رابیت) اور خصوصاً جزائر ساموس۔ مدللی۔ صاقس۔ ساموس اور نیکاریا پر یونان کی سیادت تسلیم کیگئی ہے۔ وہ جزیرے یونان کی سیادت میں نہیں ہونگے جنپر اطالوی سیادت قائم ہے۔ اور جو دفعہ ۱۵۔ کی رو سے اٹلی کو دیدیئے گئے ہیں۔ ان جزیروں پر بھی یونان کی سیادت نہوگی۔ جن کا فاصلہ ساحل ایشیا سے ۳ میل سے کم ہے ایسی جزیرے ترکی سیادت میں رہینگے۔ سوائے اس حالت کے جبکہ کسی جزیرہ کو معاہدہ میں خاص طور سے کسی دوسری طاقت کو دیدیا جائے۔

(۱۳) حکومتِ یونان وعدہ کرتی ہے کہ امن و امان کے لئے جزائر مدللی۔ صاقس۔ ساموس اور نیکاریا میں حسب ذیل باتوں پر عمل کریگی۔

الف۔ ان جزیروں کے قریب بحری مستقر نہیں بنائیگی اور جنگی استحکامات قائم کریگی۔

ب۔ یونانی ہوائی جہاز اڑ کر اناطولیہ کے ساحلوں پر نہ جاسکیں گے۔ اور اسطرح ترکی ہوائی جہاز ان جزیروں پر نہ آسکیں گے۔

ج۔ جسقدر فوج کی معمولی حالت میں ضرورت ہوتی ہے صرف اتنی ان جزائر کے باشندوں کو فوجی تربیت دیکر رکھی جائیگی اور جندارمہ اور پولیس بھی صرف اتنی ہوگی جتنی کہ یونان کے دیگر علاقجات میں معمولی حالت میں رہتی ہے۔

(۱۴) جزائر امبرس اور تندروس جو ترکی سیادت میں ہیں انکا ایک خاص نظام

[cut off] ہوگا کہ وہاں کے غیر مسلم باشندوں کے جان و مال کی کافی حفاظت ہو اور

دفعہ باشندگان کے متعلق جو معاہدہ یونان اور ترکی میں ہوا ہے اور یا آئندہ ہو.
اسکا نفاذ ان دو جزیروں پر نہ ہوگا۔

(۱۵) جزائر سمبالیا۔ رودس۔ کالکی۔ سکاربانتو۔ کاسوس۔ بسیکوپیس۔ منیزیروس کالیمنوس۔ لیروس۔ پاتموش۔ لیپسوس۔ سیموس اور خوش کے متعلق جن پر بوقت اسوقت اٹلی کا قبضہ ہے۔ ترکی اپنے تمام حقوق اٹلی کے سپرد کردیگی۔ اسیطرح ان جزائر سے جو چھوٹے چھوٹے جزیرے ملحق ہیں۔ ترکی ان سے بھی دستبردار ہوتی ہے اسیطرح ترکی جزیرہ کنکوریزد سے بھی دستبرداری کا اعلان کرتی ہے۔

(۱۶) اس معاہدہ میں جو حدود ترکی کیلئے متعین کردیئے گئے ہیں۔ ان کے باہر کسی اراضی پر ترکی کے حقوق باقی نہیں رہے۔ اسی طرح سوائے ان جزیروں کے جن پر ترکی سیادت اس معاہدہ میں تسلیم کیگئی ہے اور کسی جزیرہ پر ترکی حقوق باقی نہیں ہے اگر ترکی اور دول متعلقہ کسی اراضی کے متعلق آئندہ کوئی معاہدہ کریں تو اس پر اس دفعہ کا نفاذ نہ ہوگا۔

(۱۷) مصر اور سوڈان میں ترکی کے جو کچھ حقوق تھے ان سے ترکی ۵۔ نومبر ۱۹۱۴ء کی تاریخ سے دستبردار ہوتی ہے۔

(۱۸) جو عثمانی قرضے جزیہ مصریہ کی ضمانت پر لئے گئے تھے۔ ان سے ترکی حکومت سبکدوش ہوگئی۔ یہ وہ قرضے ہیں جو ۱۸۵۵ء، ۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۴ء میں لئے گئے تھے اور جنکی ادائیگی اور سود کے لئے مصر ہر سال رقوم ادا کر رہا ہے۔

(۱۹) مصر کے مرتبہ کے متعلق جو مسئلہ آئندہ پیدا ہوگا وہ ان دول عظمیٰ کی مابین گفت و شنید سے طے پائیگا۔ جن کا مسئلہ مذکور سے تعلق ہوگا۔ ترکی سلطنت سے جو اراضی اس معاہدہ میں علیحدہ کر لیگئی ہے اور جس کے لئے معاہدہ میں احکام ... کئے گئے ہیں ... ان کا نفاذ مصر پر نہیں ہوگا۔

...ئے عامہ خصوصاً حزب وطنی ان دو دفعات کے بہت خلاف ہے اور حزب وطنی کی طرف سے متعدد احتجاجی تجاویز ان دفعات کے خلاف منظور ہو چکی ہیں ۱۲

(۲۰) ترکی اس امر کا اعتراف کرتی ہے کہ جزیرہ قبرص برطانوی سلطنت کا جزو،
جسکا اعلان برطانیہ ۵۔ نومبر ۱۹۱۴ء کی تاریخ میں کرچکی ہے۔

(۲۱) جو ترکی رعایا قبرص میں ۵۔ نومبر ۱۹۱۴ء کو حسب معمول مقیم تھی وہ برطانوی رعایا ہو جائیگی۔ لیکن یہ تغیر مقامی قوانین کے ماتحت ہوگا۔ اور اس لئے جو لوگ برطانوی رعایا ہو جائیں گے انکی ترکی قومیت قائم نہ رہیگی۔ ان لوگوں کو ترکی قومیت پسند کرنیکا حق بھی معاہدہ کے نفاذ سے دو سال کے اندر حاصل ہوگا لیکن ایسی صورت میں ترکی قومیت اختیار کرنے کے بعد بارہ ماہ کے اندر قبرص کو خیرباد کہدینا پڑیگا۔

جو ترکی رعایا اس معاہدہ کے نفاذ کے وقت قبرص میں موجود ہے اور اب تک برطانوی رعایا کے حقوق حاصل کرچکی ہے یا یہ حقوق حاصل کرنیکی کوشش کرتی رہی ہے اسکو یہ حقوق ملجائیں گے۔ اور اسکی ترکی قومیت باقی نہ رہیگی حکومت قبرص کو حق ہوگا کہ ان ترکی باشندوں کو برطانوی باشندوں کے حقوق عطا کرے یا نہ کرے جنہوں نے ترکی حکومت کی مرضی کے بغیر یہ حقوق حاصل کئے ہیں۔

(۲۲) ۱۹۱۲ء کے معاہدے کے مطابق جو حقوق ترکی کو لیبیہ[1] میں حاصل تھے ان سے ترکی دستبرداری کا اعلان کرتی ہے۔

(۲۳) دول معاہدہ اس امر کا اعتراف کرتی ہیں کہ زمانہ صلح وجنگ میں دردانیل۔ بحر مرمرہ اور باسفورس میں جہازوں کے لئے آمدورفت کی آزادی ہوگی جسطرح کہ آبناؤں کے متعلق علیحدہ معاہدہ میں طے ہوا ہے۔

---

[1] لیبیہ شمالی مصر کے مغرب میں واقع ہے۔ پہلے یہ ترکی سیادت میں واقع تھا لیکن ۱۹۱۲ء میں اٹلی کی سلطنت میں شامل ہوگیا تھا۔ طرابلس میں جو کچھ برائے نام حقوق ترکی کے باقی رہگئے تھے وہ اسطرح ختم ہوگئے۔ انگریزی میں Libya لکھتے ہیں۔

...ن کے متعلق جو معاہدہ علیحدہ قرار پایا ہے وہ عملاً اس معاہدہ کا جزو ہوگا

(۲۵) ترکی حکومت ان معاہدات کو تسلیم کرتی ہے جو دیگر دول متعاہد اور ان حکومتوں کے مابین طے پائے ہیں جو جنگ عظیم میں ترکی کی حلیف تھیں۔ ترکی ان تمام احکام کو بھی تسلیم کرتی ہے جو جرمنی، آسٹریا ہنگری اور بلغاریہ کی سابقہ علاقوں کے متعلق جاری ہو چکے ہیں یا عنقریب جاری ہونیوالے ہیں اور ان حکومتوں کے وجود کو بھی تسلیم کرتی ہے جو ان علاقوں میں قائم ہوئی ہیں۔

(۲۶) ترکی اس حدود اربعہ کو منظور کرتی ہے جو جرمنی، آسٹریا۔ بلغاریہ، یونان ہنگری۔ پولینڈ، رومانیا۔ سرویہ [۵] کے لئے گذشتہ معاہدہ کی رو سے مقرر ہو چکا ہے

(۲۷) جو علاقے ترکی ملک سے خارج ہیں اور دول متحدہ کی زیر سیادت ہیں یا جنپر انکی حمایت ہے، اُن کے سیاسی، قانونی اور انتظامی معاملات میں دخل دینے کا ترکی کو حق حاصل نہو گا۔ اسی طرح ان علاقوں کی رعایا کے معاملات میں بھی ترکی مداخلت نہ کریگی۔ جو ترکی سے علیحدہ کر دیئے گئے ہیں۔

دول متعاقدہ اس امر پر متفق ہیں کہ ان قیود کا اطلاق اون حقوق وراثت پر نہیں ہوگا۔ جو مذہب اسلام کی رو سے حاصل ہوں۔

(۲۸) متعاقدہ سلطنتیں اس امر کو تسلیم کرتی ہیں کہ ترکی میں خارجی قوموں کی امتیازات و مراعات کا وجود کسی شکل میں بھی نہیں رہیگا۔

(۲۹) مراکش اور تونس کے اُن لوگوں کو جو فرانسیسی رعایا ہیں حقوق حاصل ہونگے جو ترکی میں خود فرانسیسیوں کو حاصل ہیں۔ اسیطرح لیبیا کے باشندوں کو وہی حقوق

---

۵ Czecho Slovaka ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو معاہدہ ورسیلز کی رو سے اس نئی حکومت کا اعلان ہوا۔ آسٹریا اور ہنگری کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے یہ سلطنت بنائی گئی ہے۔ بوہیمیا، موریویا، آسٹریا کی سلیشیا اسمیں شامل ہیں۔ اس نئی سلطنت کا رقبہ تقریباً ساٹھ ہزار مربع میل ہے اور آبادی ایک کروڑ

حاصل ہونے جوانکے باشندوں کو حاصل ہے۔

اس دفعہ کے احکام اُن اشخاص کی قومیت پر کوئی اثر نہیں ڈالتے۔ جو ترکی میں اقامت پذیر ہو چکے ہیں اور در اصل تونسی لیبی یا مراکشی ہیں۔

(۳۰) ترکی کی وہ رعایا جو مستقل طور سے ان علاقوں میں قیام پذیر ہو چکی ہے جو ترکی سے علیحدہ کر لئے گئے ہیں۔ ان سلطنتوں کی رعایا ہو جائیگی جنکو یہ علاقے منتقل کر دیئے گئے ہیں۔

(۳۱) وہ اشخاص جنکی عمر ۱۸ سال سے زائد ہے اور وہ ان ممالک میں اقامت پذیر ہیں جو ترکی سے علیحدہ کر لئے گئے ہیں اور ان ممالک کے اکثر باشندوں سے مختلف قومیت رکھتے ہیں تو معاہدہ کے نفاذ کے وقت سے ۲ دو سال تک ایسے لوگوں کو کسی ایسی سلطنت کی رعایا ہو جانیکا حق حاصل ہوگا جسکی رعایا کا عنصر ملک متعلقہ میں کافی ہے لیکن اس تغیر قومیت کے لئے اس سلطنت کی رضامندی شرط ہے جسکی رعایا ہونیکی خواہش ہو۔

(۳۲) جو لوگ انتخاب دعویت کے اس حق کو استعمال کرنا چاہیں انکو چاہئے کہ تغیر دعویت سے بارہ ماہ کے اندر اپنی بود و باش کا انتظام اُس سلطنت میں کر لیں جسکی رعایا ہونا انہوں نے پسند کیا ہے انکو اجازت ہے کہ اگر انکی جائداد غیر منقولہ اس ملک میں ہو جسمیں وہ تغیر دعوت سے قبل رہتی تھے تو اسکی حفاظت کا انتظام کر لیں اور وہ اپنا ہر قسم کا مال منقولہ لیجائیں۔ اس انتقالِ مکانی میں ان لوگوں کو چنگی اور دیگر محصولات معاف ہونگے۔

(۳۴) وہ لوگ جو ترکی رعایا ہیں اٹھارہ سال سے زیادہ عمر رکھتے ہیں اور اصل ہیں اُن ممالک کے باشندے ہیں جو اس معاہدہ کی رو سے ترکی سے علیحدہ کر لئے گئے ہیں لیکن ہمیشہ باہر رہتے ہیں انکو اجازت ہوگی کہ اس ملک کی

کثیر التعداد عنصر میں سے ہوں اور اس ملک کی حکومت بھی انکے تغیر رعیت پر راضی ہو۔ یہ حق اس معاہدہ کے نفاذ سے دو سال کے اندر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ترکی سے جو ممالک علیحدہ کرلئے گئے ہیں اگر انکی حکومتوں اور ترکی میں آئندہ ان معاملات کے متعلق کوئی معاہدہ ہو تو اس دفعہ کے شرائط اس معاہدہ سے منسوخ ہوجائیں گے۔

(۳۵) دول متعاقدہ وعدہ کرتی ہیں کہ اس معاہدہ اور نیز اُن معاہدات کی رو سے جو جرمنی۔ آسٹریا۔ بلغاریہ ہنگری وغیرہ سے ہوئے ہیں جو حقوق حاصل ہونگے ان سے فائدہ حاصل کرنے والے آدمیوں کی راہ میں حکومت ترکی رکاوٹیں پیدا نہیں کریگی۔

(۳۶) شادی شدہ عورت کی قومیت وہی سمجھی جائیگی جو اُسکے شوہر کی ہوگی اور ۱۸ سال سے کم عمر کی اولاد کی قومیت وہی تسلیم کیجائیگی جو اُن کے والدین کی ہے۔

(۳۷) ترکی حکومت عہد کرتی ہے کہ جو احکام دفعہ ۳۸ سے دفعہ ۴۴ تک ہیں انکو قوانین اساسیہ سمجھیگی۔ اور کوئی قانون کسی شکل میں بھی ایسا نہیں صادر کریگی جو اُن احکام کے خلاف ہو۔ ترکی حکومت یہ بھی تسلیم کرتی ہے کہ ان احکام کے خلاف کوئی قانون یا تنظیم عمل جائز نہوگا۔

(۳۸) ترکی عہد کرتی ہے کہ بلالحاظ پیدائش، قومیت، زبان اور مذہب کے تمام باشندوں کی جان کی حفاظت کریگی۔ ترکی کے تمام مذاہب و ادیان و عقائد کے باشندوں کو اپنے اپنے طریقے پر شعائر دینی کے ادا کرنے کی اجازت [illegible] امن عامہ میں خلل واقع ہوتا ہے۔ اور

ترکی کے تمام غیر مسلم باشندوں کو نقل وہجرت کی کامل آزادی حاصل ہوگی لیکن یہ نقل وحرکت ان قواعد کے ماتحت ہو سکیگی۔ جو دفاع وطن اور امن عامہ کی حفاظت کے لئے ضروری ہیں۔

(۳۹) غیر مسلم قلیل التعداد باشندوں کو مدنی اور سیاسی حقوق مسلموں کے برابر حاصل ہونگے۔ قانون کی نظر میں تمام باشندے خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ برابر ہونگے اور دین و مذہب اور اعتقاد کے اختلاف کیوجہ سے کسی ترکی رعایا کے حقوق مدنی یا سیاسی مثلاً ملازمتوں، عہدوں، مرتبوں یا خطابوں پر اثر نہیں پڑیگا۔ کوئی قید ترکی رعایا پر ایسی نہیں لگائی جائیگی جس سے انکو تقریر تجارت، شعائر دین اور اخبارات میں یا نشر و اشاعت اور عام جلسوں میں کسی خاص زبان کا استعمال ضروری ہو اگر کسی شخص کو سرکاری زبان ترکی نہ آتی ہوگی تو اسکو دفتروں میں کافی موقع اپنی زبان کے استعمال کا دیا جائیگا۔

(۴۰) ترکی کے غیر مسلم قلیل التعداد باشندوں کو قانوناً اور عملاً تجارت و حفاظت میں ترکوں کے برابر حقوق حاصل ہونگے۔ خصوصاً ان کو اپنے اوقات کے انتظام کا حق ہوگا اور وہ ہر قسم کے خیرات خانے۔ یتیم خانے۔ مذہبی اور اجتماعی انجمنیں وغیرہ قائم کر سکینگے۔ اور تعلیم و تربیت کیلئے مدارس وغیرہ اپنے جاری کر سکیں گے۔ ان کو ان مدارس، وغیرہ کے انتظام اور ان میں اپنی خاص زبانوں اور مذہبی شعائر کے رواج کا حق حاصل ہوگا۔

(۴۱) جن شہروں اور علاقوں میں غیر مسلم باشندوں کی کثیر تعداد موجود ہے۔ ان کے بچوں کی تعلیم کیلئے ترکی حکومت کافی سہولتیں بہم پہنچائیگی اور ان مقامات میں ابتدائی مدارس جن میں انکی خاص زبان میں ... کھولے جائینگے

ترکی زبان کی تعلیم بھی جبری کرے جن مقامات میں غیر مسلم باشندے کثرت سے آباد ہیں۔ انکی تعلیم اور ان کے مذہبی اغراض کیلئے ترکی حکومت اتنا روپیہ دیگی جتنا بجٹ میں سے انصاف اور مساوات کے اصول سے انہیں پہنچتا ہو۔ ترکی حکومت یہ روپیہ ان غیر مسلم انجمنوں کے حقیقی نمائندوں کو دیگی۔

دوسری فصل

مالی شرائط

دفعات نمبر ۴۶ اور ۴۷۔ ان قواعد کی تصریح کرتی ہیں کہ جنکی رو سے عثمانی قرض کا حصہ ان ممالک کے ذمہ ڈالا گیا ہے جو ترکی سے جنگِ بلقان یا جنگِ عظیم کے بعد علیحدہ ہو گئے ہیں۔ قرض کی تقسیم حسب ذیل طریقہ پر ہوگی:۔

جو ممالک ترکی سے علیحدہ کر لئے گئے ہیں انپر ترکی قرض کا حصہ اس تناسب سے عائد ہوگا جس تناسب سے جنگ سے قبل وہ ترکی خزانے کو ادا کرتے تھے۔ قرض عثمانی کی نگہبانی کے لئے جو کمیٹی قسطنطنیہ میں ہے وہ اس حصہ کا تناسب مقرر کریگی۔ یہ کمیٹی ہر اُس سلطنت کا ایک نمائندہ اپنے ساتھ شریک کر لیگی جسکا قرض سے تعلق ہو۔ جب یہ تناسب مقرر ہو جائیگا، اور ہر سلطنت کی سالانہ قسط متعین ہو جائیگی۔ اسوقت تمام علیحدہ شدہ ممالک کیلئے لازم ہوگا۔ کہ ایک خاص کمیٹی بنائیں جسکا مرکز پیرس ہو۔ تاکہ یہ کمیٹی فیصلہ کردے کہ ہر ایک پر اس قرض کی کل رقم کتنی پڑیگی اور یہ بھی فیصلہ کردے کہ کن طریقوں سے وہ عثمانی

حصے جو اسوقت بار بار فروخت ہونے کیوجہ سے گردش میں ہیں ان حصوں کی شکل میں مبدّل ہو جائیں جو ضمانت کا کام دے سکیں۔

دفعہ ۵۸۔ اس امر کی تصریح کرتی ہے کہ ترکی اور دوسری دول متعاہدہ کسی قسم کا معاوضہ یا تاوان نقدی کی صورت میں نہیں لینگی۔ دولِ عظمیٰ ان پچاس لاکھ ترکی اشرفیوں سے بھی دست بردار ہوتی ہیں جو برلن میں جمع تھیں۔ اور جنکو دولِ متحدہ نے اپنی اس رعایا کو معاوضہ میں دیدیا جس کا جنگ کی وجہ سے بہت نقصان ہوا تھا۔ ترکی ان جہازوں کی قیمت کے مطالبہ سے دست بردار ہوتی ہے جو جنگ سے قبل انگلستان میں تھے اور جن کو ۱۹۱۴ء میں برطانیہ نے لیا تھا۔

دفعہ ۵۹ میں یونان نے اعتراف کیا ہے کہ اس پر ان نقصانات کیوجہ سے تاوان کی ادائیگی ضروری ہے۔ جو ترکی کو اس کی وجہ سے پہنچے ہیں۔ لیکن یونان کی مالی حالت پر نظر کرتے ہوئے ترکی اس تاوان سے دستبردار ہو جاتی ہے۔

دفعہ ۶۰ میں اس امر کی تصریح ہے کہ جو املاک عثمانی حکومت کی علیحدہ شدہ ممالک میں واقع تھیں ان کی مالک وہ سلطنتیں ہو جائینگی جن کے حصہ میں وہ ممالک آئے ہیں۔ دفعہ ۶۱ معاشیات سے متعلق ہے اور دفعہ ۶۲ اور ۶۳ میں ان مسائل پر بحث ہے جنکا تعلق معاہدات سابقہ کی رو سے جرمنی۔ آسٹریا اور ہنگری سے ہے۔

تیسری فصل
اقتصادی شرائط

اس فصل میں دفعات ۶۵ سے ۷۲ تک جائداد و بیداوارا در مصالح ملکی پر بحث

تعلق ہے ... کا منشاء ہے کہ جن لوگوں کی جائداد دوران جنگ میں
ضبط کرلیگئی ہے وہ واپس کردی جائے۔ اور اگر یہ جائداد فروخت ہوچکی ہے
تو اسکی قیمت ادا کی جائے' دفعہ ۶۶ میں دفعہ ۶۵ کے نفاذ کے شرائط درج ہیں
دفعہ ۶۷ کا منشاء ہے کہ ترکی اور دولِ بلقانیہ ان چیزوں کو ایکدوسرے کو
واپس کردیں جو دوران جنگ میں ایک لئے دوسرے کی ضبط کرلی ہیں۔
دفعہ ۶۹ کا منشا یہ ہے کہ ترکی میں اتحادی رعایا پر جو ٹیکس (ابتدائے جنگ
سے ۱۹۲۲ء تک کے واجب الادا خیال کئے جاتے ہیں۔ انکا مطالبہ نہ
کیا جائے۔ کیونکہ قبل از جنگ ان لوگوں پر یہ ٹیکس عائد نہیں تھے۔
دفعہ ۷۲ ان زمینوں وغیرہ کے تصفیہ کے متعلق ہے جو علیحدہ شدہ ممالک
میں جرمنی، آسٹریا اور ہنگری کی ملکیت میں تھیں۔
دفعہ ۷۳ میں جائداد غیر منقولہ کی بیع و شرٰی، اجارات اور ٹھیکے معدنیات
زراعتی پیداوار۔ رہن و ضمانت، امتیازات اجنبیہ اور ترکی قرضہ کے متعلق
معاہدات جنگ سے قبل دولِ متحاربہ میں ہوئے تھے وہ سب منسوخ ہوگئے
لیکن دفعہ ۷۵ کا منشا ہے کہ جدید اقتصادی شرائط کی رو سے اگر ایک سلطنت
کو دوسری سلطنت سے کوئی معاوضہ وصول کرنا ضروری ہو تو وہ اس معاوضہ
کا مطالبہ کریگی۔ اگر اس معاوضہ کے متعلق فریقین میں اختلاف ہو تو ایک
مشترکہ عدالت میں معاملہ پیش ہوگا اور اس عدالت کا فیصلہ قطعی و آخری ہوگا۔
دفعہ ۷۷ میں ان تمام تصفیوں کا اعتراف کیا گیا ہے جو اس معاہدہ سے
قبل دول متعاہدہ کی رعایا کے مابین ہوچکے ہیں لیکن جو معاہدات ۱۶ مارچ ۱۹۲۰ء
قبل حکومت آستانہ سے ہوئے ہیں، وہ ترکی کے سامنے پیش ہوں گے
اور ۱۹۲۰ء حکومت کی منظوری کی درخواست کیجائیگی۔ اگر ترکی لئے ان پر

منظوری نہ دی تو وہ معاملہ ایک مشترکہ عدالت میں پیش ہوگا۔ تاکہ اس خسارہ کے معاوضہ کی تعیین ہوجائے جو ان معاہدات پر عمل کرلنے سے ہوچکا ہے۔ لیکن دفعہ ۷۷ میں جو شرائط ہیں وہ ان معاہدات پر صادق نہیں جو امتیازات کے سلسلہ میں ہوئے تھے۔

دفعہ ۷۸ کا منشا ہے کہ ان معاہدات کے متعلق جو امتیازات سے تعلق نہیں رکھتے اگر کوئی اختلاف اسوقت ہے یا آئندہ آج کی تاریخ سے چھ ماہ کے اندر ہو۔ اسکا فیصلہ ایک مشترکہ مجلس کریگی۔ جن اصحاب کا مفاد اس دفعہ سے وابستہ ہے انکو چاہیئے کہ اپنے مطالبات آج کی تاریخ سے چھ ماہ کے اندر پیش کریں۔

دفعہ ۷۹ میں اس امر کی تصریح ہے کہ جو تجارتی معاملات زمانہ جنگ میں زیر التوا تھے۔ ان کا تین ماہ میں فیصلہ ہوجائے۔ اسی دفعہ کے ایک حصّہ میں ان شرائط کا ذکر ہے کہ جو ضمانتی کمپنیوں (انشورنس کمپنیوں) کے معاہدات کے متعلق ہیں۔

دفعہ ۸۴۔ ان قرضوں کی ادائیگی کے متعلق ہے جو جنگ سے قبل تھے اور جو اب بھی قائم ہیں لیکن ان کی ادائیگی اس سکّہ میں نہیں ہوئی جس پر فریقین میں فیصلہ ہؤا تھا۔ ان سکّوں کا بھاؤ اب اُس شہر کا تسلیم کیا جائیگا جس سے وہ قرضہ لیا گیا تھا۔

دفعہ ۸۶ سے ۹۱ تک ان حقوق کا ذکر ہے جو علوم و فنون اور صنعت و حرفت میں حاصل ہونگے۔

دفعہ ۹۲ سے ۹۸ تک تصریح کیگئی ہے کہ اگر مذکورہ بالا دفعات (۸۶ سے ۹۱ تک) کے متعلق کچھ اختلافات ہوں تو ان کا فیصلہ

دفعات ۹۹ - اور ۱۰۰ - میں ان معاہدات دول کا ذکر ہے جو اقتصادی یا فنی ہیں مثلاً خبر رسانی۔ تار برقی وغیرہ۔

چوتھی فصل!

رسل و رسائل اور صحت وغیرہ

دفعات نمبر ۱۰۰ سے نمبر ۱۱۳ تک میں اس نظام سے اتفاق کیا گیا ہے۔ جو برسلونا کانفرنس میں رسل و رسائل اور مواصلات اور مخابرات کے متعلق دولِ یورپ نے طے کیا تھا۔ دفعہ ۱۰۷ میں یونان بلغاریہ اور ترکی حدود میں ان ریلوے لائنوں کے ذریعہ سے تجارتی مال کی نقل و حرکت پر بحث کی گئی ہے۔ جو قوللی بورغاس کے قریب واقع ہیں۔ دفعہ ۱۰۶ میں تصریح کی گئی ہے کہ آئندہ ترکی میں خارجی اقوام کے ڈاکخانے نہیں رہیں گے۔

دفعات ۱۱۴ سے ۱۱۸ تک ان مسائل کی تصریح ہے۔ جو صحت عامہ کے متعلق ہیں۔ اور دفعات ۱۱۹ سے ۱۳۶ تک جنگی قیدیوں کے تبادلہ اور مقتولین جنگ کے مقبروں کی حفاظت کے شرائط درج ہیں۔

دفعہ ۱۲۹ میں خاص طور سے گیلی پولی کے مقبروں کے متعلق اس معاہدہ سے اتفاق کیا گیا ہے۔ جو ۴۔ فروری کو جانبین میں طے ہُوا تھا۔

کرتی ہے۔

دردانیال اور باسفورس

دردانیال اور باسفورس میں جہاز رانی کی پوری آزادی حاصل ہوگی۔ ۳۱۔جنوری کو جو معاہدہ آبناؤں کے متعلق ہوا تھا اس میں کوئی تغیر تغیّر نہیں ہوا ہے۔ اور چونکہ اس کی شرائط اخبارات میں شائع ہوچکی ہیں۔ لہذا یہاں انہیں نظر انداز کیا جاتا ہے۔

معاہدہ لوزان سے متعلق متعدد ضمیمے ہیں۔ جن کا خلاصہ وقتاً فوقتاً اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ اور ان کا اعادہ غیر ضروری ہے۔ لہذا طوالت کی وجہ سے ہم ان کو نظر انداز کرتے ہیں؛

تذکرہ جمال پاشا

نوشتہ بماند سیہ بر سفید
نویسندہ را نیست فردا امید

جمال پاشا، انور پاشا اور طلعت پاشا کی شہادت اس قدر ناگہانی طور پر واقع ہوئی ہے کہ دنیا مایوس ہو چکی تھی، اور کہہ رہی تھی کہ کبھی ملکِ عدم سے بھی کوئی خط یا پیغام آیا ہے کہ ہمیں ان محبوب شہیدانِ اسلام و فقیدانِ ملت کی کوئی خبر مل سکے۔

لیکن الحمدللہ کہ ہمیں ایک ضخیم کتاب موصول ہوئی ہے جسکی لاکھ خوبیوں کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ غازی جمال پاشا کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ جنگِ عظیم کے بعد جب آپ سٹزرلینڈ میں ایک انجنیر کے لباس میں مقیم تھے۔ آپ نے جنگِ عظیم اور اپنی کارگذاری کے حالات تحریر کئے۔ اور یورپ کی چالوں کا کچا چٹھا کھول دیا۔ اس کتاب کے پڑھنے سے ہر شخص جسکو اللہ تعالے نے انصاف و بصیرت سے بہرہ ور کیا ہے معلوم کریگا کہ ترکوں کی شجاع و مظلوم قوم نے کیونکر عزت کی موت قبول کی۔ لیکن فیاضی اور صاف باطنی کو کبھی ہاتھ سے نہیں دیا۔ یورپ نے ترکی قوم کو صفحۂ ہستی سے محو کرنے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا لیکن یہ قوم بتیس دانتوں میں زبان کی طرح قائم رہی۔ اور آج دنیا کی شمشیر زن اقوام میں صرف ترک ہی ہیں جو انگورا کی ظلمت شکن تلوار کھینچے ہوئے، اپنی گذشتہ تاریخ کا مطالعہ کرتے ہوئے اپنے ضمیر کو پاک اور اپنے صداقت پسند دل کو شاداں پاتے ہیں۔ کیونکہ وہ مظلوم ہیں ظالم نہیں ہیں۔ حق پرست ہیں باطل پرست نہیں ہیں۔ بہادر و غیور ہیں۔ بزدل اور مادہ پرست نہیں ہیں۔ اگر سازشوں اور بغاوتوں کے وسیع جال میں سے صحیح سلامت بچ نکلنے کے اعجاز سے آگاہی حاصل کرنی مطلوب ہو تو سیرۃ الغازی کے مطالعہ سے قبل تذکرہ جمال پاشا کو ضرور ایک نظر دیکھ لیجئے۔ قیمت صرف ۳ روپے

سیرۃ الغازی اور تذکرہ جمال پاشا کے ملنے کا پتہ:-

(۱) مینیجر شرکتِ ادبیہ متصل ایم۔ اے۔ او۔ ہائی سکول امرتسر

(۲) مولوی غلام ربانی صاحب آزاد اسلامیہ سکول حضرو ضلع اٹک

عہدِ حاضرہ کی بہترین اور مفید کتابیں

دنیائے اسلام اور عیسائیت

اسلام نے کسطرح ایکہزار سال تک سیاسیات اور علوم و فنون میں دنیا کی رہنمائی کی ہو اور وہ چند صدیوں سے کن وجوہ سے پُر آشوب مصائب میں مبتلا ہے اسکا جواب اس کتاب میں تفصیل کیساتھ دیا گیا ہے اور اسلام پر عیسائیت کے ہمہ گیر مادی و روحانی حملہ پر مدلل بحث کیگئی ہے۔ ہر مسلمان کو اسکا مطالعہ کرنا چاہئے قیمت ۶ر

سلطنت برطانیہ کا مستقبل

ایک نامور جاپانی مورخ نے سلطنت مذکور کے متعلق ایک ہولناک پیشگوئی کی ہو جسکے لئے اس نے ۹ زبردست دلائل پیش کئے ہیں اسکا ترجمہ یورپ کی متعدد زبانوں میں ہو چکا ہے اور اردو کے سانچہ میں پہلی مرتبہ ڈھالی گئی ہو۔ ہندوستان کے سیاسی اور قومی عروج و زوال سے تعلق رکھنے والے اشخاص کو اسکا غور سے مطالعہ کرنا چاہئے۔ قیمت صرف ۶ر

تطبیقِ مذہب و سائنس

ایک مشہور آفاق امریکن مصنف کی انگریزی تالیف کا نہایت سلیس بامحاورہ اردو ترجمہ جسمیں (۱) معاد اور روح کی سزا و جزا۔ (۲) فنائے جسم کے بعد بقائے روح کا اعتقاد (۳) ایک صاحب اختیار اعلےٰ طاقت کے اعتقاد پر دلچسپ بحث کر کے سائنس اور مذہب کے اصول اولین کی تطبیق کیگئی ہے۔ مترجم نے دلنشین قرآنی حواشی کے ذریعہ سائنس اور اسلام کی تطبیق کی ہے اور ایک زبردست دیباچہ اضافہ کیا ہے۔ قیمت صرف ۸ر

راجپوت گوتیں

راجپوت گوتوں کے جغرافی تاریخی اور عددی پہلوؤں پر بصیرت افروز روشنی ڈالی گئی ہو کسی راجپوت کو اسکے مطالعہ سے محروم نہیں رہنا چاہئے۔ قیمت صرف ۸ر

خنجرِ ہلال

گذشتہ جنگ ٹرکی و یونان کا ایک نہایت دلآویز ڈرامہ جسمیں جنگ کی پوری تاریخ ڈرامہ کی صورت میں پیش کیگئی ہے۔ قیمت ایکروپیہ۔

مکتوباتِ امامِ ربانی اردو

مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کا پہلا مستند اور قابل دید ترجمہ (حصہ اول) معہ سوانحعمری حضرت ممدوح۔ قیمت ۱۲ر

غزواتِ نبوی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ کی تمام جنگوں کے دلچسپ حالات قیمت مر

خونِ ناحق یا وکیل نسواں۔ عورتوں کیساتھ مردوں کی بے انصافی کی صحیح کیفیت قیمت مر

برکاتِ سلطانی۔ ہر ہائنس بیگم صاحبہ بھوپال کے حالات زندگی۔ قیمت ۶ر

کلیدِ قرآن۔ قرآن کریم کی تعلیم کی دریا کو کوزہ میں بند کیا گیا ہے ہر مسلمان کیلئے اسکا مطالعہ ضروری ہے۔ قیمت ایکروپیہ۔ **تمام کتابوں کا محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار**

۱۵۶۶

سیرت الغازی مصطفی کمال پاشا

۷۸۶

نہالِ ترک ز برقِ فرنگ بار آورد
ظہورِ مصطفوی را بہانہ بولہبی ست (اقبال)

سیرت الغازی

مصطفےٰ کمال پاشا

اور

تحریکِ آزادیٔ اناطولیہ کی مکمل و مستند تاریخ

۱۵۶۶

مؤلفہ
علامتین امین محمد سعید و کریم خلیل ثابت مصری

جسکو
مولوی غلام ربانی لودھی (علیگ)
نے
سلیس اردو میں ترجمہ کیا
اور

باہتمام مولوی محمد عبداللہ منہاس آفتاب برقی پریس متصل اسلامیہ سکول امرتسر میں طبع کراکر شایع کیا

اِنتساب

مَیں اپنی اِس ناچیز تالیف کو استاذی المکرّم

رئیس الاحرار حضرت مولانا مُحمّد علیؒ مدظلہ العالی

کے اسمِ گرامی سے منسوب کرتا ہُوں۔

ع

گر قبُول افتد زہے عزّ و شرف

خاکسار

غلام ربّانی

ترکوں نے یونانیوں کو ٹھوکر اناطولیہ سے نکالا۔

(آفتاب برقی پریس امرتسر)

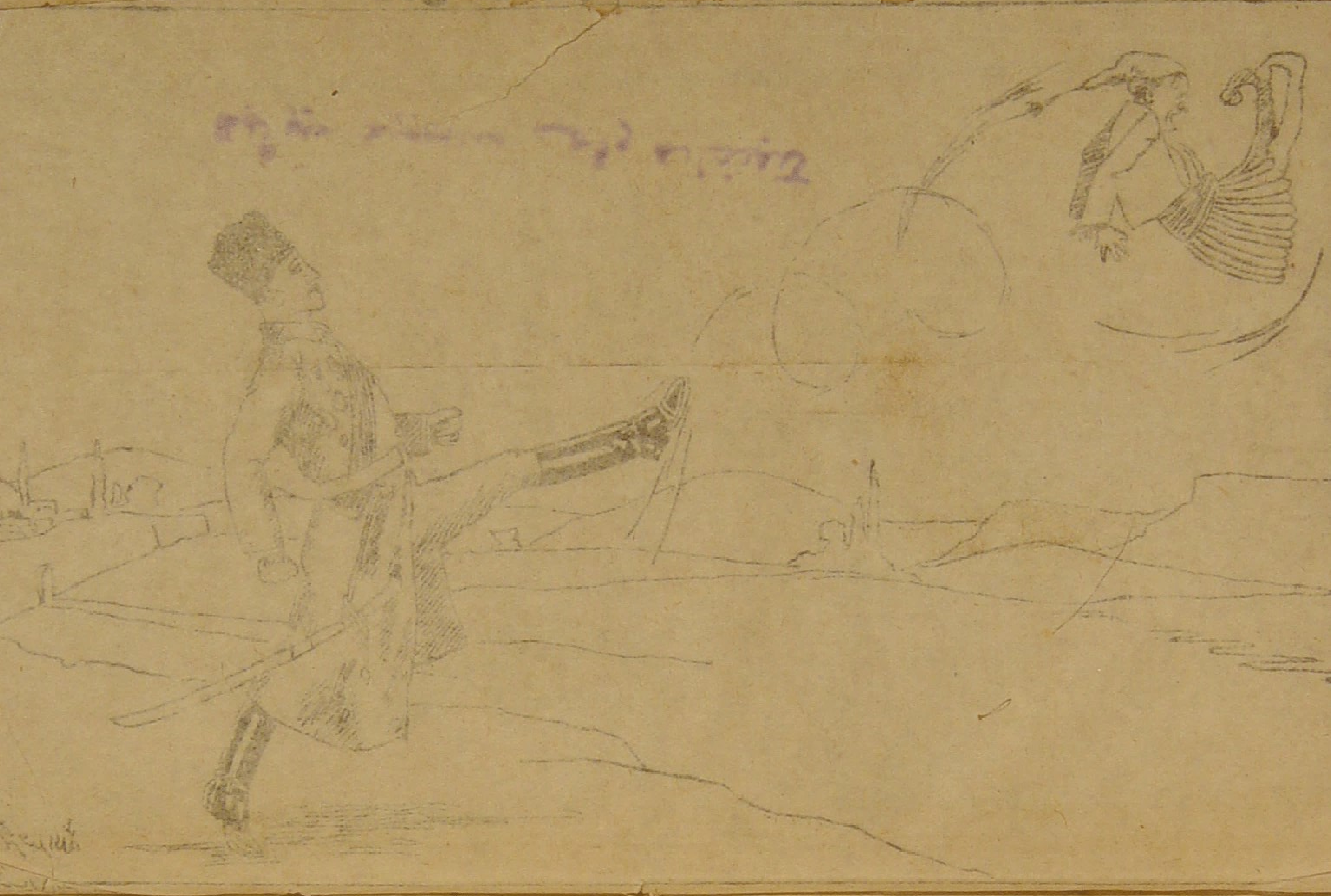

مقدمۂ عزیز

غازیٔ شرق کے حالاتِ زندگی سے واقفیت حاصل کرنے کیلئے مشرق و مغرب کا ہر فرد بیقرار ہے۔ ہمارے عزیز القدر مؤلفین نے اِس باب میں جس قدر کوشش کی ہے وہ قابلِ تحسین و شکریہ ہے۔ لیکن افسوس کہ ابتک چار یا پانچ اصحاب کے سوا کسی صاحب نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی سوانحعمری لکھنے کی کوشش نہیں کی۔ اور جو کتابیں لکھی بھی گئیں اُنکا ماخذ و منبع زیادہ تر مغربی اخبارات کے اقتباسات ہیں۔ بے شک جبتک کسی زیادہ موثق ذریعے سے حالات نہ ملیں۔ اُس وقت تک اس طرح کے مجموعے بھی غنیمت ہیں۔ لیکن جیساکہ اِس کتاب کے مطالعہ سے قارئین کرام کو معلوم ہو جائیگا۔ مغربی اخبارات اور نامہ نگاروں پر وثوق خطرے سے خالی نہیں۔ بسا اوقات یورپ کے اخبارات کی رنگین بیانیاں اپنے اندر زہریلا مادّہ رکھتی ہیں۔ جو نادانستہ قارئین کرام کے دل و دماغ کو متاثر کر دیتا ہے۔ اور سادہ لوح نوجوانوں کے دماغ کو بعض ایسے خیالات سے معمور کر دیتا ہے جو بالکل غلط اور گمراہ کُن ہوتے ہیں۔ سیرۃ الغازی میں ایک جگہ "غازی اعظم سے متعلق اجنبیوں کے اقوال" کے عنوان سے ایک مغربی نامہ نگار کا مقالہ نقل کیا گیا ہے اور اس پر محققانہ تنقید کیگئی ہے جس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ایسے اخبارات کی تحریروں سے ایک عام شخص بادی النظر میں یہہ سمجھنے لگتا

...کے علم کو مسموم کرتی ہے۔ اور ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ
تحریر در اصل تحسین کے لباس میں مذمت اور بے بنیاد اتہام ہے۔

سیرۃ الغازی دو مصری فاضلوں امین محمد سعید اور کریم خلیل ثابت کی جانفشانی کا نتیجہ ہے۔ اور انہوں نے اس مختصر کتاب کی تالیف کیلئے محنت و دیانت کا حق ادا کیا ہے۔ ان میں سے ایک نے اناطولیہ کی سیاحت بھی کی ہے۔ اور نہائت کوشش سے حالات فراہم کئے ہیں بعض حالات کا ماخذ خود اعلیحضرت غازئ اعظم کے رفقاءِ کار ترکانِ احرار ہیں جن حضرات کو تاریخ اسلام سے دلچسپی ہے وہ سیرۃ الغازی کے مطالعہ سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ترکوں کی جدید بیداری اور کامیاب جدّوجہد کی اس سے بہتر تاریخ ابتک شائع نہیں ہوئی۔ یہ کتاب باوجود مختصر ہونے کے مکمل مستند اور نہائت واضح ہے۔ اس کتاب کی مطالعہ کرنے سے یہہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اگر کوئی قوم حق و صداقت کیلئے عزم مصمم کیساتھ کمربستہ ہو جائے تو اسکا راستہ سنگ و خار سے صاف ہو جاتا ہے۔

میں اخیر میں مولوی محمد عبداللہ صاحب منہاس مہتمم مطبع "آفتاب" امرتسر کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے نہائت مہربانی سے اس قابلقدر کتاب کی طباعت کا وعدہ فرما کر مجھے ایک بڑے بوجھ سے سبکدوش کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ امر اس کتاب کی خوش قسمتی اور خاکسار مترجم کیلئے وجہ اطمینان و مسرت ہے کہ بحسن اتفاق آفتاب شرق کی سوانحعمری "آفتاب پریس" میں طبع ہو رہی ہے ؎

شبہائے دو دمانم شد روز تا قیامت ۔ اے آفتاب تاباں بر بام و در مبارک!

مُقدّمۂ مؤلِف!

اِنسان کے دیدہ و دِل میں جسقدر وقعت، وعلُو منزلت، شجاعت وکرم کو حاصل ہے۔ اسقدر دیگر اوصافِ حمیدہ میں سے کسی کو حاصل نہیں ہے۔ صانع حقیقی نے جہاں تمام مشرقی اقوام کو بخشش وکرم کی تجلّی گاہ بنایا ہے۔ وہاں شجاعت وبسالت میں اُس نے تُرکوں کو یکتائے دوران کیا ہے۔ اگر سچ پوچھو تو قسامِ ازل نے اس وصف کی تکمیل اسی قوم میں کی ہے۔ آلِ عثمان کی شجاعت و بسالت اور مصائب وشدائد پر اس کا صبر و تحمل اور ضبط آج اقوامِ عالم میں ضرب المثل بنگیا ہے۔ اس قوم کے متعلق نیپولین بوناپارٹ کی یہ رائے بطنِ تاریخ میں ایک اَنمٹ لکیر رہیگی۔ کہ "مجھے عثمانی لشکر دے دو۔ تاکہ مَیں اس کے ذریعہ تمام دنیا کو فتح کرلوں"۔ اس سے بڑھکر کسی شہادت کو بلاغت وتکمیل کا دعوٰی ہوسکتا ہے؛ جمیع عصُو وازمان کے سب سے بڑے شمشیرزن کے مُنہ سے یہ شہادت محض اتفاقیہ طور پر صادر نہیں ہوئی۔ بلکہ کلِمات ومعانی کے اِس مختصر جامع جملہ کا صدور ایسے وقت

... اس نے حیرت انگیز کارنامے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا
تھا۔ وہ کونسی قوم ہے کہ جسپر زمانے کی اسقدر گردشیں، حوادث کی وہ تیرہ و تار گھٹائیں اور عبرت انگیز مصیبتیں نازل ہوئی ہوں، جو ترکی قوم پر ہوئی ہیں۔ اور پھر اس طرح کا ثبات و استقلال اس میں قائم رہا ہو؟ وہ کونسی قوم ہے جس کے بارہ سال اس نہج پر بسر ہوئے ہوں کہ ایک جنگ سے فراغت ہوئی۔ اور دوسری جنگ درپیش ہوگئی۔ طرابلس کی جنگ کے بعد ہنوز دم نہ لیا ہو کہ جنگِ بلقان کے آتشین سیلاب کے سامنے سینہ سپر ہونا پڑا ہو؟ اس کے بعد جنگِ عظیم کا مقابلہ ہو۔ اور تباہی و ویرانی کے کلہاڑے بیرون و اندرونِ ملک سے نہائت سرگرمی کیساتھ چلتے رہے ہوں۔ وہ کونسی قوم ہے جس کو اسقدر مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہو اور وہ پست و سرنگون ہو کر یاس و قنوط کے عالم میں چاہ ناکامی و ناتوانی میں گر نہ گئی ہو۔ اور بے حس و حرکت نہ ہوگئی ہو۔ بلکہ اقوامِ مشرق و مغرب میں وہ کونسی قوم ہے جو جنگِ عظیم میں مغلوب ہو کر واپس آئی ہو اور وہ سرفگندہ اور ذلیل نہ ہو۔ اور ہر طرح کے شرائط و احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کے واسطے آمادہ نہ ہو۔ ہاں اگر صفحۂ ہستی پر کسی ایسی قوم کا وجود ہے تو وہ ترکی قوم ہے۔ جس کے متعلق دنیا یہ وہم کرنے لگی تھی کہ اب اس کے اعضاء کٹ چکے ہیں۔ اسکی قوتیں زائل اور حوصلے پست ہو چکے ہیں۔ لیکن جونہی کہ دشمن اس کے وطن کی طرف بڑھا اور اس کی زمین پر قدم رکھا تو یہ غیور قوم اس شیر کی طرح کھڑی ہوگئی جو اپنے غار کی حفاظت کیلئے بے خوف و خطر باہر نکل آتا ہے۔

اِس طرح کی قوم کمزور و ذلیل نہیں ہو سکتی جب اسپر زمانہ کی پیہم
گردشیں آتی ہیں۔ تو وہ اپنی فطری بسالت و صلابت سے ان کو عبور
کرلیتی ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حوادثِ دہر اُس کے جسم سے قعود
وجمود کی گرد جھاڑ دیتے اور سُستی و کاہلی کا زنگ دُور کر دیتے
ہیں۔ اور وہ ان مصائب وحوادث سے مجد وافتخار کا زیور از سر
نَو پہن کر نکلتی ہے اور آتشِ جنگ سے باہر آکر نمائش گاہِ دہر پر
کُندن کی طرح دمکتی ہے۔

* * * * *

"قومیں یکایک بانجھ نہیں ہو جاتیں۔ اور اُن کی رگوں
میں خون اچانک خشک نہیں ہو جاتا"

اِس قول کی صداقت پر بلادِ عثمانیہ کی کثیر التعداد مثالیں شاہد ہیں
تاریخ ترکی کے آخری چند سال کے واقعات نے تو اِس قول کو
آفتاب نصف النہار کی طرح واضح کر دیا ہے۔

ہم نے وہ افراد بھی دیکھے جن کے نسب نامے گمنام اور مراتب
ادنیٰ تھے۔ اور جو علمی استعداد میں بالکل کمزور تھے لیکن اپنے سینوں
کی قوت۔ حزم و عزم اور ذکاوت و جرأت سے بلند ترین مناصب و
مراتب کو پہنچ گئے۔ طلعت پاشا۔ جمال پاشا اور انور پاشا کی مثالیں
ہم نے دیکھیں اور آج ہمارے سامنے اِس امر کی سب سے بڑی مثال
اور معتبر ترین شاہد موجود ہے کہ مشرق میں ترقی کرنے اور بلندی و عظمت
اور حریّت و استقلال کی طرف بڑھنے کے لئے کیسی عظیم الشان انفرادی
واجتماعی طاقت و استعداد موجود ہے

اور یہ سب بڑی مثال اور عادل ترین شاہد صرف بطل کبیر
وغازی شہیر مصطفےٰ کمال پاشا کے آئین کا نتیجہ ہے۔ اس بڑے
سپہ سالار اور ذی عزم محبِ وطن نے ثابت کردیا ہے کہ مشرق بدستور
فہم و ذکا کا خزانہ، عزم و ہمت کا امین اور حیاتِ قومی کا عنوان
امید ہے۔ یہہ عظیم الشان ہستی نہ صرف ہر مشرقی آدمی کے لئے
باعثِ صد افتخار ہے بلکہ اس کی قومی سرگرمیوں اور عالمگیر مشرقی
بیداری کے لئے یہ مثال ایک دلیلِ راہ اور سرچشمۂ حیات و امید
ہے۔ جس جلیل القدر شخصیت اور ہر دلعزیز انسان کے سوانح حیات
معلوم کرنے کے لئے ہر شخص منتظر و بے تاب ہو۔ اس کی زندگی کے
مختصر لیکن مستند حالات بہم پہونچانا ازبس ضروری تھا۔

فصل اوّل

غازی مصطفیٰ کمال پاشا

پیدائش و تربیت

حضرت غازی مصطفیٰ کمال پاشا ۱۲۹۸ھ ہجری میں سالونیکا میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ایک تاجر تھے۔ ابتدا میں آپ کا خاندان یونان کے ایک شہر لاریسا میں آباد تھا۔ آپ کے والد نے آپکو اپنے محلّے کے ایک مکتب میں داخل کر دیا۔ جو ایک ماہر قرآن عورت کے زیرِاہتمام تھا۔ اس کے بعد آپکو ابتدائی مدرسے کیطرف منتقل کر دیا گیا۔ جہاں آپنے ابتدائی اسباق کی تکمیل کی۔

اس کے بعد جلد ہی آپ کے والد دارِ فانی سے رحلت فرما ہوئے اور آپکی سرپرستی کا فخر آپ کے خال محترم کو حاصل ہُوا۔ جو زراعت پیشہ تھے۔ اور جو آپکی والدہ اور آپکو اور آپ کے بھائی کو اپنے گاؤں کی طرف لیگئے۔ اور آپکو زرعی کاموں پر لگا دیا۔ یہہ وُہ وقت تھا۔ جب موجودہ ترکی افواج کا سپہ سالار اعظم اور قومی پارلیمنٹ کا صدر الصدور اپنے کاشتکار ماموں کی خدمت میں کھیتوں سے کوّوں کو اُڑاتا اور مویشی چرایا کرتا تھا۔

لیکن آپکی شفیق و مہربان والدہ اس امر کو برداشت نہ کرسکیں

نے اپکو سالونیکا میں اپنی بہن کے گھر بھیجدیا۔ جس نے مصطفےٰ کو نہا
عمدہ جگہ دی اور مدرسہ اعدادیہ میں داخل کردیا۔

اتفاقاً ایک روز مصطفےٰ جماعت میں کسی ہم جماعت کیساتھ جھگڑ پڑا۔ جس پر استاد نے اُسے سخت پیٹا۔ اُسکی دادی کو یہ امر ناگوار گذرا اور انہوں نے اپنے پوتے کو مدرسے سے نکال لیا۔ جب اس نے دیکھا کہ مَیں ثمرِ علم سے محروم ہوگیا ہوں۔ تو فطری میلان اور طبعی رجحان نے اس کو فوجی مدرسے کی طرف متوجہ کیا۔ جب مصطفےٰ نے فوجی مدرسے میں داخل ہونے کی خواہش ظاہر کی تو اسکی والدہ نے بتقاضائے شفقت اور اس کے آنکھوں سے دور ہوجانیکے خوف کی وجہ سے اس امر کی مخالفت کی لیکن آخرکار مصطفےٰ اپنے ارادے میں کامیاب ہُوا اور فوجی محکمہ میں شامل ہونے کے لئے اپنی والدہ سے اجازت حاصل کرلی۔ اور آزمائشی امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد فوجی مڈل سکول میں داخل ہوگیا۔ کمال کا لقب اسے یہیں سے ملا تھا۔ خود غازی مصطفےٰ کمال پاشا سے یہہ روائت منقول ہے۔ کہ فوجی مڈل سکول کے ایک استاذ مسمی مصطفےٰ آفندی نے ایک دن کہا:۔ اے پیارے بیٹے! تم بھی مصطفےٰ ہو اور مَیں بھی مصطفےٰ ہوں۔ اس لئے تمہارے نام کے ساتھ "کمال" کا لفظ زیادہ کرتا ہوں۔ تاکہ بلانے میں التباس واقع نہو۔ اُس وقت سے مجھے مصطفےٰ کمال کے نام سے پکارا جاتا ہے۔"

بعض یہہ وجہ بتاتے ہیں کہ مصطفےٰ نے مدرسے میں ذہانت و لیاقت اور ہمّت و ہوشیاری کا جو حیرت انگیز ثبوت دیا تھا۔ اُس

... دی کہ بطور تفاول اس کے نام کو ترکی ادب کے مشہور و معروف
ماہر نامق کمال بک کے نام سے منسوب کیا جائے۔ اس لئے انہوں
نے اس کا نام مصطفٰے کمال مقرر کر دیا۔

اسجگہ سے سند حاصل کر کے مصطفٰے کمال مناستر کی طرف چلے گئے
اور وہاں فوجی ہائی سکول میں داخل ہو گئے۔ پھر وہاں سے قسطنطنیہ
چلے آئے۔ اور مدرسہ حربیہ میں داخل ہو گئے۔ ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء
میں وائس لفٹننٹ کا عہدہ حاصل کر کے دوسرے سال مدرّ ارکان
حرب میں داخل ہو گئے۔ وہاں تکمیل تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۰۴ء
میں کپتان کا درجہ حاصل کیا۔

میدان سیاست میں پہلا قدم

جب آپکو سیاسی ترجمان کی حیثیت میں قسطنطنیہ بھیجا گیا۔ اور اُس
وقت کے دورِ استبداد کے تمام حالات اور عثمانی قوم کے مصائب و
آلام سے آپکو آگاہی حاصل ہوئی تو آپنے اپنے رفقاء کے ساتھ مل کر
سلطان عبدالحمید خان کی ظالمانہ حکومت کے خلاف جمعیت قائم
کی۔ اور ایک اخبار جاری کیا۔ جسے وہ اپنے ہاتھوں سے لکھا کرتے
تھے۔ جاسوسوں کو اس امر کی اطلاع ملی اور مصطفٰے کمال کو گرفتار
کر کے سلطان عبدالحمید خان کے پاس لایا گیا۔ اجرائے اخبار، اور مختلف
مقاصد کے لئے متعدد کمیٹیاں قائم کرنے کے الزام میں آپکو چند ماہ

جب غازی مصطفیٰ کمال دمشق میں پہونچے اور مسلح سواروں میں
داخل ہو گئے۔ اور اسی اثناء میں جبل دروز کے باشندوں نے بغاوت
کردی تو حکومت نے اِن لوگوں کی سرکوبی کے لئے ایک فوجی دستہ
بھیجا۔ اعلیٰ حضرت غازی مصطفیٰ کمال اس دستے میں شریک تھے۔

قریباً چار ماہ تک حوران کے پہاڑوں اور وادیوں اور میدانوں میں
مصروفِ کار رہے۔ اور پھر دمشق کی طرف واپس آگئے اور وہاں سے
بیروت، جافا، اور القدس کی طرف لشکر کو قواعد سکھانے کے بہانے
سے گئے۔ اور ان شہروں میں جمعیتِ آزادی کی شاخیں قائم کردیں
اور ان سب کو دمشق کی اُس مرکزی جمعیت سے ملحق کر دیا جو آپنے
اپنے بعض رفقاء کی معیت میں قائم کی تھی۔ اور جس کا مقصد حریت
اور پارلیمنٹ کا مطالبہ تھا۔

جب قریباً اڑھائی سال شام میں گذر گئے تو مقدونیہ کیطرف گئے
جہاں جمعیت حریت فراغت و نشاط کے ساتھ کام کر رہی تھی۔ بعد
میں جمعیت کا نام بدلکر "جمعیتِ اتحاد و ترقی" ہو گیا۔ اور غازی موصوف
جیش سالونیکا کی مجلسِ جنگ میں کام کرتے رہے حتیٰ کہ پارلیمنٹ
نے ان کو ترکی میں طلب کر لیا۔

جب ۳۱۔ مارچ ۱۹۰۹ء کی وہ بغاوت مشتعل ہوئی جس میں
سلطان عبدالحمید خان معزول ہوئے۔ تو وہ اُس لشکر کے ساتھ
مل گئے جس نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا۔ اور جو فوج ایڈریانوپل سے آئی
تھی۔ اس کے سالار مقرر ہوئے۔ اس کے بعد قومی فوج کی تنظیم کیلئے